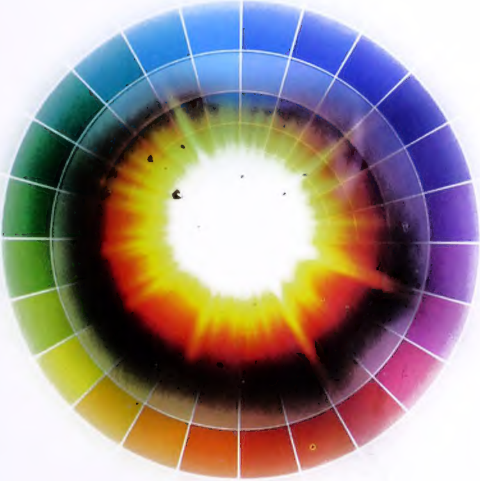
پانچ دریاؤں کا دیس

تحقیق، ترتیب

ڈاکٹر نوید شہزاد



شعبہ پنجابی زبان و ادب

پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور

Marfat.com

پانچ دریاؤں کا دیس

تحقیق، ترتیب

ڈاکٹر نوید شہزاد

شعبہ پنجابی زبان و ادب

پنجاب یونیورسٹی، علامہ اقبال کیمپس، لاہور (پاکستان)

Marfat.com

111908

جملہ حقوق محفوظ

کتاب: پانچ دریاؤں کا دیس

لکھاری: ڈاکٹر نوید شہزاد

کمپوزنگ: محمد یلیین، محمد سدھیر سائیں

اہتمام: شعبہ پنجابی، فیکلٹی آف اورینٹل لرننگ

پنجاب یونیورسٹی، علامہ اقبال کیمپس، لاہور (پاکستان)

فون/فیکس: 092-42-99210834

ای میل: dr.naveedshahzad@yahoo.com

ٹائٹل: محمد نوید

اول: 2011ء

تعداد: 500

پریس: پنجاب یونیورسٹی پریس، لاہور

قیمت: -/300 روپے

Marfat.com

انتساب

اُن پنجابیوں کے نام جو پنجابی تھے۔

Marfat.com

در کھلا حشر عذاب دا

بُرا حال ہویا پنجاب دا (بلھے شاہ)

Marfat.com

فہرست

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

ہُن تھی فریدا شاد دل
مُونجھاں کوں نہ کر یاد دل
جھوکاں تھیسن آباد دل
ایہا نئیں نہ واہندی ہِک مَنی

(خواجہ غلام فرید)

Marfat.com

ابتدائیہ

اپنی زبان، اپنی زمین اور اپنی تہذیب سے پیار ہر انسان کا بنیادی اور فطری حق ہے۔ ''پانچ دریاؤں کا دیس'' میں نوید شہزاد نے اسی حق کو موثر انداز میں استعمال کیا ہے۔ اس کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصے میں پنجاب کو تاخت و تاراج کرنے والے بیرونی حملہ آوروں کے مظالم کو بطور خاص موضوع بنایا گیا ہے۔ لکھاری نے بلاتمیز رنگ و نسل اور مذہب واقعات کے بیان میں غیر جانبداری کا ثبوت دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مؤرخ کے لیے یہ چیز انتہائی ضروری ہے کہ وہ تاریخ رقم کرتے وقت گروہی، مذہبی، لسانی یا نسلی تعصب کا شکار نہ ہو، ورنہ تاریخ کا اصل چہرہ مسخ ہو جائے گا۔ نوید شہزاد نے کوشش کی ہے کہ تاریخ کا اصل چہرہ مسخ نہ ہونے پائے۔

کتاب کے دوسرے حصے میں مختلف شعراء کے ہاں پنجاب کی دھرتی اور تہذیب و ثقافت سے پیار کی سنائی دینے والی گونج کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں زمینی حوالے سے دیس پیار کے فطری جذبے کو موضوع مطالعہ ٹھہرایا ہے۔ آخر میں پنجاب کے حوالے سے دھرتی پیار کی شاعری کا انتخاب حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق دیا گیا ہے اور ساتھ ہی منثور ترجمہ بھی کتاب کی زینت بنا ہے۔ نوید شہزاد کے قلم کا کمال یہ ہے کہ اس میں روانی اور تازگی ہے اور یہی قاری کو چاہیے۔

میں جناب پروفیسر ڈاکٹر مجاہد کامران وائس چانسلر جامعہ پنجاب کا ممنون ہوں

Marfat.com

جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت کے لیے خصوصی گرانٹ منظور فرمائی۔ ڈین کلیہ علوم شرقیہ جناب پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمود اختر کا بھی شکریہ ادا کرنا لازم ہے کہ ان کے تعاون کے بغیر یہ اشاعت ممکن نہ تھی۔

پروفیسر ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد
چیئرمین شعبہ پنجابی
پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج
لاہور (پاکستان)

Marfat.com

دھرتی ماں اور ماں دھرتی کی بات

رسول حمزہ توف نے کہا تھا: ”لوگ کہتے ہیں، کچھ بچوں نے ایک پیڑ کاٹ کر گرا دیا اور اُس پر مینا کا جو گھونسلا تھا اُجاڑ دیا:

'پیڑ پیڑ! مجھے بتاؤ کہ تمہیں کیوں کاٹا گیا؟'
'کیونکہ میں اُن سے کچھ کہہ نہیں سکتا تھا'
'مینا مینا! تیرا گھونسلا کیوں اُجاڑا گیا؟'
'اِس لیے کہ میں شور بہت مچاتی تھی'“ (ترجمہ)

میں اکثر سوچتا ہوں اور پھر یقین کے ساتھ فیصلہ کرتا ہوں کہ میرا پنجاب پیڑ نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ تو کٹ جاتا ہے۔ نہ ہی گھونسلا، کہ یہ تو مستقل حیثیت کا حامل ہی نہیں۔ میں شاعر ہوں۔ ہواؤں، خوشبوؤں اور مسافروں کی مانند روز وشب بسر کرنا میرے مزاج کا حصہ ہے مگر میں اِن کی طرح بے وطن نہیں ہوں، میرا وطن ہے:

میرا وطن اوہ اے
جتھے میرا ناڑو دبیا اے [انجم سلیمی: مینوں بے وطنا نہ آکھ]
(میرا وطن وہ ہے جہاں میری نال گڑھی ہے۔)

میری دھرتی ماں نہ تو مجھے دوسرے دیسوں سے محبت کرنے کی اجازت دیتی ہے اور نہ ہی نفرت کرنے کی۔ اُس نے یہ دونوں حق اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں۔ اسی لیے میں جب اپنی زبان کی بات کرتا ہوں تو دوسروں کی زبان کو تنقید/تضحیک کا نشانہ بنائے بغیر اور جب دھرتی کی بات کرتا ہوں تو میری سوچ کا محور و مرکز صرف اور صرف میری اپنی دھرتی ہی ہوتی ہے۔ بالکل اُسی طرح جیسے پہلی محبت کے پہلے دن کی پہلی گھڑی میں محبوب کی پہلی یاد۔ کبھی کبھی میں اپنے آپ سے یہ سوال بھی کرتا ہوں کہ اگر میں کسی اور دیس کا باسی ہوتا تو پھر بھی وہاں کی دھرتی سے اتنا ہی پیار کرتا؟۔ مجھے فوراً جواب تو ملتا ہے مگر نہ جانے کیوں اس جواب کی آواز میرے کانوں کو چھو نہیں پاتی یا شاید ہر بار میرے کان اس آواز تک پہنچنے میں

Marfat.com

دیر کر دیتے ہیں۔ بہر حال مجھے ان باتوں سے زیادہ غرض بھی نہیں۔ میں اتنا جانتا ہوں کہ دھرتی میری ماں ہے اور ماں دھرتی۔ ماں نے مجھے ایک بار جنم دیا تھا، دھرتی مجھے روز جنم دیتی ہے۔ اور یہ جنم زندگی کے کئی پہلوؤں میں بٹا ہوا ہے۔ یہ تمام پہلو مکمل طور پر تخلیقی حُسن سے مزین ہیں۔ ''پنجاب پیار'' کی شاعری بھی انہی پہلوؤں میں سے ایک ہے۔ کتاب ''پانچ دریاؤں کا دیس'' دو بنیادی حصوں میں منقسم ہے: پہلے حصے میں پنجاب کو اپنی ہوس کا نشانہ بنانے والے بیرونی حملہ آوروں کے مظالم کی کچھ داستانوں کے علاوہ مختلف عہدوں میں پنجاب کے مختلف ناموں کی بحث اور اس دھرتی کی قدامت کے ساتھ ''پنجاب پیار'' کی شاعری کے بنیادی اور بڑے موضوعات پر بحث شامل ہے (شاعری کی فنی حیثیت مطالعے کا حصہ نہ تھی)۔ دوسرے حصے میں موضوع سے متعلق مختلف شعراء کی تخلیقات کو مرتب کیا گیا ہے (یقیناً بہت سی نظمیں رہ گئی ہیں جنہیں میں پنجاب کے حوالے سے کیے جانے والے ایک اور تحقیقی کام میں شامل کروں گا) اور ہر شعری تخلیق کے آخر میں منثور اردو ترجمہ (جو یقیناً ترجمے کے طے شدہ اصولوں پر پورا نہیں اترتا) شامل کیا گیا ہے۔

میں تمام زبانوں، تمام دیسوں اور سبھی تہذیبوں کا احترام کرتا ہوں مگر اپنی زبان، اپنی تہذیب اور اپنی دھرتی سے پیار میرا بنیادی حق ہے اور یہی حق میں نے مثبت انداز میں استعمال کیا ہے۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ اس حق نے مجھے استعمال کیا ہے۔ آخر میں وائس چانسلر جناب پروفیسر ڈاکٹر مجاہد کامران، ڈین کلیہ علوم شرقیہ جناب پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمود اختر اور چیئرمین شعبہ پنجابی جناب پروفیسر ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد کے ساتھ ساتھ ڈائریکٹر پریس جناب محمد خالد خان کا بھی ممنون ہوں جن کے تعاون سے یہ قلمی کاوش اشاعت کے مراحل طے کر پائی۔ سب کے لئے دعائیں اور دھرتی ماں کے لئے بھی:

سوہنے دیس پنجاب اُتے ہے پنجتن پاک دا سایا [مولوی لطف علی بہاولپوری: سیف الملوک]

(سوہنے دیس پنجاب پر پنج تن پاک کا سایا ہے)

نوید شہزاد

شعبہ پنجابی زبان و ادب

پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج

علامہ اقبال کیمپس [اولڈ کیمپس] لاہور (پاکستان)

Marfat.com

حملہ آور اور پنجاب

پنجاب کو طویل عرصہ تک حملہ آوروں نے میدانِ جنگ بنائے رکھا۔ اِن کا مقصد پنجاب کی دولت لوٹنا تھا۔ اِس لوٹ مار کے لیے آنے والوں کا مقابلہ، جن میں دہلی پر چڑھائی کرنے والے بھی شامل ہوا کرتے تھے، سب سے پہلے اہلِ پنجاب کرتے۔ مگر کیونکہ راجوں، مہاراجوں کا کردار ہمیشہ سے ایک جیسا ہی چلا آ رہا ہے سو وہ دولت اور جان کی امان پا کر رعیت کی خون پسینے کی کمائی تحفے کے طور پر پیش کرتے ہوئے صلح کر لیتے اور عوام کو قربانی کی بھینٹ چڑھا دیتے۔ اس لیے عام طور پر آخر میں فتح حملہ آور ہی کی ہوتی اور یہاں سے جو بھی ان کے ہاتھ لگتا لے اُڑتے۔ پنجاب کو برصغیر پاک و ہند پر چڑھائی کرنے والے ہر حملہ آور کا نشانہ اس لیے بننا پڑتا کیونکہ یہ دیس دروازے کی حیثیت رکھتا تھا۔ ہندوستان کے دو اطراف میں سمندر جبکہ تیسری جانب ہمالیہ کے اونچے پہاڑ تھے۔ لہٰذا راستہ یہی رہ جاتا۔

پنجاب کی دریافت شدہ سب سے پہلی بھرپور تہذیب دراوڑی ہے۔ جب آریاؤں نے پنجاب پر حملہ کیا تب دراوڑ ترقی یافتہ تھے اور ایک خوشحال قوم کے طور پر زندگی گزار رہے تھے۔ آریا وسط ایشیاء اور ایران سے آنے والے خانہ بدوش اور جانوروں کو پالنے والے قبائل تھے جو کھلے آسمان تلے زندگی بتاتے اور اپنے جانوروں کی غذا کے لئے جنگلوں، بیلوں اور دریائی ساحلوں کا انتخاب کرتے۔ ''رگ ویدی تمدن کا مرکز پنجاب تھا۔ آریا قوم برابر مشرق کی طرف بڑھتی رہی اور تقریباً کُل ہندوستان پر قابض ہوگئی۔ یہاں کے قدیم باشندے لڑائی بھڑائی چھوڑ کر پوری طرح ان کے محکوم ہو چکے تھے اور آریاؤں میں اپنی نسل کو خالص رکھنے کا احساس شدید تر ہو چکا تھا۔ اُنہیں معلوم ہو چکا تھا کہ کوئی قلیل التعداد فاتح قوم اپنی پوری حفاظت نہ کرے تو وہ بہت جلد مفتوح اقوام میں کھپ جاتی ہے اور اس کا نام ونشان باقی نہیں رہتا۔ انہیں یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ اگر ماں اور باپ کی نسل ایک نہ ہو تو اولاد نہایت کم درجہ کی پیدا ہوتی ہے۔''(1) یہی رائے اڈولف ہٹلر کی ہے۔ کہتے ہیں: ''قدرت نسلی دوغلے پن کے غلط نتائج کو رفع کرنے کے لیے بسا اوقات خود مداخلت کرتی ہے۔ قدرت کو

Marfat.com

دوغلی نسل کے کمینے بھلے معلوم نہیں ہوتے۔ مخلوط نسل کی اولاد کو قدرت کی جانب سے سخت عذاب دیئے جاتے ہیں۔ یہ عذاب بالخصوص تیسری چوتھی اور پانچویں پشت پر نازل ہوتے ہیں۔ ان سے وہ تمام اعلیٰ خصلتیں چھین لی جاتی ہیں جو ان کی پہلی جد کے والدین کو حاصل تھیں۔ ان کے ارادے متزلزل رہتے ہیں۔ انہیں جسمانی ضعف لاحق ہو جاتا ہے۔ وجہ یہ کہ کم بختوں کے خون میں یکسانی جو نہیں ہوتی۔ مصیبت کے وقت صحیح النسب افراد صحیح فیصلے کرتے ہیں۔ مجہول النسب افراد نامساعد حالات میں گھبرا جاتے ہیں اور ان کے فیصلے خود باہم متصادم ہو جاتے ہیں۔ بے شمار حالات ایسے ہیں جن میں صحیح النسب نسلیں اپنے آپ کو بچا لیتی ہیں۔ لیکن مخلوط نسلیں ہمت ہار بیٹھتی ہیں۔ قدرت دوغلی اولاد کی نسل جاری نہیں رہنے دیتی۔ وہ ان کی نسل منقطع کر کے انہیں فنا کے گھاٹ اُتار دیتی ہے۔"[2] اُس نے یہ بھی کہا:

"اس اختلاط کے نتیجے کے طور پر پیدا ہونے والی خچر نسل فاتحوں کی زبان بولنے میں خود فاتحوں پر بھی ہزار درجے بازی لے جائے۔ ایک عرصے تک دونوں مخلوط ذہنیتوں میں کش مکش رہتی ہے۔"[3] آریاؤں کے حملے اور پنجاب پر قبضے کے حوالے سے سید محمد لطیف لکھتے ہیں:

> "رگ وید کے بھجنوں سے اس بات کی واضح شہادت ملتی ہے کہ قدیم آریاؤں کو بغیر قتل و غارت کے پنجاب میں آباد ہونے کی اجازت نہیں دی گئی۔ جنگجو راکھشوں، جنگلی، آسو راؤں اور سیاہ رنگت کے پشاچاؤں کے ساتھ طویل اور خونریز کشمکش ہوئی۔ قدیم باشندے پتھر کے بنے ہوئے مکانوں میں رہتے تھے اور اُن کے پاس مویشی اور رتھیں بھی تھیں۔ وہ گھر اور ٹھکانے کے لیے بُری طرح لڑتے تھے اور ویداؤں کے بھجنوں میں فتح کے لیے کی گئی بے شمار دعاؤں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کالی رنگت کی قوم کو غلام بنانے سے قبل آریاؤں کو کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا"۔[4]

مگر آریا یہ جنگ جنگی رتھوں، تلواروں، کلہاڑوں، تیر اور بھالوں کی برتری کی وجہ سے جیت گئے۔ 'رگ وید' کے بھجنوں میں دیوتاؤں کے آگے دشمن کی کمانیں ٹوٹنے کی دعائیں بتاتی ہیں کہ پنجاب کے باسیوں نے اس لڑائی میں بھرپور مزاحمت کی۔" قیاس کیا جاتا ہے کہ

Marfat.com

دراوڑ وہی لوگ تھے جنہیں رگ وید میں 'داس' یا 'داسیو' کہا گیا ہے.......... داسیو لوگوں نے اپنے مکانات اور جانوروں کی حفاظت کے لیے مردانہ وار ان کا مقابلہ کیا لیکن جب ان کے پور اور درگ (شہر اور قلعے) تباہ ہو گئے تو ان کی قوتِ مقاومت نے بالکل جواب دے دیا، تو انہوں نے آریوں کے مقابلہ میں ہتھیار ڈال دیئے۔ بہت سے داسیو فاتحین کے غلام (داس) بن گئے۔ جنہیں بعد میں سماج میں شودر کی حیثیت سے شامل کر لیا گیا۔ لیکن بہت سے جنگلوں اور پہاڑوں کی طرف نکل گئے۔"[5] "آریا حملہ آوروں نے وادیٔ سندھ کی تہذیب (دراوڑی) کو بری طرح پامال کیا اور ہزار ہا برس تک اس قدیم تہذیب کا کوئی آثار برآمد نہ ہو سکا۔"[6] شودروں کی حیثیت یہ تھی: "اُنہیں ناپاک سمجھا جاتا تھا۔ مذہبی فریضوں اور مقدس کتب کی تلاوت اُن کے لیے ممنوع تھی۔ حملہ آور/ قابض آریا، شودروں سے شادی یا جنسی تعلقات کو سخت نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ شودر اپنے نام سے کسی جائداد کے مالک نہیں ہو سکتے تھے۔"[7] یہی وجہ تھی کہ مستقبل قریب کے حملہ آوروں سے شودر نہ لڑے اور فاتحین/ قابضین کے لیے اپنا خون بہانے سے عام طور پر رُک گئے کیونکہ: "انہیں (یعنی شودروں کو) ہر حالت میں فتح اور شکست میں نچلی ذات ہی میں رہنا اور جینا تھا۔ میدانِ جنگ میں بیرونی دشمن کے خلاف لڑنے سے انہیں کسی قسم کے فائدے کی توقع نہیں تھی۔ (اس لیے) وہ بیرونی حملہ آوروں سے نہ ہی چونکے اور نہ ہی مدافعت کے لیے آگے بڑھے۔"[8] "ان (آریا) کا سب سے بڑا کارنامہ یہ تھا کہ عظیم دریائی ثقافتوں سے بہت دور تیسرے عہد ہزار سالہ قبل مسیح کے جو چھوٹے چھوٹے مہر بند و محدود اور زیادہ تر انحطاط پذیر دیہاتی فرقے تھے ان کی درمیانی حد بندیوں کو بڑے وحشیانہ طریقے پر مسمار کر ڈالا۔ آریوں کو جو مقامی تکنیک اپنے لیے مناسب نظر آئی وہ انہوں نے اپنا لی اور آگے چل دیئے۔ جو بربادی وہ پیچھے چھوڑ جاتے تھے وہ پامال شدہ لوگوں کے لیے ناقابلِ تلافی تھی۔.......... جب آریا لوگ ان بستیوں سے گزر جاتے تو انسانی سماج اور انسانی تاریخ اگر پھر شروع بھی ہوتی تھی تو ایک یکسر مختلف سطح پر شروع ہوتی تھی۔[9]

اس کے بعد بڑا حملہ یونانی حملہ آور سکندرِ اعظم (336۔ 323 قبل مسیح) نے کیا۔ سکندر افغانستان سے ہوتا ہوا پنجاب میں داخل ہوا۔ اس سے پہلے سکندر نے افغانستان میں

Marfat.com

موجود ہندوستانیوں سے ہندوستان کے بارے میں خاصی معلومات حاصل کیں۔ اس حملے کی وجہ بھی پنجاب سمیت برصغیر پاک و ہند میں سونے چاندی و ہیرے، جواہرات کے خزانوں کی موجودگی تھی۔ 326 قبل مسیح میں جب سکندر نے دریائے سندھ اٹک کے مقام پر عبور کیا تو سب سے پہلے اس کا ٹیکسلا کے راجے سے سامنا ہوا۔ سکندر کو پنجاب میں جگہ جگہ پنجابی عوام کی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ جہلم کے راجہ پورو (پورس) نے نہایت دلیری کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا۔ اس لڑائی میں راجہ پورو (پورس) کا جواں سالہ بیٹا مارا گیا اور وہ خود بھی شدید زخمی ہوا۔ یونانیوں کی جیت ہوئی۔ راجہ پورو کو قیدی بنا کر جب سکندر کے سامنے لایا گیا تو کچھ معاہدات طے پا جانے کے بعد سکندر نے راجہ پورو کو اس کا علاقہ واپس کر دیا اور کچھ مورخین کے مطابق سکندر نے پورس کو اپنے ساتھ ملا لیا۔

پنجاب مخالف مؤرخین کہتے ہیں کہ راجہ پورس نے نہ صرف پنجاب کو فتح کرنے میں سکندر کی مدد کی بلکہ اس کے ساتھ مل کر پنجابیوں کے خلاف لڑائیاں بھی لڑتا رہا۔ سانگلہ کے بہادر عوام کے ساتھ جب سکندر کی لڑائی ہو رہی تھی تب راجہ پورو بھی سکندر کے لشکر میں اپنے ساتھیوں سمیت شامل تھا۔ اس طرح راجہ پورو (پورس) نے بھی پنجاب کے روایتی راجوں، جاگیرداروں اور سرمایہ داروں جیسے کردار کا مظاہرہ کیا، مگر اسے درست نہیں مانا جا سکتا۔ یہ پورس کے کردار کو متنازع بنانے کی شعوری کوشش ہے۔ پورو (پورس) ایک جواں مرد پنجابی تھا: ''جب 326 قبل مسیح میں سکندر اعظم نے پنجاب پر حملہ کیا تو وہ پورس کی ذاتی بہادری، جرات و ہمت اور مزاحمت سے بہت متاثر ہوا...... سکندر نے کئی مہینے جہلم کا دریا عبور نہ کیا...... ایک طوفانی رات سکندر نے جہلم شہر سے چند میل اوپر دریا کو پار کر لیا۔ پورس کو خبر ملی تو اس نے اپنے دو بیٹوں کو دو ہزار رتھ سواروں کے ساتھ بھیجا۔ مگر سکندر کی بے پناہ یلغار کے سامنے وہ سب کام آ گئے۔ آخر ''کھڑی'' کے میدان میں، جہاں آجکل حضرت میاں محمد بخش صاحب کا مزار ہے، دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا...... سکندر نے جنگ جیت لی (یہ بات متنازع ہے کہ جنگ کس نے جیتی۔ سکندر نے یا پورس نے؟ یا پھر دونوں نے)...... پنجابی فوج کا ایک ایک سپاہی کٹ گیا یا زخمی ہو گیا۔ پورس کو اس حالت میں گرفتار کیا گیا کہ میدانِ جنگ میں کھڑا یہ جیالا آخری پنجابی تھا اور اس کے بدن پر تیروں اور تلواروں سے لگے نو بڑے بڑے

Marfat.com

زخموں سے ایک ساتھ خون بہہ رہا تھا۔ پورس کو سکندر کے سامنے لایا گیا۔ سکندر نے اسے اپنے برابر بٹھایا، دوستی کا ہاتھ بڑھایا اور پورس کا علاقہ اس کے پاس رہنے دیا...... جب سکندر بیاس کی جانب بڑھا تو دریا کے دوسرے کنارے ایک اور پنجابی فوج کو مزاحمت کے لئے تیار کھڑا دیکھ کر اس کے سپاہیوں اور سپہ سالاروں نے بالکل ہی دل چھوڑ دیا۔ اس طرح پانچ دریاؤں کے دیس میں ڈٹے ہوئے جواں مرد پنجابیوں نے سکندر اعظم کا رخ یہاں سے واپس یونان کی طرف پھیر دیا۔"[10] جنگ کے آخری لمحات کے مناظر دیکھیے: "سکندر کے اکثر گھوڑے تہ تیغ کر دیے گئے۔ یہ اتنا بڑا نقصان تھا کہ یونانی فوجی روتے اور کتوں کی طرح بین کرتے۔ ان کی خواہش تھی کہ وہ ہتھیار زمین پر پھینک دیں اور سکندر کا ساتھ چھوڑ کر دشمن فوج سے جا ملیں۔ سکندر نے یہ حال دیکھا تو اس نے ان کے درمیان جا کر ان کا حوصلہ بڑھانے کی کوشش کی، وہ خود لڑائی سے تنگ تھا اور اُسے روکنے کا خواہش مند تھا"۔[11] جنگ بندی ہو گئی۔ سکندر اور راجہ پورس کے درمیان ملاقات ہوئی اور: "پورس نے اطاعت گزاری کی جگہ برابری کی بنیاد پر معاہدہ کیا اور نہ صرف اپنی سلطنت پورے شاہی وقار کے ساتھ برقرار رکھی بلکہ اس میں کہیں توسیع کر لی"۔[12]

مؤرخین لکھتے ہیں کہ 'ملی' قوم نے بھی سکندر کی اطاعت سے انکار کر دیا تھا۔ اس قوم نے ایک بڑا قلعہ تعمیر کیا ہوا تھا (یہ ملتان کے قریب کا علاقہ ہے)۔ جب سکندر کی فوج نے ملیوں کے قلعے کو گھیرا تو ملیوں نے اپنی خواتین اور بچوں سمیت اپنے گھروں کو آگ لگا کر جلا ڈالا۔ ملی قوم یہ قدم اٹھانے پر اس لیے مجبور ہوئی کہ سکندر کی فوج نے ملیوں کے قلعہ بند ہونے سے پہلے اُن کو اس قدر جانی نقصان پہنچایا تھا کہ اب وہ مزید لڑائی اور اپنے اہل و عیال کی حفاظت کرنے کی سکت نہ رکھتے تھے۔ ابنِ حنیف کی تحقیق کے مطابق: "ملی، ملینی، ملوئی، ملاوی، ملائی، ملا اور مالوی وغیرہ سب دراصل ایک ہی نسل کے نام ہیں۔ سنسکرت میں انہیں ملاوا بھی لکھا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ یعنی ملی قبائل دراوڑ تھے اور ملتان و ہڑپہ کے علاقے میں سکندر کی آمد سے بھی پہلے نہ جانے کن زمانوں سے (ملتان میں) آباد تھے"۔[13]

سید محمد لطیف کے مطابق: "پنجاب میں غیر ملکی اطاعت سے قدرتی طور پر گریز کرنے والی کوئی قوم 'ملی' سے زیادہ بڑھ کر نہیں تھی"۔[14] سکندر نے ملی قلعے/ قصبے کو فتح کرنے

Marfat.com

کے بعد ملتان شہر کا رُخ کیا جو ایک فصیل کے اندر قائم تھا۔ سکندر سمیت اس کے کچھ جنگجو اس فصیل پر چڑھ گئے: ''سکندر اور اس کے ساتھیوں نے خود کو دیوار کے ساتھ لگا لیا اور ہر حملے کو ناکام بنا دیا۔ بہادر جنگجو ابیریاس جو اپنے آقا (سکندر) کی طرف سے بے جگری کے ساتھ لڑ رہا تھا، اپنی کنپٹی پر تیر لگنے کے باعث اپنے آقا کے قدموں پر فوراً ہلاک ہو گیا۔ تین فٹ لمبا ایک اور تیر سکندر کے سینہ بند کو پھاڑ کر اس کے جسم میں داخل ہو گیا اور اس کے سینے کو بُری طرح زخمی کر گیا''(15)۔ یہی وہ زہری تیر تھا جو بعد میں سکندر کی موت کا سبب بنا۔ ملتان شہر کے جس مقام پر سکندر کو یہ تیر لگا اُسے آج 'خونی برج' کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ چوک خونی برج، پاک گیٹ ملتان کے قریب آج بھی واقع ہے۔ پروفیسر عزیز الدین احمد لکھتے ہیں: ''سکندر نے بہت کوشش کی کہ وہ آگے بڑھ کر ہندوستان پر قبضہ کرے مگر یونانیوں کو جو سبق پنجاب میں ملا تھا اس کی وجہ سے ان میں آگے بڑھنے کا حوصلہ نہ رہا اور اس طرح پنجاب کی وجہ سے ہندوستان سکندر اعظم کے حملوں سے محفوظ رہا''(16)۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب سکندر پنجاب سے لوٹا تو اس کی فوج کا کوئی سپاہی ایسا نہ تھا جس کے تمام جسمانی اعضاء مکمل طور پر سلامت ہوں۔ پنجابیوں کی پنجابیت، دھرتی ماں سے پیار اور حملہ آوروں سے نفرت کا اندازہ یہاں سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب سکندر ہندوستانیوں اور یونانیوں پر مشتمل اپنی فوج یہاں چھوڑ کر لوٹا تو پنجابیوں نے سکندر کے وفاداروں کو چُن چُن کر موت کے گھاٹ اتار ڈالا اور جو بچے وہ بھاگ گئے۔

سکندر اعظم کے بعد پنجاب پر کئی چھوٹے حملے بھی ہوئے مگر بڑا اور معروف حملہ محمود غزنوی کا ہے۔ 1001ء میں محمود غزنوی کے عہد میں پشاور بھی پنجاب کا حصہ تھا اور اس کا حکمران جے پال تھا، جسے پنجاب کا ہیرو کہا جا سکتا ہے۔ پشاور کی جنگ میں محمود غزنوی کے ساتھ پنجابی فوج بہادری کے ساتھ لڑی مگر شکست جے پال کا مقدر ٹھہری۔ جے پال کو جب اس کے پندرہ وفاداروں کے ساتھ گرفتار کر کے رسوا کیا گیا تو اس نے اپنے آپ کو آگ لگا کر خودکشی کر لی۔ منہاج سراج لکھتے ہیں: ''جے پال گرفتار ہوا۔ محمود اسے غزنہ لے گیا۔ عزت سے رکھا۔ جے پال نے اڑھائی لاکھ دینار اور پچاس ہاتھی دیئے، نیز اپنا ایک بیٹا اور نواسہ یرغمال میں محمود کے حوالے کیے پھر لاہور آ کر چتا تیار کرائی اور اس میں جل مرا۔''(17)

Marfat.com

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر جے پال نے اپنے آپ کو موت کے حوالے ہی کرنا تھا تو پھر اڑھائی لاکھ دینار، پچاس ہاتھی، بیٹا اور نواسہ محمود غزنوی کو کیوں دیئے؟ ممکن ہے وہ دھرتی ماں کی رکھوالی میں ناکامی پر اپنے آپ کو موت کی سزا کا مستحق سمجھتا ہو اور موت بھی ایسی کہ جو دھرتی ماں کی آغوش میں آئے۔

اس کے بعد جے پال کے بیٹے آنند پال اور اس کے نواسے جے پال ثانی نے بھی حملہ آوروں کے ساتھ لڑائی کی۔ دھرتی ماں کو غیروں سے بچانے کے لئے لڑی جانے والی ان جنگوں کو عظیم مقصد کے لئے لڑی جانے والی جنگیں کہا جائے گا۔ غزنی خاندان کو کچھ سال بعد غوریوں نے شکست دی تو انہوں نے لاہور پر قبضہ کر لیا۔ شہاب الدین محمد غوری سندھ کو روندتا ہوا پنجاب میں آیا تھا۔ یہ 1185ء کا عرصہ بنتا ہے۔ پنجاب کی دولت اور زرخیزی ہی بنیادی کارن تھا، جس نے محمود غزنوی کو یہاں حملے کے لئے مجبور کیا۔ یہ بات معروف ہے کہ محمود غزنوی اپنے خزانوں کی حدیں کھلی کرنے اور بھرنے کے لئے ہر کام کر گزرتا تھا۔ ''فتح لاہور کے بعد محمود غزنوی نے اپنے چہیتے غلام ایاز کو پنجاب کا حاکم مقرر کیا۔ اُس نے لاہور کو از سرِ نو آباد کیا۔''[18] لاہور کو از سرِ نو آباد کرنے کی نوبت اس لیے آئی کہ سارا شہر تباہ کر دیا گیا تھا۔

محمد قاسم فرشتہ لکھتے ہیں: ''تاریخ سے یہ بات پوری صحت کے ساتھ ثابت ہوتی ہے کہ محمود نے اپنی موت سے دو روز پہلے اپنے تمام جواہرات، روپے اور اشرفیاں، جو اس نے زندگی بھر کی جدوجہد سے جمع کی تھیں، شاہی خزانے سے نکلوا کر اپنے محل کے سامنے ڈھیر کروا دیں۔ سرخ، سفید اور دوسرے متعدد رنگوں کے جواہرات کی چمک دمک سے صحن خانہ جنت کے باغ کی طرح سجا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ محمود ان گراں قیمت جواہر پاروں پر حسرت کی نظریں ڈالتا رہا اور دھاڑیں مار مار کر روتا رہا۔ کچھ دیر اس نے جواہرات کو دیکھنے اور ان کی جدائی کے خیال سے رونے کے بعد انہیں پھر خزانے میں جمع کروا دیا۔ محمود نے اپنے آخری وقت میں بھی کسی کو اس خزانے سے ایک پھوٹی کوڑی نہ دی۔ اس واقعہ اور اس قسم کے دوسرے واقعات کی وجہ سے لوگ اس عالی نسب بادشاہ کو بخیل سمجھتے تھے۔ اس کے دوسرے روز محمود نے محافے میں بیٹھ کر میدان کی سیر کی، اس کے حکم کے مطابق شاہی ملازموں نے

Marfat.com

شاہی اصطبل، شتر خانہ اور فیل خانہ سے تمام گھوڑے، اونٹ، ہاتھی اور دوسرے جانور اس کے سامنے پیش کیے۔ ان جانوروں کو دیکھ کر محمود تھوڑی دیر تک دل ہی دل میں کچھ سوچتا رہا اور اس کے بعد خوب دھاڑیں مار مار کر رونے لگا اور اسی حالت میں اپنے محل میں واپس آ گیا''[19] ۔محمود نے پنجاب میں کسی علمی کام کی سرپرستی نہ کی۔قبل از اسلام ایرانی بادشاہوں کی منظوم تاریخ مرتب کرنے کا کام محمود نے فردوسی کو سونپا اور طے کیا کہ ہر شعر کے بدلے اُسے ایک سونے کی اشرفی سے نوازا جائے گا مگر شاہنامہ مکمل ہونے پر سونے کی جگہ چاندی کی اشرفی دینے کا حکم نامہ جاری کیا۔فردوسی نے یہ معاوضہ قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

محمود غزنوی کے پنجاب پر سارے حملے تقریباً فصل کی کٹائی کے فوراً بعد کیے گئے۔ جہاں سے ان حملوں کا مقصد واضح ہو جاتا ہے۔محمود غزنوی نے ہندوستانی غیر مسلموں کی جو فوج بنائی تھی، وہ اسے ترکستان کے مسلمانوں پر حملے کے وقت ساتھ لے کر گیا تھا۔سید محمد لطیف کے مطابق: ''محمود فتح کرنے، لوٹ مار کرنے اور لوٹ کے سامان سے لد کر جانے کے لئے آیا تھا''[20] ۔تاریخ یہ بھی بتاتی ہے کہ: ''لاہور پہنچنے کے بعد اس (سلطان محمود غزنوی) نے خود تو شہر میں ہی قیام کیا، لیکن اپنی فوج کو متعدد حصّوں میں تقسیم کر کے شہر کے مختلف حصوں میں غارت گری کے لئے روانہ کیا۔سپاہیوں نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے خوب جی کھول کر شہر اور اس کے آس پاس کے قصبوں اور دیہاتوں کو لوٹا اور بے شمار مالِ غنیمت لے کر سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہوئے''۔[21]

شہاب الدین غوری کا لاہور پر حملہ اور قبضہ غوریوں اور غزنویوں کی دشمنی کا بنیادی کارن تھا۔شہاب الدین غوری کے دو چچا غزنی کے حاکم بہرام شاہ کے ہاتھوں قتل کیے گئے۔ ان کا بدلہ شہاب الدین غوری کے تیسرے چچا علاؤ الدین جہاں سوز نے غزنہ شہر کو فتح کرنے کے بعد آبادی کے قتل عام اور غزنی خاندان کی قبروں سے مردے نکالنے کے بعد آگ میں جلا کر لیا۔''طبقاتِ ناصری'' میں لکھا ہے: ''سات دن اور سات راتیں شہر غزنہ آگ کے شعلوں کی جولان گاہ بنا رہا.......... سات دن رات تک دھوئیں کی کثرت سے فضا اس قدر تیرہ و تار ہو گئی تھی کہ دن، رات معلوم ہوتا تھا۔رات کو آگ کے شعلے اس شدت سے بلند ہوتے تھے، خیال ہوتا تھا کہ دن نکل آیا ہے۔اس مدت میں جبر، غارت گری اور کشت و خون

11908

Marfat.com

کا سلسلہ بے دردی سے جاری رہا۔ مردوں میں سے جتنے ملے تہ تیغ کیے، عورتیں اور بچے قیدی کر لیے گئے۔ پھر علاؤ الدین نے حکم دیا کہ خاندان محمود کے تمام بادشاہوں کی قبریں اکھاڑ کر مردے باہر نکالے جائیں اور انہیں بھی جلا دیا جائے ....غزنوی بادشاہوں کے محلوں میں علاؤ الدین نے ایک ہفتہ شراب نوشی اور عیش وعشرت میں گزارا.........غزنہ سے چلتے وقت حکم دے دیا تھا کہ چند سید ساتھ لے لیے جائیں ....غزنہ سے مٹی کے تھیلے بھر کر ان سادات کی گردنوں میں باندھ دیے گئے تھے۔ پھر انہیں قتل کیا۔ ان کے خون سے غزنہ کی مٹی گوندھی گئی اور فیروز کے پہاڑ پر چند برج بنائے گئے (عروس البلاد غزنہ کو برباد کرنے کی وجہ ہی سے علاؤ الدین کو علاؤ الدین جہاں سوز کے نام سے یاد کیا جاتا ہے)''[22]۔ اِس طرح مسلمانوں کے اس شہر کی آبادی سمیت مساجد، مقبرے، مزارات وغیرہ سب کچھ دشمنی کی نذر ہو گیا۔ 1176ء میں شہاب الدین غوری نے ملتان اور لاہور پر حملہ کیا۔ کیونکہ اس وقت یہاں غزنی کے حاکم تخت نشین تھے۔ اس جنگ میں شہاب الدین غوری نے سیالکوٹ اور جموں کے ہندو حکمران چکر دیو اور وجے دیو کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے اپنا اتحادی بنا لیا۔ پنجاب کو فتح کرنے کا مطلب ہندوستان میں داخل ہونا تھا۔ 1184ء میں شہاب الدین کے لاہور پر کیے گئے حملے کے حوالے سے قاسم فرشتہ کا کہنا ہے: ''شہاب الدین نے لاہور پر پھر لشکر کشی کی اور شہر کے گردو پیش کے علاقوں کو خوب جی بھر کر لوٹا.........اس نے گکھڑوں اور ہندوؤں کے ساتھ مل کر سیالکوٹ کے قلعے کا محاصرہ کر لیا''[23]۔ بنارس کے راجہ کے ساتھ بنارس شہر کے باہر لڑائی میں شہاب الدین کی جیت کے حوالے سے قاسم فرشتہ لکھتے ہیں: ''جے چند کے فرار کے بعد شہاب الدین حصار میں داخل ہوا۔ یہ حصار جے چند کی قیام گاہ تھا اور یہاں بے شمار دولت تھی۔ یہاں کے مال ومتاع پر قبضہ کرنے کے بعد شہاب الدین غوری نے بنارس کی طرف کوچ کیا۔ یہاں پہنچ کر اس نے ایک ہزار مندروں کو اس غرض سے مسمار کیا کہ مسلمانوں کے رہنے کے لئے مکان بنائے جاسکیں''[24]۔ یہ کاروائی فروغِ اسلام کے روایتی طریق کے سراسر برعکس تھی۔

امیر تیمور (1405ء۔1335ء) ہندوستان پر حملے سے پہلے سلطنتِ عثمانیہ کے ترک مسلمانوں کے خلاف خونخوار جنگیں لڑ چکا تھا۔ سلطان بایزید یلدرم بھی اسلام کے نام پر لڑائی

Marfat.com

لڑتا ہوا تقریباً آدھے یورپ کو فتح کر چکا تھا۔ مگر تیمور نے اسلام کے اس ہیرو سلطان بایزید یلدرم کے ساتھ نہ صرف جنگ لڑی بلکہ اُسے قیدی بھی بنایا اور اسی قید کے دوران یلدرم کی موت واقع ہوئی۔ امیر تیمور یہ کہنے سے پہلے کہ: ''سلطان محمد خاں امیر زادہ رستم کو تیس ہزار سپاہ دست چپ کا سپہ سالار بنا کر کوہ کشمیر کے دامن سے صوبہ لاہور پر حملہ کرنے کا حکم دیا گیا اور میں خود تیس ہزار سواروں کا لشکر لے کر ہندوستان کی طرف بڑھا''، ہندوستان/ پنجاب پر حملے کی وجہ یوں بیان کرتا ہے: ''امیر زادہ پیر محمد جہانگیر نے ہندوستان کو فتح کرنے اور وہاں کے مال و زر سے عالم گیر ہو جانے کے خیال کا اظہار کیا..........سلطان حسین نے کہا کہ اگر ہم ہندوستان کو فتح کر لیں گے تو دنیا کے ایک چوتھائی حصہ پر قابض ہو جائیں گے۔ امیر زادہ شاہ رخ نے کہا کہ دنیا میں پانچ ملک مثلاً ہندوستان، روم، ختا اور چین ماچین ترکستان اور ایران و توران نہایت عظیم الشان ہیں جن کے بادشاہوں کو لوگ بالترتیب رائے، قیصر، فغفور، خاقان اور شاہنشاہ کے ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ یہ حکمران اتنے باعظمت اور بارُعب ہیں کہ لوگ عزت و حرمت کی وجہ سے ان کا نام لے کر انہیں نہیں پکارتے .... اس کے برعکس بعض امیرانِ لشکر تسخیر ہندوستان کے بارے میں مذبذب تھے ....لیکن چونکہ میں اپنے دل میں ہندوستان کو فتح کرنے کا پختہ عزم کر چکا تھا لہٰذا میں نے یہ کہہ کر ان کا منہ بند کر دیا کہ میں قرآن مجید سے فال نکالتا ہوں۔''(25) پھر وہی ہوا جو تیمور چاہتا تھا یعنی فال اُس کی مرضی کے مطابق نکلی۔

امیر تیمور کے تلمبہ پر کیے جانے والے حملے (1397ء) کے حوالے سے قاسم فرشتہ لکھتے ہیں: ''شہر کو امیر تیمور کے حکم سے برباد کر دیا گیا۔ یہاں پر اناج بہت تھا۔ فوج نے ضرورت کے مطابق تو لے لیا، باقی کھلیانوں کو آگ لگا دی۔ یہاں کے لوگوں کا جرم یہ تھا کہ جب شہزادہ پیر محمد یہاں سے گزرا تو اس کی اطاعت نہیں کی تھی۔ لوگوں کے گھروں میں گھس گھس کر قتل و غارت گری کا وہ منظر پیش کیا جسے تاریخ کے اوراق کبھی نہ بھول سکیں گے''(26)۔ پروفیسر عزیز الدین احمد کے مطابق: ''وسط ایشیاء کے اس وحشی اور خونخوار تاتاری (امیر تیمور) نے جسے لوگ 'خدائی تازیانہ' کا نام دیتے تھے، اسلام کے نام کو لوٹ مار، ہوس پرستی اور اپنے گھناؤنے اغراض کو خوبصورت رنگ دینے کے لئے استعمال کیا۔ یہ کام کرنے والا وہ تاریخ کا

Marfat.com

آخری شخص نہیں تھا۔ اس خطے کی تاریخ شاہد ہے کہ وحشی حملہ آوروں اور ظالم آمروں نے اپنی مکروہ اغراض کی پردہ پوشی کے لئے مختلف ادوار میں اسلام کے مقدس نام کو بار بار استعمال کیا ہے''(27)۔ بھٹنیر سے واپسی پر امیر تیمور کے حکم پر مقتولین کی کھوپڑیوں کا مینار تعمیر کیا گیا، بھٹنیر شہر اور قلعے کو آگ لگا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیا گیا۔

منگولوں نے بھی پنجاب کا سکون برباد کیا۔ انہوں نے پہلی بار 1221ء میں پنجاب کو اس وقت دیکھا جب چنگیز خان اپنے دشمن خوارزم شاہ کے خلاف لڑتا ہوا دریائے سندھ تک آ پہنچا تھا۔ چنگیز خان، خوارزم کو ہرا کر لوٹ گیا مگر پنجاب کو دیکھ گیا۔ 1241ء میں منگول سردار طائر نے پنجاب پر حملہ کیا۔ وہ منگولی ریت کے مطابق سامنے آنے والی ہر چیز کو برباد کرتا چلا گیا۔ اس وقت دہلی کی طرف سے ترک گورنر ملک اختیار الدین قراکش لاہور کا حاکم مقرر تھا جو لاہور شہر کا دفاع کرنے کی بجائے رات کے وقت دہلی کی طرف بھاگ گیا۔ اس کے بعد کوتوال لاہوری فوج لے کر شہر کے باہر منگولی فوج سے لڑا۔ اس لڑائی میں کوتوال لاہور اور منگول سردار طائر دونوں مارے گئے۔ منگولوں نے دوسرا بڑا حملہ 1285ء میں تمر خان منگول کی قیادت میں کیا۔ بیس ہزار گھوڑ سواروں کے ساتھ منگول حملہ آور ہوئے اور راستے میں آنے والی پنجاب کی ہر آبادی کو تباہ کرتے گئے۔ اس حملے میں غیاث الدین بلبن کا بیٹا شہزادہ محمد بھی قتل ہوا۔ اس وقت شہزادہ محمد ملتان کا گورنر تھا۔ 1286ء میں تمر خان منگول نے پھر پنجاب پر چڑھائی کی۔ تب دہلی میں علاؤ الدین خلجی کی حکومت تھی۔ اس نے اپنا جرنیل ملک ظفر خان مقابلے کے لئے بھیجا جس نے منگولوں کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ 1296ء میں منگولوں نے پنجاب پر پھر ایک بڑا حملہ کیا۔ انہوں نے راستے میں آنے والی پنجاب کی سب آبادیاں لوٹ مار کے بعد جلا ڈالیں۔ فصلیں اور درخت ان کے گھوڑے اور اونٹ تباہ کرتے چلے گئے۔ جب منگول دہلی پہنچے تو ظفر خان اور الغ خان کے آگے نہ ٹھہر سکے۔ کچھ خراسان کی طرف بھاگ گئے اور بیس ہزار سے زیادہ منگولوں کو غلام بنا لیا گیا۔ 1299ء میں پانچویں حملے میں دو لاکھ منگول گھوڑ سوار پنجاب پر حملہ آور ہوئے۔ اس بار وہ لاہور کی بجائے ملتان کی جانب سے آئے۔ پنجاب کو اُجاڑنے کے بعد وہ دہلی کی طرف بڑھے تو علاؤ الدین خلجی خود ان کے مقابلے میں آیا۔ اس لڑائی میں علاؤ الدین کا مشہور جرنیل ظفر خان مارا گیا۔ منگول

Marfat.com

شکست کھا کر بھاگ گئے۔ 1303ء میں طرغی نامی ایک نیا منگول جنگجو سردار لوٹ مار کے ارادے سے ایک لاکھ سے زائد فوج لے کر پنجاب کی طرف بڑھا۔ طرغی پنجاب کو لوٹتا ہوا دہلی تک پہنچا۔ علاؤ الدین کے ساتھ جنگ میں ہارنے کے بعد طرغی بھاگ گیا۔ اس کے بعد علاؤ الدین نے قلعے مضبوط کیے اور فوج میں بھی اضافہ کیا تاکہ حملہ آوروں سے بچا جا سکے۔ مگر اس نئی فوجی حکمتِ عملی کا پنجاب کو کچھ فائدہ نہ ہوا۔ کیونکہ اس طرح حملہ آوروں سے دہلی تو بچ جاتا مگر پنجاب تباہ ہو جاتا۔ 1305ء میں طرغی ایک اور منگول سردار کے ساتھ مل کر پنجاب پر حملہ آور ہوا۔ علاؤ الدین خلجی نے منگولوں کو ہرانے کے بعد ان کے سروں کے اسی طرح مینار تعمیر کروائے جیسے منگول دوسروں کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ اور گرفتار منگولوں کو غلاموں کی طرح بیچ دیا گیا۔ 1306ء میں کبک منگول نے دریائے راوی تک پنجاب کو تباہ کر دیا۔ آخر تغلق اور ملک کافور نے اسے گرفتار کر لیا اور دہلی لے گئے۔ سلطان شمس الدین التتمش کے جانشین سلطان معز الدین بہرام شاہ کے عہد میں لاہور پر تاتاری یورش کا ذکر "طبقاتِ ناصری" میں یوں ملتا ہے کہ: "تاتاری کافروں کا لشکر خراسان دغزنہ کی جانب سے لاہور آیا۔ لیکن اہل لاہور مصیبت کے مقابلے میں بھی رفاقت کا حق ادا کرنے پر آمادہ نہ ہوئے۔ (حاکم لاہور) ملک قراقش کو لوگوں کے مزاج کی یہ کیفیت معلوم ہوئی تو اس نے رات کے وقت لشکر کو کوچ کا حکم دیا اور شہر سے باہر نکل کر دہلی کا راستہ لیا۔ شہر میں کوئی حاکم باقی نہ رہا۔ 1241ء میں تاتاری شہر میں داخل ہو گئے۔"[28] جب سلطان معز الدین بہرام شاہ کو خبر ہوئی تو اُس نے ملک قطب الدین حسین کو وزیر، امراء اور لشکر کے ساتھ تاتاری لشکر کا مقابلہ کرنے کے لیے بھیجا مگر یہ لشکر آپسی پھوٹ کا شکار ہو گیا۔ مؤرخ لکھتا ہے: "دیکھیے فریقین کی کوتاہ اندیشی، تاتاری لاہور کو برباد کر چکے تھے۔ بادشاہ، وزیر، سردار اور لشکری، جن کا اولین فرض ملک و رعایا کا بچاؤ تھا، ایک دوسرے سے بدلہ لینے میں سرگرم تھے۔"[29] "طبقات ناصری" کا اسلوب تاریخ بیان کرنے کے بنیادی اصول سے متصادم ہے۔ یہ ایک جانبدارانہ تاریخ ہے۔ لاہور پر (اوکتائی بن چنگیز خاں کی طرف سے بھیجے گئے) تاتاریوں کے حملے کے حوالے سے جو کچھ لکھا گیا اس میں سے چند جملے دیکھیں: "1241ء میں تاتاریوں اور غور کے لشکروں کو لاہور پر حملے کے لیے مقرر کر دیا گیا۔ .... قلعہ لاہور میں خوراک اور سامان جنگ کا

Marfat.com

کوئی ذخیرہ موجود نہ تھا۔ باشندگان لاہور بھی یک دل اور متفق نہ تھے .... وہ قلعے کی حفاظت کے لیے ملک اختیار الدین قراقش (والیِ لاہور) کا ساتھ نہیں دیتے تھے .... دہلی سے لشکر جلد لاہور کی جانب روانہ نہ ہو سکا اور ایک مدت تک لاہور کے دروازوں پر جنگ جاری رہی .... ملک اختیار الدین قراقش نے اپنی فوج اور نوکروں چاکروں کو شب خون کے بہانے ساتھ لیا، شہر سے باہر نکلا اور دہلی روانہ ہو گیا .... دوسرے روز اہل شہر (لاہور) اور تاتاریوں کو ملک قراقش کے بھاگنے اور باہر نکل جانے کا علم ہوا۔ اس سے اہل شہر کے دل بالکل ٹوٹ گئے۔ تاتاریوں نے شہر لے لیا، لوگوں کو شہید بھی کیا اور گرفتار بھی کر لیا .... تاتاریوں نے لاہور پر قبضہ کر لیا اور شہر کو برباد کر کے لوٹ گئے۔ ملک قراقش دریائے بیاس سے لوٹ کر لاہور پہنچا۔ جس رات وہ لاہور سے بھاگا تھا، بہت سا مال وزر، جس میں نقد بھی تھا اور سامان بھی تھا، اس کے آدمی پانی میں ڈال گئے تھے اور اس مقام پر نشان لگا گئے تھے۔ ملک قراقش مال ہی کی غرض سے لاہور آیا تھا۔ مال اسے مل گیا۔"(30)

اگر اہل لاہور اپنے آپ کو بچانے کے لیے حملہ آور کے خلاف والیِ لاہور کے ہمراہ لڑنے پر آمادہ نہیں ہوئے تھے تو بعد میں حملہ آور سے گلی محلوں میں کیوں لڑے؟ والیِ لاہور کا اپنی جان بچانے کے لیے لاہوریوں کو حملہ آور کے رحم و کرم پر چھوڑ کر رات کے اندھیرے میں بھاگنا اور پھر حملہ آور کے چلے جانے کے بعد مال وزر کے لیے لوٹنا بہت سے سوالات کو جنم دیتا ہے۔

ابنِ بطوطہ اپنے سفر نامے میں سلطان ابن محمد شاہ تغلق کے مقرر کردہ حاکم لاہور امیر حلاجون کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ امیر حلاجون نے جب سلطان سے بغاوت کی تو اس کی سرکوبی کے لیے سلطان نے ایک لشکر بھیجا: "حلاجون اپنے لشکر کو لے کر مقابلے کے لیے نکلا اور ایک بڑے دریا کے کنارے پر مقابلہ ہوا۔ حلاجون کو شکست ہوئی وہ بھاگ گیا اور اس کا بہت سا لشکر دریا میں ڈوب گیا۔ وزیر نے شہر میں داخل ہو کر بعض اہل شہر کی کھال کھنچوائی اور بعض کو قتل کیا اور یہ کام محمد بن نجیب نائب وزیر کے سپرد کیا۔ اس شخص کو اژدر ملک کہتے تھے اور سگِ سلطان بھی اس کا خطاب تھا۔ یہ نہایت ظالم اور سنگ دل تھا۔ بادشاہ اس کو بازاری شیر کہا کرتا تھا۔ یہ شخص اکثر مجرموں کو اپنے دانتوں سے کاٹا کرتا تھا۔ وزیر نے باغیوں کی عورتیں

Marfat.com

تین سو کے قریب گوالیار کے قلعے میں بھیج دیں جہاں وہ قید کر دی گئیں۔"(31)

سلطان علاء الدین نے تخت نشینی کے فوراً بعد ملتان پر حملے کے لیے الغ خان وظفر خان کو 40 ہزار فوج کے ساتھ بھیجا تھا۔ تب سلطان جلال الدین کے بیٹے ملتان کے حاکم تھے۔ ضیاء الدین برنی کے مطابق: "سلطان جلال الدین کے بیٹوں نے شیخ الاسلام شیخ رکن الدین کو درمیان میں ڈالا اور الغ خان سے امان کی درخواست کی۔ الغ خان نے اس وقت ان کی تعظیم کی اور اپنے خیمے کے قریب ہی ان کے قیام کا انتظام کیا.......... (بعد میں) سلطان جلال الدین کے دونوں بیٹوں، اس کے داماد الغو اور احمد چپ نائب امیر حاجب کی آنکھوں میں (اندھا کرنے کے لیے) سلائی پھیر دی گئی۔ ان کی بیویوں کو ان سے علیحدہ کر دیا اور ان کا سارا سامان، مال، سونا، غلام اور کنیزیں جو کچھ بھی ان کے پاس تھا، سب نصرت خاں نے اپنے قبضے میں لے لیا۔ سلطان جلال الدین کے بیٹوں کو حصار ہانسی میں قید کر دیا گیا۔ ارکلی خاں کے سب بیٹوں کو قتل کر دیا گیا۔"(32)

سلطان علاء الدین کی دین سے دوری کی خبر سن کر ملتان میں شیخ شمس الدین فضل اللہ کے پاس ٹھہر جانے والے مولانا شمس الدینؒ ترک (جو دہلی میں اسلام کی تبلیغ کے لیے جانا چاہتے تھے) کا بیان مصنف "تاریخ فیروز شاہی" یوں نقل کرتے ہیں: "میں نے بادشاہ (سلطان علاء الدین) کی دو تین صفتیں سنی ہیں جو دین دار بادشاہوں کے اوصاف میں سے ہیں، اور دو تین صفتیں وہ سنیں جن کو دین دار بادشاہوں کے اوصاف سے کوئی نسبت نہیں۔ بادشاہ عہد میں جو صفتیں دین دار بادشاہوں کی سی ہیں، ان میں ایک یہ ہے کہ وہ ہندوؤں کو خوار اور ذلیل کر کے رکھتا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ ہندوؤں کی عورتیں اور بچے مسلمانوں کے دروازوں پر بھیک مانگتے ہیں۔ اے بادشاہ اسلام، تجھ پر آفرین! کہ تو دین محمد کی ایسی دین پناہی کرتا ہے۔ اگر اس قسم کا ایک عمل بھی تولے جائے اور تیرے زمین آسمان کے یعنی تمام گناہ نہ بخش دیے جائیں تو قیامت کے روز تو میرا دامن پکڑ لینا۔"(33) سلطان جلال الدین فیروز خلجی کے بارے میں ضیاء الدین برنی لکھتے ہیں کہ: "وہ شراب کی محفل میں شرکت کرتے اور شراب نوشی کرتے تھے۔"(34) مورخ کی مزید تحقیق دیکھیں: "ہم نے خان شہید (محمد)، سلطان بلبن کا بڑا بیٹا، جیسا با ادب اور مہذب شہزادہ کم دیکھا ہے.......... وہ شراب کی مجلس میں ہوتا یا بغیر

Marfat.com

اس کے ہم نے شہزادے کی زبان سے کوئی لغو، بے ہودہ اور فحش بات نہیں سنی۔ وہ شراب قابو میں رہ کر اتنی پیتا کہ مستی اور بے خودی پیدا نہ ہو۔"[35] باپ کی طرف سے خان شہید (محمد) ملتان اور گردونواح کے علاقوں کا حاکم مقرر کیا گیا تھا۔

ظہیر الدین بابر نے 1524ء میں لاہور کے غدار افغان حاکم (دولت خان لودھی) کی ترغیب پر چڑھائی کی۔ لاہور کے میدان میں ہونے والی اس جنگ میں جیت بابر کی ہوئی۔ جیت کے بعد: "بابر فاتحانہ انداز میں شہر لاہور میں داخل ہوا۔ یہاں اس کی فوج نے قتلِ عام کے علاوہ خوب لوٹ مار بھی کی۔ لاہور میں چار روزہ قیام کے بعد بابر دیپال پور کی جانب بڑھا"[36]۔ اسی حوالے سے سید محمد لطیف رقمطراز ہیں: "لاہور کے میدانوں پر ایک خونریز جنگ لڑی گئی۔ جس میں پنجاب کی فوج کو زبردست کشت و خون کے بعد شکست دے کر بھاگنے پر مجبور کر دیا گیا۔ بابر لاہور شہر میں ایک فاتح کی حیثیت سے داخل ہوا اور اپنے قبیلے کے رواج کے مطابق مکانات کو نذرِ آتش کر دیا"[37]۔ "پنجاب کے امراء کو شکست ہوئی اور وہ سب میدان چھوڑ کر بھاگے۔ بابر نہایت شاداں وفرحاں لاہور میں داخل ہو گیا۔ چنگیزوں کی رسومات کے مطابق نیک شگون کے لئے شہر میں آگ لگائی اور بادشاہ تین چار دن ٹھہر کر دیپال پور کی طرف چلا"[38]۔ ظہیر الدین بابر کوہ سلیمان کے دامن میں دریائے سندھ کے بیلے میں آباد ایک گاؤں (جو اُن دنوں ملتان کے تابع تھا) پر حملے کے حوالے سے لکھتا ہے: "ہم جب یہاں پہنچے تو گاؤں کے لوگ کشتیوں میں سوار ہو کر دریا سے پار ہو گئے۔ کچھ لوگ باقی رہ گئے۔ وہ گاؤں کے سامنے ایک جزیرہ میں جا پہنچے۔ میری فوج کے سوار، گھوڑوں سمیت دریا میں کود پڑے۔ کچھ تو غرق ہو گئے باقی نے جزیرہ تک رسائی پالی اور وہاں پناہ گزینوں کو لوٹ لیا۔ یہاں سے میری فوج دریا کے ساتھ ساتھ آگے آگے کی طرف چلی اور کنارے کی بستیوں کو لوٹتی گئی۔ ان بستیوں میں کوئی کارآمد شے نہ ملی، سوائے گائیوں کے جن کے ریوڑ کے ریوڑ ہر بستی میں موجود تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ایک سپاہی کے پاس تین تین چار چار گائیں ہو گئیں۔"[39] ظہیر الدین بابر یہ بھی بتاتے ہیں: "کشتی ہی میں شراب پی گئی .... عصر کے وقت تک شراب پی گئی۔ شراب کے بعد معجون کا دور چلا اور عشاء کے وقت تک یہ شغل جاری رہا .... محمد یم اور کدائی کا خیال تھا کہ میں نے صرف شراب پی ہے۔ اس لیے

Marfat.com

شراب کا ایک مٹکا گھوڑے پر رکھ کر میرے پاس لائے۔ مگر یہاں کا حال عجب دیکھا۔ کچھ شرابی تھے اور کچھ معجونی۔ وہ کچھ نادم سے ہوئے۔ لیکن میں نے اجازت دی کہ شرابی شراب پئیں اور معجونی، معجون کھائیں اور ایک دوسرے سے نہیں الجھیں۔ بہت سے ساتھی بہک گئے اور نشہ میں ایک دوسرے سے گالی گلوچ کرنے لگے۔''(40)

1525ء میں بابر نے پانچواں حملہ کیا اور دہلی پر قابض ہو گیا۔ بابر کے بعد اس کے مغلیہ خاندان نے ہندوستان کا تخت سنبھالا۔ اس فتح کے بعد مؤرخین کے مطابق: ''بابر نے حکم دیا کہ پہاڑ کی چوٹی پر جو لڑائی کا میدان واقع ہے وہاں دشمن کے سروں سے ایک مینار تعمیر کروایا جائے''(41)۔ یہ بھی لکھا گیا کہ: ''بابر کی محفل میں پری چہرہ حسیناؤں کا ہجوم رہتا تھا۔ بابر نے کابل میں ایک جنت مثال مرغزار میں پتھر کا ایک حوض بنوایا تھا۔ اسے شراب سے پُر کروا دیا۔ وہ اس حوض کے کنارے، اپنے خوش مزاج اور ذی عقل دوستوں کے ساتھ بیٹھ کر عیش و عشرت کی محفلیں منعقد کرتا تھا''(42)۔ بابر نے اس حوض پر اپنا ایک شعر بھی درج کروا رکھا تھا جس کا ترجمہ یوں ہے: ''مجھے شراب اور پُرشباب دوشیزائیں دو اور دیگر خوشیاں دو جن کو میں آزادی سے ٹھوکر مار سکوں، بابر عیش کر لو جتنی چاہتے ہو، اس لئے کہ جوانی ایک مرتبہ چلی گئی تو لوٹ کر نہیں آئے گی''(43)۔

نادر شاہ نے جب ہندوستان پر حملہ کیا اس وقت محمد شاہ رنگیلا ہندوستان کا بادشاہ تھا جب کہ پنجاب کا گورنر نواب زکریا خان تھا جس کی بیوی نے اپنے زیورات فروخت کر کے لاہور (ہائیکورٹ کے قریب) میں مسجد تعمیر کروائی تھی۔ اقبال صلاح الدین نادر شاہ کا تعارف یوں کرواتے ہیں: ''نادر شاہ کا اصل نام نادر قلی تھا۔ وہ ترکمانوں کے ایک قبیلے افشار سے تعلق رکھتا تھا۔ اس نے اپنے قبیلے کی سرداری قبول کرنے سے انکار کر دیا اور مشہد میں امام علی کے پاس معمولی سپاہی کی حیثیت سے بھرتی ہو گیا۔ اپنی محنت اور خداداد قابلیت کی بنا پر وہ ایک فوجی دستے کا سردار بن گیا۔ وہ ازبکوں سے جنگ میں گرفتار ہو کر چار سال تک قید میں رہا۔ لیکن وہاں سے بھاگنے میں کامیاب ہو گیا۔ رہائی کے بعد نادر قلی ایک سردار بابل علی بیگ کا ملازم ہو گیا اور چند سال ملازمت کرنے کے بعد سردار کی بیٹی کو اغوا کر کے فرار ہو گیا تھا۔ اسی کے بطن سے رضا قلی مرزا پیدا ہوا اور اب نادر شاہ نے چند ڈاکوؤں کو ساتھ ملا کر لوٹ مار اور

Marfat.com

قتل و غارت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اسی زمانے میں نادر قلی کی بہادری اور شجاعت کی شہرت سن کر خراسان کے حکمرانوں نے اسے اپنی فوج میں بھرتی کر لیا تھا.......... نادر قلی بچپن ہی سے مجرمانہ ذہنیت کا مالک تھا۔ یہاں بھی اس نے اپنی مجرمانہ عادات کی وجہ سے حاکم خراسان کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی تو اس نے اسے سزا دینے کے بعد شہر بدر کر دیا.......... اب اس نے دوبارہ لوٹ مار اور قتل و غارت کا سلسلہ شروع کر دیا"(44)۔

یہ کسی اعلیٰ مقصد کے لئے لڑی جانے والی جنگ نہ تھی۔ بلکہ اس لڑائی کی جڑ محمد شاہ کا وزیر نظام الملک تھا۔ محمد شاہ اور نظام الملک کا جھگڑا ہوا تو بقول کنہیا لال: "وزیر (نظام الملک) نے نادر شاہ کو لکھا کہ اگر آپ ہند کو تشریف لائیں تو بے جنگ و جدل وسیع ولایت ہند اور خزانہ پشتوں کا اندوختہ آپ کو مل سکتا ہے"(45)۔ نادر شاہ نے لاہور پر حملہ کیا مگر نواب زکریا خان اس کا مقابلہ زیادہ دیر تک نہ کر سکا اور جلد ہی ہار کھا کر قلعہ بند ہو گیا۔ نادر شاہ کی فوج نے شہر میں لوٹ مار مچائی تو زکریا خان نے نادر شاہ کی خدمت میں نذرانے پیش کرنے کے بعد اطاعت قبول کر لی۔ بیس لاکھ روپے اور دس ہاتھیوں کا نذرانہ لے کر نادر یہاں سے دہلی کی طرف روانہ ہو گیا۔ دہلی میں نادر شاہ نے جی بھر کر لوٹ مار کی۔ اس نے جامع مسجد دہلی میں اپنے فوجیوں کو قتل عام کا حکم دیا۔ نادر شاہی فوج کے ہاتھوں مرنے والوں کی گنتی چار لاکھ کے قریب بتائی جاتی ہے۔ لوک ہارٹ (L.Lock Hart) لکھتا ہے: "(ترجمہ) قتل عام کے بعد کچھ دنوں تک شہر کی گلیاں لاشوں کے ساتھ بھری رہیں۔ لوگوں کی صحت کو سامنے رکھتے ہوئے نادر شاہ نے شہر کے کوتوال کو حکم دیا کہ انہیں اکٹھی کر کے جلا دیا جائے۔ تباہ شدہ مکانوں سے لکڑیاں لے کر جگہ جگہ چتائیں تیار کی گئیں۔ جن میں مسلمان اور ہندو دونوں کی لاشیں بلاتفریق مذہبی رکھ کر جلا دی گئیں۔ اس کے علاوہ کئی ہزار لاشیں دریائے جمنا میں بہائی گئیں"(46)۔ دھرتی کے ورثاء کو ڈرانے اور خوفزدہ کرنے کے لئے انہیں اپنے پیاروں کی آخری رسومات ادا کرنے کی اجازت بھی نہ دی گئی۔ ہمایوں کو شکست دے کر شیر شاہ ہندوستان کا بادشاہ بنا: "اس نے اپنی پنج سالہ حکومت میں رفاہ عام کے بڑے بڑے کام کیے۔ مگر لاہور چونکہ مغلوں کا مرکز تھا، اس لیے اسے لاہور سے خاص عداوت تھی اس نے لاہور کو تباہ کر کے اس کی بجائے سیالکوٹ کو پنجاب کا دارالخلافہ مقرر کرنا چاہا مگر موت نے

Marfat.com

اُسے مہلت نہ دی بلکہ بیان کیا جاتا ہے کہ مرتے وقت اس نے اپنی خواہش کے پورا نہ ہونے پر دلی افسوس کا اظہار کیا۔"(47) شیر شاہ کی خواہش پوری نہ ہوسکی مگر یہ کام جہانگیر کی تخت نشینی کے چار ماہ بعد اس کے بڑے بیٹے خسرو نے دس ہزار سواروں کے ساتھ لاہور پر حملہ آور ہو کر کیا: "(اُس نے) آتے ہی حکم دیا کہ قلعہ کو فتح کر کے سات روز تک شہر کو بے دریغ لوٹو۔ بچہ، جوان، بوڑھا، عورت جو ملے اُسے قتل کر دو اور شہر کو آگ لگا دو"۔ (48)

پروفیسر عزیز الدین احمد کہتے ہیں: "احمد شاہ ابدالی افغانستانی قوم کا ہیرو تو ہے کیونکہ اس نے دنیا کے نقشے پر پہلی مرتبہ افغانستان کی بنیاد رکھی لیکن وسط ایشیاء کے حملہ آوروں کی طرح وہ بھی پنجاب کے عوام کے لئے ایک لٹیرا ہی ثابت ہوا"(49)۔ احمد شاہ ابدالی نے بائیس سالوں میں پنجاب کے راستے ہندوستان پر 9 حملے کیے تو پنجابی عوام یہ کہنے پر مجبور ہو گئے:

کھادا پیتا لاہے دا

باقی احمد شاہے دا (لوک گیت)

پہلے حملے کی وجہ یہ تھی کہ نواب زکریا خان کا چھوٹا بیٹا شاہنواز خان ملتان کا حاکم تھا۔ اس نے اپنے بڑے بھائی یحییٰ خان (جو لاہور کا صوبے دار تھا) سے لاہور کی حکومت چھینی اور اُسے قیدی بنا لیا۔ یحییٰ خان (1748ء) شاہنواز کی قید سے فرار ہو کر دہلی کی طرف بھاگ گیا۔ شاہنواز خان خوفزدہ ہوا کہ کہیں بدلہ لینے کے لئے یحییٰ خان دہلی سے فوج لے کر اس پر حملہ آور نہ ہو۔ لہٰذا اس نے احمد شاہ ابدالی کو پیغام بھیجا کہ: "یہاں آپ کو کسی مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ بلا خطر چلے آئیے۔ آپ بادشاہ اور میں وزیر"(50)۔ جب احمد شاہ ابدالی، شاہنواز خان کے بلاوے پر آ پہنچا تو شاہنواز کے ماموں قمر الدین کی لعن طعن پر کشمیر، لاہور، ملتان، کابل اور سندھ کی حکومت ملنے پر اس نے ارادہ بدل لیا اور احمد شاہ ابدالی کو روکنے کی تیاریوں میں مصروف ہو گیا۔ بہر حال اس کے بعد احمد شاہ ابدالی نے پنجاب پر حملہ کیا۔ لاہور میں لوٹ مار اور خون کی ہولی کھیلی گئی۔ وہ لاہور پر قابض ہونے کے بعد ایک ماہ تک یہاں رُکا رہا۔" 12 جنوری 1748ء کو احمد شاہ بیگم پورہ (لاہور) میں داخل ہوا اور لوٹ مار وقتلِ عام کا حکم دیا۔ افغان سپاہ کو بیگم پورہ کے محلوں سے بے اندازہ دولت ملی .... خلقِ خدا بے دریغ نذرِ تیغ ہوئی اور بڑی بڑی عالی نژاد خواتین بے آبرو ہوئیں۔"(51)

Marfat.com

اس کے بعد مغل شہنشاہ محمد شاہ (رنگیلا) کے بیٹے احمد شاہ کی سرداری میں مغلیہ فوج نے احمد شاہ ابدالی کو کابل واپسی پر مجبور کر دیا۔ 1749ء میں دوسرے حملے کے وقت لڑائی کی نوبت ہی نہ آئی اور ابدالی پنجاب کے حاکم میر منو سے تاوان کے علاوہ کئی اور مطالبات منوا کر کابل چلا گیا۔ 1751ء میں ابدالی نے پنجاب پر تیسرا حملہ کیا۔ یہ حملہ اس لئے کیا گیا کہ میر منو نے چار محل کا مالیہ اُسے ادا نہیں کیا تھا۔ ابدالی کی فوج نے لاہور شہر کو گھیر لیا۔ چار ماہ تک لاہوریے ابدالی کی فوج سے لڑتے رہے اور ہتھیار نہ ڈالے۔ آخر جب شہر میں کھانے کے لئے کچھ نہ بچا تو لاہوریوں نے شہر سے باہر نکل کر لڑائی لڑی۔ بہت سی قتل و غارت کے بعد لاہوریوں کو ہار ہوئی۔ میر منو نے سارے ٹیکس ادا کرنے کا وعدہ کر کے اپنی جان بچائی اور اس طرح ایک بار پھر لاہوریوں کا رزق ابدالی کی جھولی میں ڈال دیا گیا۔ جبکہ دوسری جانب دہلی دربار چپ سادھ کر یہ تماشا دیکھتا رہا۔

1756ء میں ابدالی چوتھی بار پنجاب میں لوٹ مار کی غرض سے آیا۔ اس بار میر منو (جو مر چکا تھا) کی بیوہ نے ابدالی کو حملے کے لئے دعوت دی کیونکہ دہلی دربار نے اُسے راج گدی سے دور کر دیا تھا۔ ابدالی آیا تو وہ پنجاب میں قتل و غارت اور لوٹ مار کرتا ہوا دہلی تک گیا۔ واپسی پر اس نے اپنے بیٹے تیمور شاہ کو لاہور کا گورنر اور جہان خان کو اس کا مشیر مقرر کیا۔ تیمور شاہ کے راج سے پنجاب میں دو طاقتیں اُبھریں۔ ایک سکھوں کی اور دوسری شرقپور کا آدینہ بیگ ارائیں۔ یہ دونوں پنجابی طاقتیں تھیں۔ سکھوں کے ساتھ لڑائی کو افغانیوں نے مذہبی رنگ دینے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکے تو قلعہ بند ہو گئے۔ دوسری جانب آدینہ بیگ نے ایک پنجابی فوج بنائی اور جالندھر کے افغان حاکم سرفراز خان کو ہار دی۔ پھر آدینہ مرہٹوں کو ساتھ ملا کر لاہور کی طرف حملے کے لئے بڑھا۔ جب یہ خبر لاہور کے افغانی قابض/ حاکم کو ملی تو وہ مال و متاع سمیٹ کر کابل دوڑ گیا۔ 1759ء میں ابدالی نے پنجاب پر پانچواں حملہ کیا۔ اس بار اس کا مقابلہ سکھ پنجابیوں سے ہوا۔ سکھوں نے دو ہزار افغانیوں کو موت کے گھاٹ اُتارا مگر اس کے باوجود ابدالی کی فوج لاہور پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ اسی عرصے میں افغانستان میں بغاوت ہو گئی لہٰذا 1761ء میں ابدالی کابل لوٹ گیا۔

1762ء میں ابدالی نے پنجاب پر چھٹا حملہ کیا۔ اس ایک سال کے دوران سکھوں

Marfat.com

نے ابدالی کے مقرر کردہ حاکمین کے خلاف ہر محاذ پر لڑائی جاری رکھی۔ سکھوں نے ابدالی کے چار محل کے گورنر خواجہ مرزا جان اور ایک افغان جرنیل نورالدین بامے زئی کو بھی مار ڈالا۔ جسا سنگھ اہلو والیہ، ہری سنگھ بھنگی، جے سنگھ کانہیا، لہنا سنگھ، سوبھا سنگھ اور گوجر سنگھ اکٹھے ہو گئے۔ سکھ سرداروں نے لاہور اور جالندھر دوآب پر قبضہ کر لیا اور افغان صوبے داروں، فوج داروں کو بھگا دیا۔ اٹک سے لے کر دریائے ستلج کے کنارے تک پنجاب کا سارا علاقہ سکھوں کے قبضہ میں آ گیا۔ امرتسر کے قریب جنڈیالہ گاؤں میں قابض ابدالی نے عاقل داس نامی ایک ہندو کو مقرر کیا تھا۔ سکھ سرداروں نے جب جنڈیالہ گاؤں پر قبضے کے لئے سوچا تو عاقل داس نے مدد کے لئے ابدالی کو پکارا۔ احمد شاہ ابدالی کی فوج پہنچی تو سکھ جنڈیالہ کو چھوڑ کر دریائے ستلج کے پار چلے گئے۔ سکھ فوج عورتوں اور بچوں کو جنگل میں محفوظ مقام پر پہنچانے کے بعد ابدالی کی فوج سے لڑنا چاہتی تھی مگر ابدالی کی فوج نے انہیں اس کام کی مہلت نہ دی تو انہیں اپنے اہل وعیال سمیت لڑنا پڑا۔ یہ لڑائی ڈیڑھ سو میل کے علاقے میں لڑی گئی۔ دس ہزار سکھ مارے گئے۔ سکھ تاریخ میں اسے ''وڈا گلوگھاڑا'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہاں سے احمد شاہ ابدالی امرتسر کی جانب بڑھا۔ سکھوں کا ہر گوردوارا مسمار کر دیا گیا اور تالاب گندگی سے بھر دیے گئے۔ ابدالی نے عوام میں دہشت پھیلانے کے لئے سکھ مقتولین کے سروں سے لدی پچاس بیل گاڑیاں لاہور بھیجیں۔ اس بڑی لڑائی کے تین ماہ بعد سکھ دوبارہ کافی منظم ہو چکے تھے۔ انہوں نے ''گلوگھاڑے'' کا بدلہ لینے کے لئے ابدالی سے دوبارہ لڑائی لڑی مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ ابدالی نے سکھوں سے صلح کی کوشش بھی کی مگر ناکامی ہوئی۔ آخر احمد شاہ ابدالی قندھار چلا گیا۔ اس کے لوٹنے کے بعد سکھوں کے حملوں میں تیزی آ گئی۔ انہوں نے قصور کے پٹھان حاکم عثمان خان کو قتل کر دیا۔ افغان فوج دار سربلند خان اور جہان خان بھی ہار گئے۔ 1764ء میں سکھوں نے لاہور پر قبضہ کر لیا اور افغان صوبے دار کو مار ڈالا۔ اُدھر ابدالی نے سکھوں کے خلاف اعلان جہاد کرنے کے بعد بلوچ سردار امیر نصیر خان کو ساتھ ملا لیا اور پنجاب پر چڑھ دوڑا، مگر سکھوں سے جیت نہ سکا اور قندھار واپس چلا گیا۔ 1766ء میں احمد شاہ ابدالی نے پنجاب پر آٹھواں حملہ کیا۔ اس وقت لاہور سکھوں کے قبضہ میں تھا۔ حملہ ہوا تو سکھ اپنی پرانی حکمتِ عملی کے مطابق قلعہ چھوڑ کر ارد گرد بکھر گئے اور گوریلا لڑائی لڑتے رہے۔ سکھ ٹولیوں میں بٹ گئے

Marfat.com

اور یہ ٹولیاں ابدالی کی فوج پر حملہ آور ہوتی رہیں۔ امرتسر کے قریب سکھوں نے جہان خان کو زخمی کر دیا اور بلوچ سردار امیر نصیر خان سے ابدالی کا بخشا ہوا مال و متاع چھین لیا۔ اس طرح احمد شاہ ابدالی کے پاس پنجاب کا ایک علاقہ بھی نہ بچا۔ اس کی فوج میں بغاوت ہوگئی، پانچ ہزار سپاہی پاکپتن کے راستے افغانستان چلے گئے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر ابدالی بھی قندھار روانہ ہوگیا۔ اس طرح پنجاب کو ابدالی کے حملوں سے ہمیشہ کے لئے نجات مل گئی۔

سکھ جتھوں کا ابدالی کے ساتھ بے جگری سے لڑنا یقیناً قابلِ تعریف ہے مگر ان کا یہ دوسرا روپ قابلِ تعریف نہیں، جس کے حوالے سے کنہیا لال لکھتے ہیں: ''سکھوں کی قوم نے (لاہور) شہر کے باہر کے محلے اکثر لوٹ لیے.......... کریم داد خان نے شہر کے اندرونی حصار کے دروازے بند کر لئے، باہر کی آبادیوں پر سکھ آ پڑے اور غارت شروع کی، سب محلے لٹ کر برباد ہو گئے، رعایا بیاری آفت کی ماری ایسی لٹی کہ بدن کے کپڑوں تک کو سکھوں نے نہ چھوڑا۔ بہت سی اشراف ستر دار عورتیں کنوؤں میں گر کر مر گئیں۔ مرد بیچارے بہت سے مارے گئے اور بہت سے دیگر ملکوں کو بھاگ گئے۔ جب سامان لٹ چکا تو حویلیوں پر آفت آئی۔ چھتوں کی لکڑیاں، دروازوں کے کواڑ جو اچھے دیکھے جاتے مکانات میں سے اتار لیے جاتے۔ باقی مکان کو آگ لگا دی جاتی.......... شہر کو لوٹ کر تینوں (لہنا سنگھ، گوجر سنگھ، سوبھا سنگھ) نے شہر (لاہور) کے تین حصے کر لئے اور اپنے اپنے حصے میں حاکم بن بیٹھے۔ مدت مدید تک یہ انتظام رہا اور لاہور کی رعایا ان کی ظالمانہ حکومت کی بلا میں مبتلا رہی'' (49)۔ مگر چند سکھ سرداروں کے اس ستم کی وجہ سے تمام سکھوں کو وحشی نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ مسلمان پنجابیوں اور سکھ پنجابیوں میں دوری پیدا ہونے کا بڑا ذریعہ مذہب بھی بنا۔ بادشاہ عالمگیر نے گورو تیغ بہادر کو سر دربار قتل کروایا (اس قتل میں گورو تیغ بہادر کے بھتیجے رام رائے کا بنیادی کردار تھا۔ جس نے بادشاہ کو گورو کے خلاف اکسایا تھا کہ وہ آپ کے مقابلے میں بادشاہت چاہتا ہے) اور پھر بدلے کے طور پر گورو تیغ بہادر کے بیٹے گورو گوبند سنگھ نے سکھوں کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا: ''مسلمانوں کی لڑائی کے واسطے مستعد ہو جاؤ اور ایسی کوشش کرو کہ خطۂ پنجاب میں کسی مسلمان کا نام و نشان نہ رہے۔'' (50) تو پھر دوریاں بڑھتی چلی گئیں۔

مقامی حکمران راجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں پہلی بار پنجاب ایک خود مختار اور آزاد

Marfat.com

ریاست بنا۔ رنجیت سنگھ نے پنجاب کو متحد بھی کیا اور مضبوط بھی۔ مسلمانوں کی بھلائی کے کام بھی کیے۔ مسلمانوں کے لئے عدالتیں بحال کی گئیں، [54] جہاں مسلمان قاضی مقرر کیے گئے۔ رنجیت سنگھ کے مسلمان افسروں میں دو وزیر، ایک گورنر، کئی ضلعی حاکم، اکتالیس اعلیٰ فوجی افسر، پولیس، انصاف، قانون، سپلائی اور سٹور کے محکموں میں باون بڑے عہدیدار شامل تھے [55]۔ اس نے اسلامی اور مشرقی علوم کی تدریس کے لئے لاہور میں ایک مدرسہ بھی قائم کیا [56]۔

فقیر نور الدین کو دربار میں خاص مقام حاصل تھا۔ وہ لاہور کا ناظم، توپ خانہ، اسلحہ، محل، سرکاری عمارتیں، باغ، شاہی باورچی خانہ، شفاخانہ اور خیرات خانہ وغیرہ کا نگران اور انچارج تھا۔ شاہی خزانے کی ایک چابی بھی اس کے پاس ہوا کرتی تھی۔ اہم سفیروں اور شاہی مہمانوں کی دیکھ بھال، تہواروں کے انتظامات، شہر کی حفاظت، شاہی خاندان اور دربار کی ضروریات کا خیال رکھنا بھی نور الدین کے فرائض میں شامل تھا [57]۔ مسلمان علماء اور حکماء کو بھی رنجیت سنگھ کے عہد میں خاص رتبہ اور مقام حاصل تھا۔ مسلمانوں کے جو علاقے رنجیت نے اپنی سلطنت میں شامل کیے وہاں کے حاکمین اور عام رعایا کے ساتھ اس نے اچھا سلوک کیا، انتقامی کارروائیوں سے بچا گیا۔ کچھ مؤرخین نے مسلم ریاستوں کو پنجاب میں ضم کیے جانے پر ناگواری کا اظہار کیا۔ اس کے علاوہ رنجیت سنگھ کی طرف سے کچھ مسلم حاکمین خاص طور پر شاہ شجاع الملک کے ساتھ کیے جانے والے سلوک کو تنقید کا نشانہ بنایا اور اسے مذہبی تعصب قرار دیا۔ یہ ٹھیک ہے کہ رنجیت سنگھ نے شاہ شجاع الملک کے ساتھ اچھا سلوک نہ کیا مگر اس حقیقت کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے کہ رنجیت سنگھ نے اپنے کئی سکھ ساتھیوں اور سرداروں کو بھی ذاتی لالچ اور مفاد پرستی کا نشانہ بنایا [58]۔ رنجیت کے حوالے سے مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس نے فوجی کارروائیوں کے دوران عورتوں، بچوں اور مذہبی درس گاہوں کو نقصان نہ پہنچانے کا سخت حکم دے رکھا تھا۔ مگر کچھ سکھ سرداروں اور اکالیوں نے اس حکم کی خلاف ورزی کی جو یقیناً رنجیت سنگھ کی خواہش نہ تھی۔ سید وحید الدین کے مطابق مسلمانوں کو اذان دینے اور شیعہ حضرات کو محرم میں تعزیہ نکالنے کی اجازت تھی [59]۔ کہا جاتا ہے کہ 1811ء میں قاضی فقیر اللہ نے رنجیت سنگھ کے حکم پر نماز عید الاضحیٰ کی بادشاہی مسجد لاہور میں ادائیگی کے لئے شہر میں منادی کروائی [60]۔ رنجیت سنگھ کی مسلمان بیویوں کو مذہبی رسومات/ فرائض کی ادائیگی کی مکمل

Marfat.com

آزادی تھی[61]۔ رنجیت کی محبوبہ طوائف موراں نے پاپڑ منڈی لاہور میں ایک خوبصورت مسجد بنوائی جس میں رنجیت نے خود امام مقرر کیا[62]۔ اسی طرح سنہری مسجد (لاہور) سکھوں کے قبضے سے چھڑا کر مسلمانوں کو دی گئی[63]۔ وہ مسلمان صوفیاء اور بزرگانِ دین کی قدر کرتا تھا اور مزارات پر حاضری بھی دیا کرتا تھا۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کے کئی مذہبی تہواروں میں شرکت کرتا تھا۔ مؤرخین کے مطابق وہ قرآن مجید کا نہایت ادب کرتا تھا۔ اسی لئے مسلمان اس کے ساتھ محبت کرتے تھے۔ مسلمانوں نے رنجیت کی بیماری کے دوران مساجد میں اس کی صحت یابی کے لئے دعائیں کیں اور اس کی آخری رسومات میں بھی شرکت کی اور اس کے ایصالِ ثواب کے لئے قرآن مجید کی تلاوت کی گئی[64]۔ اس کے علاوہ تاریخ میں کچھ ایسی باتیں بھی ملتی ہیں جو رنجیت سنگھ کے مذہبی تعصب کو سامنے لاتی ہیں۔ جیسے رنجیت کے عہدِ حکومت میں بہت سے مسلمانوں کی جاگیریں ضبط کر لی گئی تھیں[65]۔ گائے کی قربانی پر پابندی تھی[66]۔ اکثر مساجد کو ٹھاکر دواروں میں تبدیل کر دیا گیا تھا[67]۔ رنجیت سنگھ کو دربار صاحب امرتسر کے لئے سنگِ مرمر کی ضرورت تھی جو اس نے مسلمان بزرگوں کے مقبروں اور مزارات کے قیمتی پتھر/ سنگ مرمر اُکھاڑ کر پوری کی[68]۔ لاہور کے بیشتر محلات اور عمارتوں کو سکھوں نے تباہ کر ڈالا اور کچھ پر قابض ہو گئے۔ جس کی وجہ سے لاہور کے کئی علاقے کھنڈر بن کر رہ گئے[69]۔ یہاں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ آخر راجہ رنجیت نے ایسا کیوں کیا؟ وہ رنجیت سنگھ جس کے بارے میں ڈبلیو جی-آسبرن لکھتا ہے: ”(ترجمہ) چند سالوں سے جب سے رنجیت سنگھ کی طاقت کا دبدبہ اور رعب قائم ہوا ہے تو کوئی خطرناک موقعہ پیش نہیں آیا۔ مگر اس سے پہلے ان چھوٹے چھوٹے قلعہ جات پر سکھ سرداروں کے لڑائی جھگڑے رہتے تھے اور لوٹ مار ہوا کرتی تھی“[70] جبکہ سر لیپل ہنری گرفن کی رائے کے مطابق: ”(ترجمہ) رنجیت سنگھ ظالم یا خونخوار نہ تھا۔ جب کسی قلعے پر قبضہ کر لیتا تو مفتوحین کے ساتھ لطف و ملائمت سے پیش آتا خواہ انہوں نے کتنی ہی شدت سے مقابلہ کیا ہو۔ اس کے دربار میں بہت سے سردار ایسے تھے جن کی ریاستیں اس نے چھین لی تھیں لیکن ان کو ان کی حسبِ حیثیت خدمت سپرد تھی۔ ان کے علاوہ مسلمان خان و دوسرے شرفاء تھے جنہیں گو بند سنگھ سے نجات ملنا دشوار تھی جن کو گو بند ایک مختصر توبہ کی مہلت کے سوا کچھ نہ دیتا۔ لیکن رنجیت

Marfat.com

سنگھ نے دانشمندی سے انہیں اپنا وابستہ دولت کر لیا تھا"۔[71] اسی عہد کے پس منظر میں مقبرہ حضرت داتا گنج بخش کے حوالے سے لکھا گیا کہ: "اس کے شرق رویہ ایک دالان، جس کے جنوب رویہ ایک کوٹھڑی ہے۔ اس دالان کے پانچ در ہیں اور شمال رویہ ایک دالان جس کے پانچ دروازے خشتی محرابی ہیں۔ یہ تیار کردہ بھائی میرا مصاحب کنور نونہال سنگھ ہے اور اس کے کشادہ کرنے کے واسطے رانی چند کور نے زمین ملا کر چھت ڈلوا دی تھی۔"[72]

1612ء میں انگریز نے ہندوستان میں اپنی پہلی چھاؤنی قائم کی اور تجارت کا آغاز کیا۔ تجارت کے بہانے ہندوستان میں آنے والا فرنگی 1845ء تک پنجاب کے علاوہ تقریباً مکمل ہندوستان پر قابض ہو چکا تھا[73]۔ 1849ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے پنجاب پر بھی قبضہ کر لیا[74]۔ پھر فرنگی نے پنجاب اور پنجابیوں کے ساتھ کیا کیا، اس کی کہانی تاریخ کی کسی کتاب میں مکمل طور پر نہیں ملتی۔

ہم یہاں پہلی پنجابی جنگ، دوسری پنجابی جنگ، پنجاب پر قبضہ اور پنجابی غداروں کی طرف سے انگریز کا ساتھ دینے کی تفصیل میں جائے بغیر جزوی طور پر صرف یہ دیکھیں گے کہ انگریز قابض کا پنجاب کے محکومین کے ساتھ کیا برتاؤ رہا۔ انگریز نے قبضے کے بعد جو فوری اقدامات کیے وہ وہی تھے جو ایک حملہ آور/ قابض کو کرنے چاہئیں یعنی دیسی لوگ ہر حوالے سے اُن کی غلامی میں چلے جائیں۔ عدالتوں کے لئے فیس کا خاتمہ، وکلاء کی حوصلہ شکنی، بلاواسطہ عدالت سے رجوع کی حوصلہ افزائی، سکولوں کا قیام، سڑکوں کی تعمیر، نہری نظام کی مضبوطی، کچھ فصلوں کی کاشتکاری کی حوصلہ افزائی، جنگلات کی ترقی، ڈسپنسریوں کا قیام، جیل خانہ جات کے علاوہ کئی اور عمارتیں وغیرہ بظاہر عوامی بھلائی کے لئے بنوائی گئیں۔ انگریز نے یہ کام خاص مقاصد کے حصول کے لئے کیے۔ وہ برطانیہ سے اُٹھ کر پنجاب اور پنجابیوں کی ترقی کے لئے نہیں آیا تھا، وہ یہاں کے وسائل کو لوٹنے کے لئے آیا تھا۔ پنجاب میں رفاہی کام کرنے کے بڑے مقاصد یہ تھے:

(۱) عام آدمی (جو پہلے ہی جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے زیرِ تسلط تھا) کی ہمدردی حاصل کر کے غلاموں کی ایک جماعت تیار کی جا سکے۔

(۲) زیادہ سے زیادہ عرصے تک مقبوضہ علاقے میں قیام/حکومت کے مواقع پیدا کیے جائیں۔

Marfat.com

(۳) زرعی نظام میں بہتری لا کر برطانوی صنعت کے لئے خام مال مہیا کیا جا سکے۔

(۴) سڑکوں اور ریل کا باقاعدہ نظام قائم کر کے مال مرکزی منڈیوں تک لے جانے کے لئے سہولت پیدا کی جا سکے۔

(۵) جنگلات کی ترقی کا مقصد بھی یہی تھا۔

بہت سے دیسی مؤرخین نے فرنگی کے ان اقدامات کی تعریف کی اور فرنگی کو پنجاب کے مسیحا کے روپ میں پیش کیا۔ جیسے:

> ''اکثر (فرنگی) حکام عوام کی بھلائی کو اپنا دینی فریضہ تصور کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اس مقصد کے لئے ان تھک محنت و کوششیں کیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے روایتی اداروں کو برقرار اور تمام فلاحی کاموں اور انتظامی فیصلوں میں لوگوں کا اعتماد حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اس طرح صوبے میں ترقی و خوش حالی کے لئے ٹھوس بنیادیں فراہم ہو گئیں۔ ان اقدامات میں جان لارنس نے سب سے اہم کردار ادا کیا۔ وہ نہایت محنتی و فرض شناس افسر تھا۔ اسی لیے اسے جدید پنجاب کا محسن اور کامیاب ترین منتظم تصور کیا جاتا ہے''(75)۔

مؤرخ نے یہ نہیں بتایا کہ کیا پنجابیوں نے پنجاب میں یہ رفاعی اور ترقی کے کام کرنے کے لیے انگریز کو خود دعوت دی تھی؟ یا پھر فرنگی کو پنجاب اور پنجابیوں کے ساتھ نہایت پیار اور عقیدت تھی اور وہ محبت و عقیدت کے اسی جذبے کے ہاتھوں مجبور ہو کر پنجاب پہنچے اور پنجابیوں کی ترقی میں بے لوث مصروف ہو گئے۔

پنجاب میں انگریزوں نے حکومت کے ابتدائی دنوں ہی میں وحشیانہ و متشددانہ پالیسی اپنائی۔ Mr.Cooper ڈپٹی کمشنر امرتسر فخریہ انداز میں لکھتا ہے: ''(ترجمہ) سر رابرٹ مونٹ گمری (1865ء۔1859ء) کے حکم سے پنجاب میں بھی جہاں کہ عام طور پر لوگ ابھی تک وفادار ہیں، ایک سکھ پلٹن کے صوبیدار، سوار پولیس کے رسالدار اور ایک داروغہ جیل کو فرض کی کوتاہی کے الزام میں پھانسی پر لٹکانا ضروری سمجھا گیا۔ اس سے مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو بخوبی ذہن نشین ہو جائے کہ پنجاب کے حکام بہرحال ابتدا ہی میں بلاتوقف متشددانہ کاروائی کرنے

Marfat.com

کی پالیسی سے لوگوں کے دلوں میں اپنا رعب قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ صرف یہی ایک ایسا طریقہ ہے جس سے اس 'نیم وحشی ملک' میں وقار قائم رکھا جا سکتا ہے۔ دوسری ایک سخت پالیسی کا مقصد یہ بھی ظاہر کرنا تھا کہ حکومت رعایا سے 'غیر مشروط اور غیر مبہم وفاداری' کی توقع رکھتی ہے نہ کہ رعایا کی اخلاقی بردباری کے بھروسہ پر جو کہ ایک حد تک گورنمنٹ کے استقلال کی شکست کے مترادف ہے [76]۔ مسٹر منٹگمری کے مشورے پر جنگ آزادی (1857ء) کے ایک شدید زخمی سپاہی کی پھانسی کی سزا ملتوی کرتے ہوئے زخمی حالت میں آزاد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ مسٹر کوپر لکھتا ہے: ''(ترجمہ) زخمی سپاہی اپنی زبان سے خود لاہور پہنچ کر باغیوں کے انجام کے متعلق بتائے گا۔ ہوسکتا ہے ہم سے سن کر لوگ یقین نہ کریں۔ اگر آپ کو کوئی آوارہ باغی ملے تو پکڑ کر ہمیں بھجوا دینا۔ لاہور سے باہر آپ کافی خونریزی کر چکے ہیں۔ اب لاہور میں بھی اس مظاہرے کی ضرورت ہے'' [77]۔

پہلی عالمی جنگ کے دوران پنجاب میں جبری بھرتی کا آغاز کیا گیا تو انگریز اور اس کے مقامی وفاداروں نے ظلم کی حد کر دی۔ مؤرخین کے مطابق: ''لوگ اس جبر وتشدد کے باعث دہاڑیں مار مار کر روتے تھے۔ دیہات سے لوگوں کو زبردستی پکڑ کر لے آتے اور خاردار جھاڑیوں سے ان کو پیٹتے۔ انہیں ان کی عورتوں کے سامنے ننگا کر کے ہاتھ پیچھے کی طرف باندھ کر اور سروں پر جوتے رکھ کر کھڑا کر دیا جاتا۔ (انگریز افسران) عورتوں سے کہتے ہم خاردار چھاپے، ڈھینگرے اور جھاڑ جھنکاڑ لے آئے ہیں۔ ہم تمہاری شلواریں اور گھگھریاں اتار کر تمہیں ان پر بٹھائیں گے۔ پھر وہ انہیں رات حوالات میں بند کر دیتے اور ان کے کپڑے اتار کا خاردار جھاڑیاں اپنی ٹانگوں کے درمیان رکھنے پر انہیں مجبور کیا جاتا............بھرتی سے انکار کرنے والوں کو جرمانہ کی سزا دی جاتی۔ نوکری سے ہٹا دیا جاتا اور ٹیکس لگا دیا جاتا۔ کئی بار پورے گاؤں کی بے عزتی کی جاتی۔ کئی بار دیہاتیوں کو نہری پانی سے روک دینے کی دھمکیاں دی جاتیں اور اکثر ایسا کیا بھی جاتا'' [78]۔ اسی حوالے سے جوگندر ششیر لکھتے ہیں: ''سردار بہادر بوٹا سنگھ نے اپنی جے جے کار کے لیے بھرتی کی ایجنسی کھولی، مسلمانوں میں سے بڑے بڑے جاگیرداروں، سر عمر حیات خاں ٹوانہ، نواب سر خدا بخش، نواب خدا محمد خاں گھیبا، ملک محمد امین خاں، سید سر مہدی شاہ، نواب فتح علی خاں قزلباش، نواب سر بہرام خاں، خان بہادر

Marfat.com

ملک فتح خاں، سردار جمال خاں لغاری وغیرہ ،سکھوں میں مجیٹھے، سندھاں والے، ماناں والے، الاول پور والے ،مورو والے سردار، سردار بہادر گجن سنگھ، نارنگ وال، گوپال سنگھ گورداسپوری، اوتار سنگھ چاہل اور اروڑ سنگھ نوشہر تنگل وغیرہ، ہریانے کے ہندو جاٹوں میں سے چودھری لال چند اور چودھری چھوٹو رام، سکھ راجاؤں اور ملیر کوٹلہ کے نواب کے علاوہ ضلع کرنال کے کنجو پورا اور منڈل کے نواب، کانگڑے کے گلیر لمبا گاؤں اور کٹھلیر کے راجے، لاہور کے ٹھاکر، ہوشیار پور میں مناں والی کارانا، لدھیانہ کے ملونڈ، پکھو اور لوپڑا کے سردار بھائی صاحب باگھڑیا، انبالہ میں بوڑیا شہزاد پور، مصطفیٰ آباد اور گوجرانوالہ کے نلوئے سردار بھی جنگی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ پا کر (انگریز قابض کی نظروں میں) شہرت کمانے کے جتن کر رہے تھے۔''(79) ''بھرتی کے قابل افراد کی فہرستیں پہلے ہی تیار کر لی جاتی تھیں۔ ڈپٹی کمشنر، تحصیل دار، مجسٹریٹ، رنگ روٹنگ، ذیل داروں، نمبرداروں اور خوشامدیوں کی دھاڑ اور پولیس کی مدد سے دیہاتوں کو گھیرے میں لے لیا جاتا اور بھرتی کر کے بھیج دیا جاتا، نوجوان اس دھاڑ کی آمد کی خبر سنتے ہی ادھر اُدھر چھپ جاتے، جو نوجوان چھپ جاتے یا بھاگ جاتے تو ان کے خاندانوں کو تب تک تنگ کیا جاتا جب تک وہ نوجوان حاضر نہ ہو جاتے یا پیش نہ ہوتے۔ کچھ خاندانوں کو تو لوگوں کے سامنے سرعام برہنہ کیا گیا اور کانٹوں بھری لکڑیوں پر پھینکا گیا۔''(80)

اس ظلم کی ان گنت داستانیں تاریخ کا حصہ بننے سے رہ گئیں۔ کچھ واقعات جو محفوظ ہو سکے ان میں سے دو پیش ہیں۔ جلیانوالہ باغ کے حوالے سے دیکھئے: ''سارا باغ سسکیوں اور مدد کے لئے چلاتے لوگوں کی آہ و پکار سے گونج رہا تھا۔ باہر کی طرف جانے والے دو راستوں جن کی طرف اوڈوائر نے اپنے فائر کو خصوصی طور پر موڑا تھا، وہاں لاشوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ ادھر اُدھر کٹے ہوئے بازو اور ٹانگیں بھی بکھری ہوئی تھیں اور قریب ہی سے ایک دلخراش چیخ بھی سنائی دیتی تھی جو یہ ظاہر کرتی تھی کہ اس کٹے ہوئے عضو کا مالک کسی طرح اپنے آپ کو تکلیف سے نجات دلانے کی کوشش میں ہے۔ وسط کی طرف لاشیں اکیلی اکیلی یا گروپس کی شکل میں پڑی ہوئی تھیں اور ان کے درمیان جگہ جگہ قالین، گھڑیاں، قلم، سستے زیورات، تاش، بٹوے اور زیورات بکھرے ہوئے تھے .... (رتن دیوی اپنے خاوند کے حوالے سے کہتی ہے کہ) وہ مر چکا تھا۔ جب میں اس کے سامنے جھکی تو قریب سے ہمسایوں کے دو لڑکے

Marfat.com

گزرے۔ میں نے انہیں چارپائی لانے کے لئے کہا۔ جو انہوں نے لانے کا وعدہ کیا۔ میرے اردگرد ہر طرف زخمی چلا رہے تھے اور لوگ اِدھر اُدھر اپنے لوگوں کو ڈھونڈتے پھر رہے تھے۔ وہ لڑکے دوبارہ واپس نہ آئے اور میں وہیں کھڑی چیختی رہی۔ میرے خاوند کے نیچے زمین سرخ خون سے گیلی ہو چکی تھی۔ تقریباً ساڑھے آٹھ بجے میں نے ایک سکھ سے کہا کہ وہ میری مدد کرے تاکہ لاش کو کسی خشک جگہ پر لے جایا جاسکے۔ وہ راضی ہو گیا اور ہم نے لاش کو لکڑی کے تختوں پر ایک خشک جگہ پر رکھ دیا۔ دس بجے رات میں باغ سے باہر اس خیال سے نکلی کہ ٹھاکر دوارا کے طالب علموں سے کوئی مدد حاصل کی جائے لیکن میں ابھی زیادہ دور نہیں گئی تھی کہ ایک آدمی نے مجھے کھڑکی سے پکارا اور پوچھا کہ میں اتنی رات گئے کہاں جا رہی ہوں۔ اس نے مجھے کرفیو کے متعلق یاد کرایا۔ پھر میں کٹڑے کی طرف چلی گئی جہاں ایک اور آدمی نے مجھ سے یہی سوال پوچھا۔ میں نے اس سے بھی مدد کی درخواست کی اور اس نے بھی مجھے وہی جواب دیا۔ پھر میں نے ایک بوڑھے آدمی کو سڑک پر بیٹھے تمبا کو نوشی کرتے ہوئے دیکھا۔ اس نے کہا ساڑھے دس بج چکے ہیں اور ہم گولی کا نشانہ نہیں بننا چاہتے۔ چنانچہ میں اکیلی باغ میں واپس چلی گئی اور اپنے مردہ خاوند کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔ جلد ہی کتے اور گیدڑ اندر گھس آئے، وہ لاشوں کا گوشت چیر پھاڑ رہے تھے اور پھر جلد ہی گدھ بھی ان کا مقابلہ کرنے کے لئے آن پہنچے۔ میں نے ایک بڑی سی چھڑی اُٹھائی تاکہ اپنے خاوند کو ان سے بچایا جاسکے۔ میں نے تین آدمیوں کو شدید درد سے کراہتے ہوئے دیکھا اور پھر ایک بارہ سالہ لڑکا بھی شدید اذیت میں تھا، جس نے مجھے دیکھ کر کہا کہ میں وہاں سے واپس جاؤں۔ میں نے اسے بتایا کہ میں اپنے خاوند کی لاش کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاسکتی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اگر اسے سردی لگ رہی ہے تو میں اسے کچھ اوڑھا دوں۔ اس نے پانی مانگا لیکن پانی اس وقت اس جگہ کہیں بھی میسر نہیں تھا۔ رات دو بجے ایک جٹ نے جو کہ دیوار پر اٹکا ہوا تھا مجھے اس کی ٹانگ اوپر کرنے کے لئے کہا۔ میں گئی اور اسے اوپر اٹھایا۔ اس کے کپڑے خون سے لت پت تھے۔ میں نے ساری رات وہیں گزاری۔ وہاں لاشوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ کچھ کے چہرے اوپر کی طرف اور کچھ کے نیچے کی طرف تھے اور پشتیں اوپر کی طرف تھیں۔ ان میں بہت سے غریب معصوم بچے تھے۔ ساری رات اس خوفناک جنگل میں رہی۔ کتوں کے

Marfat.com

بھونکنے اور گدھوں کے ڈکارنے کے سوا وہاں کچھ بھی سنائی نہ دیتا تھا''(81)۔

بدیسی مورخ آئین ٹالبوٹ لکھتا ہے: ''تحریک اور احساس ذمہ داری پنجاب کی انتظامیہ کا طرۂ امتیاز بن گیا .... ضلعی افسران یہ کوشش کرتے کہ شدید محنت اور عادلانہ برتاؤ کے ذریعے دیہاتی عوام کا دل جیت لیں ...... پنجاب کے عوام کو انگریزی حکومت کا جو سب سے بڑا فائدہ ہوا وہ اس خطے کا سیاسی استحکام تھا ...... 1857ء کی جنگ آزادی کے دوران پنجاب کی وفاداری انگریز انتظامیہ کے پنجابی عوام پر اعتماد میں اضافے کا سبب بنی اور انگریز سرکار کا اس خطے کے حوالے سے مربیانہ برتاؤ تب بھی برقرار رہا جب لارنس کے عہد کا خاتمہ ہوگیا۔''(82) اگر یہ سچ ہے تو اس جنگ آزادی کے دوران پنجاب کے مختلف شہروں میں ہونے والے ہنگامے کیا تھے؟ انقلابیوں کو پنجابی عوام نے نہیں بلکہ پنجابی رئیسوں اور ان کے زرخریدوں نے پکڑ پکڑ کر انگریز کے حوالے کیا تھا۔ انہی پنجابی رؤسا کے حوالے سے ٹالبوٹ کہتا ہے: ''حکومت اور عوام کے مابین واسطے کی حیثیت سے ذیلدار غیر معمولی اہمیت کا حامل ہوتا تھا اس لیے ذیلداری کو عزت افزائی اور شان و مرتبت سے موسوم متصور کیا جاتا تھا۔ حکومت اس بات کا خیال رکھتی تھی کہ ذیلدار ایسے مقامی زمینداروں کو بنایا جائے جن کی انگریز سرکار سے وفاداری کسی بھی شک وشبہ سے بالاتر ہو۔''(83)

آئین ٹالبوٹ (Ian Talbot) اس بات کا واضح اظہار کرتا ہے کہ 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد انگریز کی پنجاب کے حوالے سے یہ پالیسی کہ سب کو ایک ہی سطح پر لاکر کھڑا کر دیا جائے اور غیر منصفانہ عدم مساوات کو ختم کر دیا جائے، یکسر بدل گئی۔ اب انہوں نے عوام کی بجائے پنجاب کے زمینداروں سے قریبی تعلقات قائم کرنا شروع کیے اور ان کے ذریعے عوام کو تابع فرمان بنایا۔ مذکورہ بالا مصنف یہ بھی لکھتا ہے کہ انگریز کے دور میں شائع ہونے والے ضلعی گزٹیرز اور دوسری تمام کتب میں جن شرفاء اور اعلیٰ خاندانوں کا نہایت اچھے لفظوں میں اندراج ملتا ہے وہ یہی انگریز کے قریبی تعلق دار مقامی لوگ تھے۔ ان میں رام گڑھیے، سندھا نوالیے، ہلووالیے اور مجیٹھیے سکھ جبکہ ضلع اٹک کے کھٹڑ قبیلے کا حیات خاندان، ضلع شاہپور کے ٹوانے، ملتان کا قریشی خاندان انگریزوں کے خاص وفادار تھے۔ مزید یہ کہ: ''پیروں کو بھی مقامی انتظامیہ میں عہدوں سے نوازا جاتا تھا اور کینال کالونیز میں

Marfat.com

انہیں زمین کی گرانٹ بھی دی جاتی تھی۔ انگریز نے سکھ مذہبی رہنماؤں کے ساتھ بھی روابط استوار کرنا شروع کر دیے۔ چنانچہ سرپرستی کے عوض بڑے اور اہم گوردواروں کے مہنتوں نے سیاسی بحران کے ایام میں حکم نامے جاری کر کے حکومت کی مدد کی۔"(84)

ایڈورڈ ہفتم کے جشنِ تاج پوشی کے موقع پر ڈیرہ غازی خاں کے وڈیروں/ رؤسا کی جانب سے ایک عرض داشت فرنگی سرکار کو پیش کی گئی۔ کچھ ابتدائی الفاظ دیکھیے: "عرض داشت (عرض داشت گر قبول افتد زہے عزو شرف) بعد عرض فیض عرض باریافتگان پایہ سر پر سلطان، ظل یزدانی آیت دولت جاودانی، عدل و انصاف اور جہاں بانی کے مصدر و منبع و اعلیٰ حضرت شہنشاہ عالی جاہ، عالم پناہ، والد بارگاہ، خدیو گیہاں، منصف دوراں، سلیمان زماں، جمشید جہاں، جناب معلیٰ، القاب فیض مآب، معدلت انتساب شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم، اللہ ان کے اقبال اور شان و شوکت کو تا ابد قائم و دائم رکھے۔ بے حد عجز و انکسار کے اظہار اور تسلیمات بے اندازہ و تعظیمات بے شمار کے بعد ہم ساکنان ضلع ڈیرہ غازی خان صوبہ پنجاب ملک ہندوستان یعنی بلوچی سرداران، ملازمان، رئیسان، میونسپل کمشنران اور دیگر رعایا بہ ادب و نیاز پایہ تخت اعلیٰ حضرت شہنشاہ جہاں پناہ منبع فیوض و برکات کو بوسہ دیتے ہوئے بادشاہ سلامت کی تاج پوشی کے جشن پر پُر خلوص ہدیہ تہنیت پیش کرتے ہیں۔"(85)

اسی طرح کا ایک "دعا نامہ" پنجاب کے مشائخ اور سجادہ نشینوں نے 1919ء میں اپنے دستخطوں سمیت ظالم فرنگی افسر سر مائیکل اوڈوائر (گورنر پنجاب)، جس نے جلیانوالہ باغ میں قتل عام کا حکم دیا تھا، کی خدمت میں بھی پیش کیا تھا۔ ایک حصہ دیکھیے: "حضور والا! ہم خادم الفقراء سجادہ نشینان و علماء مع متعلقین شرفائے حاضر الوقت مغربی حصہ پنجاب نہایت ادب اور عجز و انکسار سے یہ ایڈریس لے کر خدمت عالی میں حاضر ہوئے ہیں اور ہمیں یقین کامل ہے کہ حضور انور جن کی ذات عالی صفات میں قدرت نے دل جوئی، ذرہ نوازی اور انصاف پسندی کوٹ کوٹ کر بھر دی ہے، ہم خاکساران باوفا کے اظہار دل کو توجہ سے سماعت فرما کر ہمارے کلاہ فخر کو چار چاند لگا دیں گے .... جس وقت ہم بے نظیر برطانوی انصاف کو دیکھتے ہیں جس کی حکومت میں شیر اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پی رہے ہیں تو ہمیں ہر طرف احسان ہی احسان دکھائی دیتے ہیں .... ہندوستان کے لیے سلطنتِ برطانیہ

Marfat.com

ابرِ رحمت کی طرح نازل ہوئی .... ہم کوان کوتاہ اندیش دشمنانِ ملک پر بھی سخت افسوس ہے جن کی سازش سے تمام ملک میں بدامنی پھیل گئی اور جنہوں نے اپنی حرکات ناشائستہ سے پنجاب کے نیک نام پر دھبہ لگایا، ہم حضور کو یقین دلاتے ہیں کہ ان گمراہ لوگوں کی مجنونانہ و جاہلانہ حرکات کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے قرآن کریم میں یہی تلقین کی گئی ہے: ''لا یفسدوا فی الارض یعنی دنیا میں فساد اور بدامنی مت پیدا کرو، اور ان اللہ لا یحب المفسدین یعنی بے شک خدا فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ حضور (اوڈوائر) کے جانشین سردار ایڈورڈ میکلیگن بالقاسم جن کے نام نامی سے پنجاب کا بچہ بچہ واقف ہے، ان کا ہم دلی خیر مقدم کرتے ہیں۔ حضور (اوڈوائر) وطن (برطانیہ) کو تشریف لے جانے والے ہیں۔ ہم دعا گویان جناب باری میں دعا کرتے ہیں کہ حضور بمعہ لیڈی صاحبہ وجمیع متعلقین مع الخیر اپنے پیارے وطن پہنچیں۔ تا دیر سلامت رہیں اور وہاں جا کر ہم کو دل سے نہ اتار دیں۔''(86)

یہ تھے حملہ آور/ قابض فرنگی کے مخلص دوست۔ ان کو تو مقامیوں کا دوست ہونا چاہیے تھا۔ کیونکہ مقامی لوگ انہیں دونوں جہانوں میں اپنا مسیحا اور دوست مانتے تھے۔ مگر ان مسیحاؤں (وڈیروں/ پیروں) نے دوست (مقامی لوگ) کے دشمن (فرنگی) سے پرخلوص دوستی کی۔ ایسوں کے بارے میں اڈولف ہٹلر نے کہا تھا: (ترجمہ) ''جو کوئی دوست کے دشمن کا دشمن نہیں وہ کسی کا دوست نہیں۔''(87)

ان رؤسائے پنجاب نے انگریز دور میں حملہ آور/ قابض فرنگی کی مختلف انداز اور سطح پر مدد کی۔ پنجاب کے مختلف علاقوں میں جنم لینے والی آزادی کی مسلح اور غیر مسلح ابتدائی جدوجہد سے لے کر 1857ء کی جنگ آزادی اور دوسری عالمی جنگ تک ان رؤساء نے انگریز کو نہ صرف اسلحہ، گھوڑے اور جنگجو دیئے بلکہ بہت سے امراء وشرفاء نے خود ان دیسی دستوں کی کمان سنبھالی۔ اور کچھ ایسے بھی کہ جنہوں نے اپنی جائداد بیچ کر یا رہن رکھ کر فرنگی کی فوجی امداد کے لیے ساز و سامان اور سپاہ کا بندوبست کیا۔ اس تعاون کے عوض وہ بڑے بڑے انعامات، نوازشات اور القابات کے مستحق قرار دیے گئے۔ اور انتہائی مراعات یافتہ طبقے کا مستقل حصہ بنے۔ ان کی یہ حیثیت نوآبادتی اور مابعد نوآبادتی پنجاب میں قائم رہی/ ہے۔ فرنگی عہد حکومت میں فرنگی فوجی افسران کی طرف سے مرتب کردہ کتاب '' تذکرہ رؤسائے

Marfat.com

پنجاب'' میں مذکورہ بالا حقائق کا ذکر تفصیل کے ساتھ ملتا ہے۔

انگریز پنجاب میں اپنے عہدِ حکومت میں مذہبی تعصب کا ایک ایسا بیج بو چکا تھا جس کے نتائج تقسیم پاک و ہند کے وقت ہجرت کے دوران اس وقت برآمد ہوئے جب پنجابیوں ہی نے پنجابیوں کے خون سے دھرتی ماں کو لت پت کیا اور پنجاب پنجابیوں کے بہتے ہوئے خون کی روانی پر تقسیم ہو گیا۔ بیشتر انگریز قابضین کو اس سے غرض نہ تھی کہ پنجاب تقسیم ہوتا ہے یا نہیں۔ گورنر پنجاب سر جینکنز ذاتی سطح پر اس تقسیم کے خلاف تھا۔ وہ پنجاب کو متحد اور اکٹھا دیکھنا چاہتا تھا۔ 'پنجاب پیار' کے حوالے سے اس کا دعویٰ بھی تھا کہ: ''مجھے پنجاب سے اتنی ہی محبت ہے جتنی اپنے وطن سے کیونکہ میں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ یہیں گزارا ہے''[88]۔ اس کا موقف واضح دکھائی دیتا ہے کہ: ''(ترجمہ) تقسیم پنجاب کے لیے تباہ کن ہوگی اور یہ کہ پنجاب ایسی صورت میں ہی خوش حال ہو سکتا ہے اور مزید ترقی حاصل کر سکتا ہے اگر اس کی موجودہ سرحدیں برقرار رہیں (سرایون جینکنز گورنر پنجاب کا نوٹ۔ دستاویز نمبر 32۔ 29 مارچ 1943ء)''۔[89] ایک اور رائے دیکھیے: ''(ترجمہ) میں پنجاب کی تقسیم کے خلاف دلائل پیش کر رہا ہوں لیکن اگر اہلِ پنجاب سوائے اس کے اور کسی سے مطمئن نہیں ہوتے ہوں تو پھر اپنی راہ اختیار کرنے میں آزاد ہوں گے (سر جینکنز گورنر پنجاب کا نوٹ۔ دستاویز نمبر 115۔ 10 اپریل 1947ء)۔[90] اگر انگریز انتظامیہ و افسران پنجاب کی تقسیم کے خلاف تھے اور پنجاب کو اپنے آبائی وطن کی طرح سمجھتے تھے تو پھر پنجاب میں فرقہ وارانہ فسادات، بے چینی اور کشیدگی کا باعث کون تھا؟۔ اور یہ کہ آل انڈیا مسلم لیگ اس قابض انتظامیہ سے غیر مطمئن کیوں تھی؟۔ صرف نہرو، کانگریس ہی نے یہ نہیں کہا کہ: ''پنجاب میں سب سے زیادہ بدانتظامی ان اضلاع میں رہی جہاں انگریز حاکم ہیں.......... سب سے بدتر صوبہ پنجاب ہے جہاں انگریز حکمران ہیں.......... مجسٹریٹ اور پولیس افسران سبھی جانب دار اور نااہل ہیں۔ پولیس لوٹ مار اور قتل دغارت کرنے والوں سے نہ صرف ملی ہوئی ہے بلکہ ان کے ساتھ شریک ہے.......... پنجاب میں سب سے زیادہ فساد زدہ اضلاع وہ ہیں جہاں انگریز حاکم تھے (سرای جینکنز بنام وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن۔ دستاویز نمبر 337۔ 4 اگست 1947ء)۔''[91] بلکہ مسلم لیگ کی جانب سے بھی پنجاب کی فرنگی انتظامیہ پر مکمل طور پر عدم اطمینانی کا اظہار کیا گیا کہ: ''گورنر اور اس کے

Marfat.com

ماتحت حکام صوبے میں ابتری اور بدامنی کو ہوا دینے کا سبب بن رہے ہیں.......... اگر گورنر پنجاب نے اپنے موجودہ رویے میں تبدیلی پیدا نہ کی تو اس کے بڑے سنگین نتائج برآمد ہوں گے (لیاقت علی خان بنام وائسرائے ہند لارڈ ماؤنٹ بیٹن۔ دستاویز نمبر 148۔ 15-اپریل 1947ء)"[92]۔

مگر فرنگی ان حقائق کو تسلیم کرنے سے نہ صرف مکمل طور پر انکاری تھا بلکہ وہ پنجاب کو تقسیم تک پہنچانے کی ذمہ داری بھی مقامی لیڈران کے سر تھوپ رہا تھا، دیکھیے: "جناح کے سرعام اعلان سے کہ پاکستان میں پورا پنجاب شامل کیا جانا ضروری ہے صورت حال بدل گئی ہے .... جناح پورا پنجاب پاکستان میں شامل کرنا چاہتا ہے جبکہ سکھ اور ہندو اس کوشش میں ہیں کہ اسے 2/5 حصے سے زیادہ نہ ملے (سر جینکنز بنام وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن۔ 3 مئی 1947ء)۔"[93] کبھی یہ کہا کہ: "میرا تاثر ہے کہ گیانی کرتار سنگھ بہت رنجیدہ اور فکری الجھاؤ کا شکار ہے۔ اس نے اور ماسٹر تارا سنگھ نے پورے سکھ مسئلہ کو بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ اصل حل تو یہ تھا کہ پنجابی نہ بولنے والے اضلاع کو الگ کر کے باقی پنجاب کو پاکستان میں رکھا جاتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ سکھوں کو اب اس کا احساس ہونے لگا ہے مگر اب بہت دیر ہوگئی ہے کہ اس کا کچھ نہیں ہوسکتا (سر جینکنز گورنر پنجاب بنام وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن۔ دستاویز نمبر 292۔ 30 جولائی 1947ء)"[94]۔ اگر فرنگی قابضین کی مذکورہ تمام باتیں سچ مان لی جائیں تو پھر بھی مارچ 1947ء میں پنجاب میں مذہبی بنیاد پر جنم لینے اور تقریباً دو ہفتوں تک جاری رہنے والے فسادات کا مسئلہ حل طلب رہ جاتا ہے کہ اِن شعلوں کو بھڑکانے والی طاقت کون سی تھی؟ کیونکہ یہی وہ فسادات تھے جو بعد میں تقسیمِ پنجاب اور پنجاب میں مستقل بدامنی کا باعث بنے۔

بیرونی حملہ آور/ قابضین نے پنجاب میں کچھ اچھے کام بھی کیے ہوں گے، جیسا کہ کچھ مؤرخین بیان کرتے ہیں، مگر میں نے اُنہیں دانستہ موضوعِ تحقیق نہیں بنایا۔ کیونکہ میرے نزدیک مقبوضہ علاقے میں چند اچھے کام سرانجام دینے کے بعد قابض/ غاصب کی حیثیت تبدیل نہیں ہو جاتی بلکہ حملہ آور/ قابض اول تا آخر حملہ آور/ قابض ہی رہتا ہے اور وہ ہر کام اپنے فائدے کے لیے کرتا ہے۔ جیسے وی آر کیڈگل کے بقول انگریز کی طرف سے ہندوستان میں: "ریلوں کی تعمیر کے دو مقصد تھے: پہلا دفاعی تھا تاکہ سرحدوں کی حفاظت اور داخلی امن و امان کو برقرار رکھنے کے لیے فوجوں کو تیزی کے ساتھ لایا، لے جایا جا سکے۔ دوسرا مقصد یہ تھا

Marfat.com

کہ ملک کے دروازے کھول دیئے جائیں۔ انگریزوں کے نزدیک اس کے معنی یہ تھے کہ دور دراز حصوں کو بندرگاہ سے ملایا جائے تاکہ درآمد ہونے والی برطانوی مصنوعات کی فروخت میں اور ملک کے اندرونی حصوں میں پیدا ہونے والے خام مال کی برآمد میں آسانی ہو۔ اس زمانے میں انگریزوں کے نزدیک ملک کے دروازے کھولنے کے معنی یہ نہیں تھے کہ ملک کی معیشت کو ترقی دی جائے۔"(95)

ہر حملہ آور مفتوح علاقے کی ہر چیز کو نہ صرف گھٹیا جانتا ہے بلکہ اُس کی تشہیر بھی کرتا ہے، جس کے دو مقصد ہوتے ہیں: پہلا یہ کہ اپنے اور اپنے ہم نسلوں میں احساس برتری پیدا کرنا اور قائم رکھنا، دوسرا مفتوحین کو احساس کمتری کے پاتال میں اُتارنا۔ ظہیر الدین بابر یہ لکھنے کے بعد کہ: "ہندوستان کی بس ایک ہی خوبی ہے یہ کہ بہت وسیع ملک ہے۔ اس میں سونے چاندی کی بہتات ہے۔"(96) کہتا ہے: "ہندوستان میں مجھے لطافت کی کمی کا بہت احساس ہوا۔ یہاں کے لوگ کچھ خوبصورت بھی نہیں ہیں۔ نہ ملنے جلنے کے آداب ہی سے آشنا ہیں۔ ذہن بھی پست ہے۔ مروت اور خلق اور وضعداری میں بھی ہیٹے ہیں۔ ہنروں اور پیشوں کی ترتیب اور تقسیم بھی موزوں نہیں ہے۔ یہاں کا گھوڑا اچھا نہیں ہوتا۔ گوشت بھی مزیدار نہیں ہے۔ نہ انگور یہاں کے اچھے ہوتے ہیں، نہ خربوزے اور نہ دوسرا پھل ہی لذیذ ہوتا ہے۔ نہ یہاں برف ملتی ہے نہ گرمیوں میں ٹھنڈا پانی ہی مہیا ہوتا ہے۔ بازاروں میں ملنے والی روٹی بھی خراب ہوتی ہے اور سالن بھی مزے کا نہیں ہوتا۔ نہ یہاں حمام ہیں نہ مدرسوں کا رواج ....عوام عموماً ننگے پاؤں رہتے ہیں۔"(97)

جہانگیر کو بھی زعفران کی فصل بُری لگی تھی لکھتا ہے: "یہ زعفران دور سے دیکھنے میں بہتر نظر آتا ہے۔ اس کے توڑنے کے وقت ان تمام لوگوں کے سروں میں اس کی تیز خوشبو سے درد ہو جاتا ہے۔ گو کہ میں شراب پیتا ہوں اور افیون کھاتا ہوں، مجھے بھی دردِ سر ہو گیا۔"(98)

Marfat.com

حوالے

-1 نگار سجاد (جون 1993ء)۔ مطالعہ تہذیب، حصہ اول۔ کراچی: شعبہ تاریخ اسلام جامعہ کراچی۔ ص 54

-2 تزکِ ہٹلری، مترجم: محمد ابراہیم علی چشتی (1998ء)۔ لاہور: فکشن ہاؤس۔ ص 511,512

-3 ایضاً۔ ص 497

.4 سید محمد لطیف (نومبر 1994ء)۔ تاریخ پنجاب، مترجم۔ افتخار محبوب۔ لاہور: تخلیقات۔ ص 92

-5 رما شنکر ترپاٹھی (2003ء)۔ تاریخ قدیم ہندوستان، مترجم: سید سخی حسن نقوی۔ کراچی: سٹی بک پوائنٹ۔ ص 24,37

-6 وقار حسین غوری (اکتوبر 1996ء)۔ برصغیر پاک و ہند کی قدیم تاریخ۔ لاہور: اماف پبلی کیشنز۔ ص 15

-7 رما شنکر ترپاٹھی (1998ء)۔ قدیم ہندوستان کی تاریخ، مترجم: سید سخی حسن نقوی۔ نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان حکومت ہند۔ ص 75,76

-8 ایضاً۔ ص 80

-9 ڈی ڈی کوسمبی (اکتوبر 1999ء)۔ قدیم ہندوستان، مترجم: بالمکند عرش ملسیانی۔ لاہور: پرنٹ لائن پبلشرز۔ ص 105

.10 محمد حنیف رامے (دوم جولائی 1986ء)۔ پنجاب کا مقدمہ۔ لاہور: جنگ پبلشرز۔ ص 112 تا 114

.11 بدھا پرکاش (2000ء)۔ مہاراجا پورس، مترجم: ایم وسیم۔ لاہور: جمہوری پبلی کیشنز۔ ص 92

.12 ایضاً۔ ص 108

.13 ابنِ حنیف (1997ء)۔ سات دریاؤں کی سرزمین۔ لاہور: فکشن ہاؤس۔ ص 248

Marfat.com

.14 پنجاب کا مقدمہ۔ ص168

.15 ایضاً۔ص169

.16 پروفیسر عزیز الدین احمد (جون 1990ء)۔ پنجاب اور بیرونی حملہ آور۔ لاہور: مکتبہ فکرودانش۔ص 53

.17 منہاج سراج (دوم مئی 1985ء) طبقات ناصری، جلد اول ۔ مترجم: غلام رسول مہر۔ لاہور: مرکزی اردو بورڈ۔ ص416

-18 (فروری1962ء) ماہنامہ ''نقوش'' (لاہور نمبر اول)۔لاہور: ادارہ فروغِ اردو۔ص36

.19 محمد قاسم فرشتہ (2004ء)۔ تاریخ فرشتہ، جلد اول، مترجمین: عبدالحیٰ خواجہ، ڈاکٹر عبدالرحمٰن۔ لاہور: المیزان ناشران وتاجران کتب۔ص87

.20 سید محمد لطیف۔تاریخ پنجاب۔ص220

.21 تاریخ فرشتہ جلد اول۔ص76

.22 طبقاتِ ناصری، جلد اول۔ص617,619

.23 تاریخ فرشتہ، جلد اول۔ص 149

.24 ایضاً۔ص149

.25 تزکِ تیموری، مترجم: سید ابوالہاشم ندوی (2001ء)۔لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز۔ص65,66

.26 ایضاً۔ص338

.27 پنجاب اور بیرونی حملہ آور۔ص29

.28 طبقاتِ ناصری، جلد اول۔ص821,822

.29 ایضاً۔ص829

.30 طبقاتِ ناصری، جلد دوم۔ص230 تا205

.31 ابنِ بطوطہ (دسمبر 1961ء) سفر نامہ ابن بطوطہ، مترجم: رئیس احمد جعفری۔ کراچی: نفیس اکیڈمی۔ص635,636

.32 ضیاء الدین برنی (جولائی 1983ء)۔ تاریخ فیروز شاہی، مترجم: ڈاکٹر سید معین الحق۔لاہور: اُردو سائنس بورڈ،ص 374 , 373

Marfat.com

33. ایضاً۔ص 437
34. ایضاً۔ص 291
35. ایضاً۔ص 132,133
36. اقبال صلاح الدین (دوم 1988ء)۔تاریخِ پنجاب۔لاہور: عزیز پبلشرز۔ص 176
37. سید محمد لطیف۔تاریخ پنجاب۔ص 237
38. تاریخ فرشتہ۔ص 87
39. تزکِ بابری، مترجم: رشید اختر ندوی (س ن)۔لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز۔ص 101
40. ایضاً۔ص 155, 156
41. ایضاً۔ص 442
42. ایضاً۔ص 446
43. سید محمد لطیف۔تاریخ پنجاب۔ص 227
44. اقبال صلاح الدین۔تاریخِ پنجاب۔ص 292
45. کنہیا لال (2006ء)۔تاریخ لاہور۔لاہور: بک ٹاک۔ص 28
46. L.Lock Hart. Nadir Shah. Lahore: Al-Irfan. P.150
47. (فروری 1962ء) لاہور: ماہنامہ "نقوش"، لاہور نمبر اول۔ادارہ فروغ اردو۔ص 190
48. ایضاً۔ص 200
49. پنجاب اور بیرونی حملہ آور۔ص 70
50. اقبال صلاح الدین۔تاریخِ پنجاب۔ص 305
51. "نقوش"، لاہور نمبر اول۔ص 93
52. کنہیا لال۔تاریخ لاہور۔ص 30 تا 33
53. کنہیا لال (2009ء)۔تاریخ پنجاب۔لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز۔ص 40
54. Khushwant Sing (1963). A History of the Sikhs (Vol:1). London. P.202
55. Syed Waheeduddin. (1965). The Real Ranjit Singh. Karachi. P.36

Marfat.com

56. بحوالہ: محمد بشیر ڈار (1954ء)۔ سکھوں کے عہد میں مسلمانوں کی ثقافتی حالت، مقالہ: ایم-اے اسلامیات۔ لاہور: پنجاب یونیورسٹی
57. لالہ سوہن لال سور (1885ء)۔ عمدۃ التواریخ، دفتر سوم/جلد چہارم۔ لاہور۔ ص 457
58. Griffin,L (1898). Ranjit Singh, Rulers of India Series. · Oxford. P.96,98
59. The Real Ranjit Singh. P.22,23
60. Garrett, Chopra (1935). Event at the court of Ranjit Singh. 1810, 1817. Lahore. P.30
61. Khushwant Singh (1966). A History of the Sikhs (2 Vols). Princeton. P.295
62. ''نقوش''، لاہور نمبر اول۔ ص 576,577
63. Baba Prem Singh (1939). Character of Maharaja Ranjit Singh as an Individual as a Ruler (Ranjit Singh first death centeuary memorial). P.220
64. Syed Waheeduddin. The Real Ranjit Singh. P.20,23
65. H.T.Prinsep (1834). The Origin of the Sikh Power in the Punjab. Calcutta. P.210,211
66. W.L.M.Gregor (1846). History of the Sikhs (2 Vols). London. P.234
67. Moorcraft, Trebech (1837). Travels in the Himalayan Provinces of Hindustan and the Punjab. P.104
68. کنہیا لال۔ تاریخ لاہور۔ ص 257,258,262,263,275
69. نور احمد چشتی (1964ء)۔ تحقیقاتِ چشتی۔ لاہور: پنجابی ادبی اکیڈمی۔ ص 1272
70. ڈبلیو۔جی۔ آسبرن (جون 2009ء)۔ رنجیت سنگھ کا دربار، مترجم: نواب ذوالفقار علی خاں۔ لاہور: آتش فشاں۔ ص 41

Marfat.com

.71 سر لیپل ہنری گرفن (2006ء)۔ رنجیت سنگھ، مترجم: مولوی نظیر حسین فاروقی۔ لاہور: بک ہوم۔ص72

.72 تحقیقات چشتی۔ص1077

.73 بھگت سنگھ بلگہ (2003ء)۔ پنجاب کی سیاسی جدوجہد، ترجمہ: یاسر جواد۔ لاہور: فکشن ہاؤس۔ص11,13

.74 اقبال صلاح الدین۔ تاریخِ پنجاب۔ص585

.75 اکرام علی ملک (جون 1990ء)۔ تاریخِ پنجاب، جلد اول۔ لاہور: سلمان مطبوعات۔ص205

.76 ایڈورڈ تھامسن (اگست 1993ء)۔ انقلاب 1857ء، مترجم: شیخ حسام الدین امرتسری۔ لاہور: گوتم پبلشرز۔ص45

.77 ایضاً۔ص67

.78 احمد سلیم (ستمبر 1990ء)۔ آزادی اور عوام۔ لاہور: نگارشات۔ص65,66,68

.79 جوگندر شمشیر (2005ء) لہو لہو پنجاب، مترجم: ڈاکٹر نبیلہ عمر۔ لاہور: سنگت پبلشرز۔ص37

.80 ایضاً۔ص44

.81 ایضاً۔ص87,88

-82 آئین ٹالبوٹ (1999ء)۔ پنجاب غلامی سے آزادی تک، مترجم: طاہر کامران۔ لاہور: تخلیقات۔ص48,49

-83 ایضاً۔ص49,50

-84 ایضاً۔ص65 تا 68

-85 رشید جمال (اپریل 2005ء)۔ سندھ پنجاب تضاد۔ کراچی: لوح ادب پبلی کیشنز۔ص 28-27

-86 ایضاً۔ص30 تا 33

-87 تزکِ ہٹلری، مترجم: محمد ابراہیم علی چشتی (1998ء)۔ لاہور: فکشن ہاؤس۔ص460

.88 تقسیمِ پنجاب کی خفیہ کہانی، ترجمہ و تالیف: اظہر ندیم (دوم 2003ء)۔ لاہور: تخلیقات۔ص68

Marfat.com

89. ایضاً۔ص45
90. ایضاً۔ص68
91. ایضاً۔ص548,560
92. ایضاً۔ص75
93. ایضاً۔ص147
94. ایضاً۔ص541
95. سہ ماہی ''تاریخ'' فکشن ہاؤس لاہور۔ دوم جون 2005ء۔ص205
96. تزکِ بابری۔ص 207
97. ایضاً۔ص206
98. توزکِ جہانگیری، جلد اول (جون 2004ء)، مترجم: اقبال حسن۔ نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان۔ص104

Marfat.com

جدید پنجابی شاعری اور پنجاب پیار

جدید پنجابی شاعری کے حوالے سے پنجاب پیار کی بات کرنے سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ ''پنجاب'' کیا ہے۔ فارسی انگریزی لغت ''پنجاب'' کے یہ معنے بتاتا ہے:

"پنجاب Punjab (the five waters or rivers, viz. Sutlej, Ravi, Chinab, Jihlam and Attock or Indus) name of a country North west of Hindustan".(1)

بشیر اے قریشی لکھتے ہیں:

"پنجاب n.m. The Punjab (a farmer province of west Pakistan as the land of five rivers)".(2)

''مہذب اللغات'' میں پنجاب کے یہ معنے دیے گئے ہیں:

''پنجاب: ہندوستان کے شمال میں ایک صوبہ جو تقسیمِ ہند کے بعد سے دو حصوں میں تقسیم ہو گیا ہے۔ مشرقی حصہ ہندوستان میں ہے اور مغربی حصہ پاکستان میں۔ اردو، فصیح، رائج''۔(3)

''پنجاب: (ف-اند) متحدہ ہندوستان کا ایک صوبہ جس میں پانچ دریا جہلم، چناب، راوی، بیاس اور ستلج بہتے تھے۔ اب اس کا مشرقی حصہ بھارت میں اور مغربی حصہ پاکستان میں شامل ہے''۔(4)

''نور اللغات'' میں بھی اس سے ملتے جلتے معنی دیے گئے ہیں:

''پنجاب: (ف) مذکر۔ ہندوستان کا وہ صوبہ جس میں پانچ دریا جہلم، چناب، راوی، بیاس، ستلج ہیں''۔(5)

''وڈی پنجابی لغت'' کے مطابق:

''پنجاب: (ف-مذکر) پنج دریاواں دی دھرتی جس وچ ستلج، راوی،

Marfat.com

بیاس، جہلم تے چناب دریا وگدے نیں۔ اگست 1947ء وچ پاکستان بنن نال پنجاب وی ونڈیا گیا۔ پاکستانی پنجاب دا صدر مقام لاہور تے بھارتی پنجاب دا صدر مقام چندی گڑھ اے"۔(6)

(ترجمہ: پنجاب پانچ دریاؤں کی دھرتی جس میں ستلج، راوی، بیاس، جہلم اور دریائے چناب بہتے ہیں۔ اگست 1947ء میں پاکستان بننے کے ساتھ پنجاب بھی تقسیم ہوگیا۔ پاکستانی پنجاب کا صدر مقام لاہور اور بھارتی پنجاب کا صدر مقام چندی گڑھ ہے۔)

اسی حوالے سے ارشاد احمد پنجابی لکھتے ہیں:

"پنج آب، پنجاب: (ز ف نا) پنجند، پنج پانی (مد،نر) پنجاب دریاواں دی اُگھی نگھی دھرتی تے پاکستان بنن توں پہلاں سانجھے ہندوستان دا پرمنیا صوبہ جس وچ ستلج (نیلی)، بیاس، راوی، جھناں تے جہلم وگدے نیں۔ ایہدا لہندا پاسا لہندے پاکستان تے چڑھدا پاسا بھارت وچ اے۔ ونڈارے مگروں دو پنجاب ہو گئے۔ (ا) لہندا / پاک پنجاب پوٹھوہار توں لے کے بہاولپور تیک دا علاقہ (ب) چڑھدا (بھارتی) پنجاب"۔(7)

(ترجمہ: پنج آب، پنجاب: پنجند، پانچ پانی، پنجاب دریاؤں کی دھرتی جو پاکستان بننے سے پہلے مشترکہ ہندوستان کا معروف صوبہ جس میں دریائے ستلج، بیاس، راوی، چناب اور جہلم بہتے ہیں۔ اس کا مغرب مغربی پاکستان میں جبکہ مشرق حصہ بھارت میں ہے۔ تقسیم پاک و ہند کے بعد دو پنجاب ہوگئے۔ (ا) مغربی / پاک پنجاب پوٹھوہار سے لے کر بہاولپور تک کا علاقہ۔ (ب) مشرقی (بھارتی) پنجاب۔)

"انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا" میں "پنجاب" کا ذکر کرتے ہوئے ابنِ بطوطہ کے سفرنامے کے حوالے سے لکھا گیا ہے کہ:

"The first known use of it accurs in the writings of the Muslim traveller, Ibn-Buttutah (q.v), who visited India in the 14th century".(8)

ڈاکٹر محمد باقر لکھتے ہیں:

Marfat.com

> ''ہندو پاکستان کا جو علاقہ شرقاً وغرباً انبالہ سے اٹک تک اور شمالاً جنوباً راولپنڈی سے بہاولپور تک پھیلا ہوا ہے اور جسے تاسیس پاکستان سے پہلے تک پنجاب کے نام سے پکارا جاتا تھا، اپنے اس نام سے بہت دیر سے معروف نہیں۔ مثلاً راقم کی اطلاع یہ ہے کہ جہانگیر سے پہلے (1014ھ/ 1605ء) اس علاقے کو اس نام سے کبھی یاد نہیں کیا گیا۔ جہانگیر ہی غالباً وہ پہلا شخص ہے جو اپنی توزک میں اس علاقے کو اس نام سے یاد کرتا ہے اور یہ نام ''پنج'' اور ''آب'' یعنی پانچ پانی جس سے مراد پانچ دریا لیے جاتے ہیں، فارسی کے دو کلمات سے مرکب ہے اور ظاہر ہے کہ اس کا یہ نام کسی فارسی دان نے ہی رکھا ہوگا''۔ (9)

ڈاکٹر محمد باقر کی یہ ''اطلاع'' کہ جہانگیر سے پہلے اس علاقے کو اس نام (یعنی پنجاب) سے کبھی یاد نہیں کیا گیا، غلط ہے۔ ''اردو دائرہ معارف اسلامیہ'' میں درج ہے: ''یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ اس علاقے کے لئے پنجاب کا نام دورِ مغلیہ سے قبل قدیم مآخذ میں کہاں کہاں آیا ہے۔ عطاء الملک کی تصنیف ''تاریخ جہانگشای'' میں جس پنجاب کا ذکر آیا ہے، وہ حدود بلخ و ترمذ میں دریائے جیحوں کے کنارے ایک مقام ہے۔ اسی طرح منہاج سراج کی طبقات ناصری میں پنجاب سے مراد دریائے سندھ کے پانچ معادن اور دریائے پنجند یا خود دریائے سندھ مراد ہیں۔ ''تاریخ بیہقی''، ''کتاب الہند''، ''تاریخ فیروز شاہی'' وغیرہ میں اس صوبے کے مختلف علاقے اپنے مرکزی شہروں مثلاً سرہند (سہرند)، جالندھر، لاہور، دیپالپور اور ملتان وغیرہ سے منسوب کئے گئے ہیں۔ عہدِ مغلیہ میں اور اس سے پہلے پنجاب کے مشمولہ علاقوں کو صوبہ ملتان اور صوبہ لاہور کے ناموں سے یاد کیا جاتا تھا۔ البتہ اکبر کے زمانے سے پنجاب کا نام بکثرت اور بالعموم استعمال ہونے لگا۔ ابوالفضل نے اپنی تصانیف ''آئینِ اکبری''، ''اکبر نامہ'' اور مکاتیب میں متعدد موقعوں پر پنجاب کا ذکر کیا ہے اور کشمیر کو اس سے الگ قرار دیا ہے۔ اس کے بیان سے کچھ ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ صوبہ لاہور ہی اصل پنجاب ہے۔ منشی سجان رائے نے اپنی کتاب ''خلاصۃ التواریخ'' میں پنجاب کی جو تفصیل دی ہے وہ مغلیہ دور کے نصف ثانی کے احوال کی نمائندگی کرتی ہے۔ منوچی جو شاہجہان اور اورنگزیب کے زمانے میں

Marfat.com

موجود تھا، پنجاب کو عملداری لاہور کا قائمقام قرار دے کر لکھتا ہے کہ بھکر کے نزدیک سات دریا ملتے ہیں۔ ان میں سے پانچ عملداری لاہور کے علاقوں سے نکلتے ہیں۔ ان کا منبع سری نگر اور کشمیر کے پہاڑوں میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عملداری لاہور کو پنجاب (پانچ دریاؤں کی زمین) کہا جاتا ہے"۔(10)

مواعظ از حضرت نوشہ گنج بخش (1654ء-1552ء) میں پنجاب کا لفظ علاقے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے:

"بابا لوکو اگے جال کراڑ دیس پنجاب دے کئی مطیع اسلام ہوندے"(11)

اسد سلیم شیخ لکھتے ہیں: "پنجاب: پاکستان کا ایک صوبہ پاک و ہند کا وہ علاقہ جس میں دریائے ستلج، بیاس، راوی، چناب اور جہلم بہتے ہیں۔ یہ سب دریا مٹھن کوٹ کے مقام پر دریائے سندھ میں آ کر گرتے ہیں۔ پنجاب کی حدود مختلف ادوار میں مختلف رہی ہیں۔ 1947ء میں تقسیم ہند کے وقت پنجاب کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ مغربی حصہ پاکستان میں شامل ہوا جبکہ مشرقی حصہ ہندوستان میں اور یہ حصہ اب بھارت کے تین صوبوں ہماچل پردیش، پنجابی صوبہ اور ہریانہ صوبے پر مشتمل ہے۔ عہد مغلیہ اور شہنشاہ اکبر سے پہلے تک اس علاقے کو صوبہ ملتان اور صوبہ سرحد لاہور کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ لیکن شہنشاہ اکبر کے دور سے پنجاب کا نام کثرت سے استعمال ہونے لگا............ قیام پاکستان سے پہلے پنجاب مندرجہ ذیل اضلاع پر مشتمل تھا:

(۱) انبالہ جس میں انبالہ، شملہ، حصار، رہتک، کرنال، گوڑگاؤں کے اضلاع شامل تھے۔

(۲) جالندھر جس میں جالندھر، ہوشیارپور، کانگڑہ، فیروزپور، لدھیانہ کے اضلاع شامل تھے۔

(۳) لاہور جس میں لاہور، شیخوپورہ، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، گورداسپور کے اضلاع شامل تھے۔

(۴) ملتان جس میں ملتان، منٹگمری (ساہیوال)، لائلپور (فیصل

Marfat.com

آباد)، مظفر گڑھ اور ڈیرہ غازی خاں کے اضلاع شامل تھے۔

(۵) راولپنڈی جس میں راولپنڈی، جہلم ، گجرات، سرگودھا، اٹک اور میانوالی کے اضلاع شامل تھے۔

.... 14 اکتوبر 1955ء کو صوبہ پنجاب وحدتِ مغربی پاکستان میں ضم کر دیا گیا اور یہ یکم جولائی 1970ء تک غیر صوبائی حیثیت کا حامل رہا۔ 1970ء سے ایک بار پھر پنجاب کو اس کی صوبائی حیثیت حاصل ہوگئی۔ ریاست بہاولپور اس صوبے میں ضم کر دی گئی اور اس کا صدر مقام لاہور ٹھہرا''۔[12]

''انسائیکلو پیڈیا فیروز سنز'' میں پنجاب اور اس کے حدود اربعے کی تفصیل یوں درج ہے: ''پنجاب: برصغیر کے شمال مغرب میں ایک تاریخی علاقہ۔ پانچ دریاؤں (جہلم، چناب، راوی، ستلج، سندھ) کی سرزمین۔ ایک روایت کے مطابق اسے یہ نام اکبر اعظم نے دیا۔ برصغیر کی آزادی سے قبل پنجاب کی سرحدیں پاکستان اور بھارت کے مشرق، مغرب میں انبالہ ڈویژن سے دریائے اٹک تک اور شمال، جنوب میں راولپنڈی سے بہاولپور تک تھیں۔ 1900ء تک دہلی سے نوشہرہ تک اور بہاولپور سے ہزارہ تک کا علاقہ پنجاب میں شامل تھا۔ .... 1948ء میں مشرقی پنجاب (رقبہ: 91000 مربع میل) کے تین حصے کر دیے گئے۔ پنجاب کی چھوٹی چھوٹی کوہستانی ریاستوں کو ملا کر ایک نیا صوبہ ہماچل پردیش بنا دیا گیا۔ دوسرے رجواڑوں اور ریاستوں کو باہم ضم کر کے پٹیالہ اینڈ ایسٹ پنجاب سٹیٹس یونین قائم کی گئی۔ باقی ماندہ علاقہ صوبہ (مشرقی) پنجاب کہلایا۔ 1956ء میں مشرقی پنجاب میں پٹیالہ اور ایسٹ پنجاب سٹیٹس یونین کو مدغم کر دیا گیا۔ 1966ء میں سکھوں کے مطالبے پر مشرقی پنجاب سے ہندی بولنے والے علاقے الگ کر کے ایک نیا صوبہ ہریانہ بنایا گیا۔ موجودہ مشرقی پنجاب کا رقبہ 19440 مربع میل یا 50362 مربع کلومیٹر اور آبادی 20190795 (1991ء) ہے............ مغربی پنجاب: جسے پاک پنجاب بھی کہتے ہیں، بلحاظ آبادی پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ رقبہ 205345 مربع کلومیٹر، آبادی: (1998ء) 7 کروڑ 25 لاکھ، 85 ہزار (ملک کی کل آبادی کا 55.6 فیصد)۔ اس میں 5 کروڑ سے زائد افراد دیہات میں رہتے ہیں۔ دارالحکومت: لاہور، جو کراچی کے بعد پاکستان کا دوسرا سب سے بڑا شہر ہے۔ صوبے

Marfat.com

میں چونتیس اضلاع ہیں۔ راولپنڈی، جہلم، گجرات، لاہور، اٹک، شیخوپورہ، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، قصور، سرگودھا، جھنگ، فیصل آباد، میانوالی، ملتان، وہاڑی، ساہیوال، مظفرگڑھ، بہاولپور، ڈیرہ غازی خاں، بہاولنگر، رحیم یار خاں، اوکاڑہ، منڈی بہاء الدین، راجن پور، لیہ، پاکپتن، لودھراں، چکوال، ٹوبہ ٹیک سنگھ، خوشاب، حافظ آباد، بھکر، نارووال اور خانیوال) ہیں۔ زیر کاشت رقبہ دو کروڑ 54 لاکھ ایکڑ اور غیر مزروعہ ایک کروڑ 64 لاکھ ایکڑ ہے، صوبے بھر میں نہروں کا جال بچھا ہوا ہے۔ لوگوں کی اکثریت کا پیشہ زراعت ہے۔ گندم کی کل پیداوار کا 79.6 فیصد، چاول کا 53.9 فیصد، کپاس کا 73.4 فیصد اور گنے کا 73.5 فیصد حصہ اسی صوبے میں پیدا ہوتا ہے۔ ملک کی 45 فیصد صنعتیں اسی صوبے میں ہیں۔ صوبے میں سولہ علمی و پیشہ ورانہ یونیورسٹیاں ہیں"۔ (13)

یہاں پنجاب کے رقبے کے حوالے سے جو بات کی گئی درست نہیں۔ دیکھیں: "پاکستانی پنجاب رقبے اور آبادی کے اعتبار سے پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ اس کا کل رقبہ 79284 م م اور آبادی ستمبر 1981ء کی مردم شماری کے مطابق 37374000 نفوس پر مشتمل ہے۔ اس کا صدر مقام لاہور ہے ...... پنجاب کا 27,100000 ایکڑ رقبہ زیر کاشت ہے .... زرعی اصطلاحات کے تحت 1976ء کے وسط تک 1036 جاگیرداروں سے 262950 ایکڑ اراضی لے کر مزارعوں میں تقسیم کر دی گئی .... انتظامی اعتبار سے یہ صوبہ 8 قسمتوں، بہاولپور، راولپنڈی، سرگودھا، لاہور اور ملتان میں بٹا ہوا ہے .... قیام پاکستان کے بعد مہاجرین کی کثیر تعداد (تقریباً پچاس لاکھ) یہاں آ کر آباد ہوئی .... اکتوبر 1955ء میں وحدت مغربی پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو اسے صوبہ مغربی پاکستان میں ضم کر دیا گیا۔ یکم جولائی 1970ء کو وحدت مغربی پاکستان کی تنسیخ کی وجہ سے اس کی صوبائی حیثیت پھر سے بحال ہو گئی"۔ (14) 'وکی پیڈیا' میں درج تفصیل یہ ہے:

(Persian: پنجاب), from the Persian panj-ab, "five waters" (1) (c.f.ap-), is a divided region straddling the border between Pakistan and India.(2) The "Five Rivers" are the Jhelum, the Chenab, the Ravi, the Sutlej and the Beas. All are tributaries of the Indus river, the Jhelum

Marfat.com

being the largest. Punjab has a long history and rich cultural heritage. The people of the Punjab are called Punjabis and their language is also called Punjabi. The main religions of the Punjab region are, in order of population, Islam, Sikhism and Hinduism.

The area now known as the Greater Punjab comprises what were once vast territories of eastern Pakistan and northern western India. The bigger section of the Punjab is part of Pakistan (60% to India's 40%).

The region, populated by Indo-Aryan speaking peoples, has been ruled by many different empires and ethnic groups, including Hindues, Jains, Buddhists, Greeks, Persians, Arabs, Turks, Mughals, Afghans, Balochis, Sikhs and British. In 1947, it was partitioned between British India's successor states with 4 out of the 5 rivers going to Pakistan and the remaining river was allotted to India.

The Pakistani Punjab now comprises the majority of the region together with the Hazara region of the North-West Frontier Province and Azad Kashmir. The Indian Government further sub-divided Punjab into the modern Indian states of Punjab, Haryana, Himachal Pradesh and Delhi. The Pakistani part of the region West Punjab covers an area of 205, 344 square kilometers (79,284 square miles), whereas the Indian State of Punjab is 50, 362 square kilometers (19,445 square miles). Besides the Indian Punjab, the region also includes the areas of Jammu region and Himachal and Haryana states of India that were created out of East Punjab in 1966. The populations of the region are similarly divided as 86,084,000 (2005) in West Punjab (Pakistan) and 24,289,296 (2000) in

Marfat.com

the present-day State of (East) Punjab (India) and a further 30 million in the rest of the region. Punjabi is spoken by (approximately) 65% of population in Pakistani Punjab (another 25% speak Punjabi variants) and 92.2% in Indian Punjab. The capital city of undivided Punjab was Lahore, which now sits close to the partition line as the capital of West Punjab. Indian Punjab has as its capital the city of Chandigarh. Indian Punjab uses the Gurmukhi script, while Pakistani Punjab uses the Shahmukhi script.(15)

اس بحث کے مطابق پنجاب فارسی زبان کا لفظ ہے جو'پنج' اور'آب' کا مرکب ہے۔ اس طرح بھوری مٹی کی اس دھرتی کو'پنجاب' پانچ دریاؤں کی دھرتی کہا جانے لگا اور یہی پانچ دریا اس کی پہچان ہیں۔ جہاں تک پنجاب کی سیاسی سرحدوں کا تعلق ہے تو یہ مختلف وقت میں گھٹتی بڑھتی رہی ہیں۔ اس لیے سیاسی حوالے سے اس کی حدوں کو زیر بحث لانا اس دھرتی کے ساتھ بے انصافی ہوگی۔ پنجاب کی سیاسی سرحدوں کے حوالے سے جو بات کی گئی اس کی گواہی خالد پرویز ملک کی یہ تحریر بھی دے رہی ہے:

> ''صوبہ پنجاب ایک بہت خوشحال اور بہت بڑا صوبہ تھا۔ جس کی حدود شمال مشرق اور شمالی پہاڑی علاقوں سے لے کر صوبہ سندھ کی سرحد پر واقع ضلع رحیم یار خاں تک تھیں۔ 1911ء میں پنجاب میں سے کچھ علاقے علیحدہ کر کے صوبہ سرحد بنایا گیا اور یوں پنجاب جو پہلے پشاور تک ہوتا تھا اب اٹک تک رہ گیا ہے۔ 1947ء میں پنجاب کو مزید تقسیم کیا گیا اور بھارتی پنجاب اور پاکستان کا پنجاب الگ ہو گئے''۔(16)

لفظ''پنجاب'' سے پہلے اس سرزمین کے مختلف عہدوں میں مختلف نام رہے ہیں۔ ڈاکٹر انجم رحمانی کے مطابق پنجاب کو''سپت سندھو، ش ت گوش، پنچ جنیا کرشٹی، پنچ ند، آریہ ورت، بہلیک یا بہیک/وہیک، مدر دیس، اتر پتھ، پنچال، اندوس (یونانی نام)، پینٹا پوٹامیہ (یونانی نام)، ہندوس یا ہیندوش (ایرانی نام)، Thaintu/Shih-Tu/Yuah-Tu (چینی نام)، ٹکی/ٹکیہ

Marfat.com

دیس/تکیہ/ Taki/Tse-Kia (یونانی دورِ حکومت) اور پنج امبو کے ناموں کے ساتھ پہچانا جاتا رہا ہے''۔[17]

یہ وہ نام ہیں جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مٹتے چلے گئے۔ محمد آصف خاں کی تحقیق کے مطابق پنجاب کے درج ذیل پرانے نام رہے ہیں: ''سپت سندھو: ''رگ وید'' (منڈل viii سوکت 24- میں 27) میں لکھا ہے: سپت سندھو میں ہمیں خونخوار دشمنوں سے کون بچائے گا؟۔ ''رگ وید'' میں کئی جگہوں پر ''سپت سندھو'' کا ذکر ملتا ہے.......... سنسکرت میں لکھی گئی کئی کتب میں پنجاب کے لئے ''واہیک'' کا نام بھی ملتا ہے۔ چھٹی صدی ق-م میں لکھی گئی دنیا کی پہلی گرامر ''اشٹا دھیائی'' (لکھاری: پانی) میں جبکہ آخری بار کشمیری شاعر من مت تے 1050ء میں پنجاب کے لئے ''واہیک'' کا نام استعمال کیا۔ اس کے علاوہ ''ثت گو'' (Thatagus) بھی پنجاب کا قدیم نام ہے جسے ''ست گودائی'' (Sattgydai) اور ''ہپت ہندو'' بھی کہا گیا ہے۔ چینی سیاح فاہیان نے پنجاب کے لئے لفظ ''پے ٹو'' استعمال کیا۔ فاہیان 399ء سے لے کر 414ء تک ہندوستان میں رہا۔ ہیون سانگ (وفات: 644ء) نے پنجاب کے لئے ''فائیو انڈیز'' کا لفظ برتا۔ بملا چرن لا نے پنجاب کو ''ادیچیہ'' اور ''اتراپتھ'' کے نام سے لکھا۔ یونانی پنجاب کو ''پیتے پوتاموس'' (Pette Potamos) کہتے تھے۔ ناروے کے مستشرق کرسچین لاسن (1800ء-1876ء) نے پنجاب کو ''پینٹو پوتامیا'' (Panto Potamia) لکھا ہے۔ ''رگ وید'' میں پنجاب کو سپت سندھو کہا گیا مگر بعد کے سنسکرت ادب میں اس دھرتی کے لئے ''پنج ند'' کا لفظ استعمال کیا گیا۔ سنسکرت کے قدیمی رزمیہ ''مہا بھارت'' کے کئی اشلوکوں میں ''پنج ند'' کا ذکر ملتا ہے اور باب 44 کے اکتیس تا بتیس اشلوکوں میں پنجاب کے دریاؤں کے نام یوں درج ہیں: (ستلج) وپاشا (بیاس) اروائی (راوی) چندر بھاگا (چناب) وتستا (جہلم) اور دریائے سندھ۔ سنسکرت کی ایک اور قدیم کتاب ''راماین'' میں بھی پنجاب کو ''پنج ند'' کہا گیا۔ این جی سرڈیسائی نے کہا ہے کہ ''ویس نیئی سمہتا'' میں سب سے پہلے پنجاب کے لئے ''پنج ند'' کے لفظ استعمال ہوئے۔ طب کی سب سے پرانی کتاب ''چرک سمہتا'' (چھٹی صدی قبل مسیح) میں بھی ''پنج ند'' استعمال ہوا۔ البیرونی (وفات: 1030ء) نے ''کتاب الہند'' میں پنجاب کو ''پنج ند'' کہا''۔[18]

Marfat.com

جہاں تک لفظ ''پنجاب'' کی قدامت کی بات ہے کہ یہ لفظ پانچ دریاؤں کی سرزمین کے لئے سب سے پہلے کس زمانہ میں استعمال ہوا۔ تو اس حوالے سے یہ بات یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ جب فارسی بولنے والے پانچ دریاؤں کی سرزمین پر آئے تو انہوں نے اس دھرتی کا نام ''پنجاب'' یعنی پنج آب رکھا۔ لکھتی روپ میں پہلی بار 1152ء میں شاہ نعمت اللہ ولی نے اپنی فارسی نظم، جو کہ پیشین گوئیوں پر مشتمل ہے، میں استعمال کیا۔ دیکھیں:

ازقلب پنج آبے خارج شوند ناری
قبضہ کنند مسلم، بر ملک غاصبانہ

(پنجاب کے قلب سے دوزخی خارج ہو جائیں گے اور ان کی جائیداد پر مسلمان غاصبانہ قبضہ جمالیں گے)۔

پنجاب ، شہر لاہور، ہم دیرہ جات بنوں
کشمیر ملک منصور گیرند غائبانہ

(پنجاب، شہر لاہور کے شہری اور بنوں وڈیرہ جات کے بہادر قبائل کشمیر پر حملہ کر کے اسے فتح کرلیں گے)۔[19]

محمد آصف خاں نے بھی اسی بات سے اتفاق کیا ہے کہ شاہ نعمت اللہ ولی یا شاہ ولی نعمت اللہ سے پہلے لفظ ''پنجاب'' کا لکھتی استعمال نہیں ملتا۔[20]

اب بات کرتے ہیں پنجابی شاعری کے حوالے سے پنجاب پیار کی۔ پنجابی شاعری میں پنجاب پیار کئی حوالوں سے مختلف احساسات و جذبات کو سمیٹے ہوئے ہے۔ ہم یہاں تمام پہلوؤں کا ذکر کریں گے تا کہ پنجابی شاعری کی اپنی ماں دھرتی سے جرأت کو خراجِ تحسین پیش کیا جاسکے۔ ابتدا میں ڈاکٹر یونس احقر کی نظم کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں۔ نظم ''پنجاب''[21] میں انہوں نے مختصراً پنجاب کی تاریخ اور اس کے مزاج کو موضوع بنایا ہے۔ پنجاب کو پاکستان کا دل اور لاہور شہر کو پنجاب کا دل کہا ہے اور یہ کہ اس کے سینے میں صدیوں پرانی تہذیبیں سانس لے رہی ہیں۔ تاریخ کے بہت سے سوالات کے جواب اس کی آغوش میں چھپے ہوئے ہیں۔ یہ دھرتی عرصہ دراز سے راجوں، مہاراجوں اور رانیوں کی من مانیوں کی آماجگاہ چلی آرہی ہے مگر اس نے پھر بھی انصار کی طرح اپنے دوستوں کے ساتھ دوستی نبھائی۔ نظم کے آخر میں شاعر ایک دکھ، ایک بے چینی اور افسوس کا اظہار کرتا ہے کہ اس دھرتی کے کچھ بیٹے بیٹیاں اپنی

Marfat.com

دھرتی اور اپنی مادری زبان کے ساتھ مخلص نہیں۔ وہ اپنوں کا ساتھ دینے کی بجائے غیروں سے دوستی نبھاتے ہیں۔ کاش کبھی وہ اپنی چابی سے اپنے خزانوں کے تالے کھولیں۔ کاش کبھی وہ اپنے آپ کو دان کیے گئے نقصانات کا حساب بھی کریں۔ شاید یہ حساب انہیں راستے پر لے آئے اور وہ صدیوں سے قائم دائم تاریکی کا ساتھ توڑنے میں کامیاب ہو جائیں۔ اس مختصر نظم میں یونس احقر نے پنجاب کی تاریخ اور مزاج وغیرہ کو مجسم کر دیا ہے۔ جو اس دھرتی کی غیر جانبدارانہ تاریخ کا کافی حد تک مکمل روپ ہے۔

پنجاب پیار کی طبع زاد پنجابی شاعری میں بھی پیروں فقیروں کے ساتھ عقیدت کا رنگ وہی نظر آتا ہے جو لوک شاعری میں موجود ہے۔ صوفیاء سے عقیدت کے اظہار کی مثالیں پنجاب کی روزمرہ زندگی میں کئی سطحوں پر نظر آتی ہیں۔ اس کی ایک سطح تو وہ ہے جس میں بنیادی طور پر دھرتی ماں سے پیار ہی غالب ہے مگر صوفیاء کا ذکر کرتے ہوئے اس یقین کا اظہار کیا گیا ہے کہ چونکہ یہ دھرتی نامور اور عظیم روحانی ہستیوں کا مسکن رہی ہے۔ اس لئے اُن کی نسبت کی وجہ سے کوئی میلی آنکھ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی:

وارث ، بلھے تے پانی فرید لایا
رہنا مہکدا سدا گلاب ہے جی[(22)]

(سرسبز و شاداب گلاب دیس پنجاب کو وارث شاہ، بلھے شاہ اور بابا فرید/ خواجہ فرید نے پانی دیا۔ اس لیے گلاب کا یہ پھول تا قیامت مہکتا رہے گا۔)

کبھی اس بات پر فخر کیا گیا کہ یہ اولیاء کی دھرتی ہے۔ کچھ خاص شہروں کا ذکر یوں کیا گیا:

ایہ دھرتی اولیاواں دی اے پاکپتن، ملتان
شہر لاہور اِچ داتا صاحب اس دی خاص پچھان[(23)]

(یہ دھرتی اولیاء کی دھرتی ہے۔ پاکپتن، ملتان اور لاہور شہر میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری اس دھرتی کی خاص پہچان ہیں۔)

عقیدت کی جو نسبت ان بزرگ ہستیوں کے ساتھ ہے اس کے وسیلے سے بھی دھرتی پیار کا اعلان کیا گیا۔ یہاں دھرتی ماں سے تعلق اور اولیاء اللہ سے عقیدت آپس میں اس حد تک

Marfat.com

ضم ہوئے محسوس ہوتے ہیں کہ انہیں محسوسات کی سطح پر الگ کر کے دیکھنا شاید ممکن نہ ہو:

میاں میر، میراں زنجانی، وسّے داتا دا دربار
میتوں دھرتی نال پیار، میتوں دھرتی نال پیار(24)

(میاں میر، میراں زنجانی اور داتا گنج بخش علی ہجویری کا دربار ہمیشہ بستے رہیں۔ مجھے اپنی دھرتی سے پیار ہے۔ ہاں ہاں مجھے اپنی دھرتی سے پیار ہے۔)

اولیاء کی درس و تدریس اور روحانی فیض کے اثرات کا ذکر بھی کیا گیا کہ ان ہستیوں نے لوگوں کو جہالت کے اندھیروں سے نکال کر ایک خدا کی پہچان اور وحدانیت کا درس دیا۔ جس کا ذکر حنیف زاہد کے ماہیے "دیس پیار دے ماہیے" کے علاوہ بیشتر نظموں میں موجود ہے۔ جاوید ملک کاشمیری کی نظم سے مثال دیکھئے۔ جس میں لوک عقائد کی جھلک بھی نمایاں ہے:

ایتھے رب دے بندے آئے سن
ایہناں ایتھے ڈیرے، لائے سن
ہُن۔ فیض اِنہاں دا جاری اے
آندی ایتھے خلقت ساری اے
ایتھے دلاں دیاں منتاں پاندے نیں
بھاویں آل اولاد، بیماری اے(25)

(دیس پنجاب کی دھرتی پر اللہ والے آئے تو اس دھرتی نے اُنہیں یہیں روک لیا۔ اب ان کا فیض جاری ساری ہے۔ ان کے مزارات پر لوگ آتے ہیں اور دلی مرادیں حاصل کرتے ہیں۔ چاہے یہ دلی مراد نیک، صالح یا اولادِ نرینہ کی طلب سے متعلق ہو یا شفایابی کے مسائل ہوں۔)

اِن نظموں کا ایک دلچسپ پہلو پنجابی ماؤں سے خطاب ہے۔ کچھ شعراء نے پنجابی ماؤں سے مخاطب ہو کر گلہ کیا کہ تم نے آنے والی نسلوں سے دھرتی پیار چھین لیا، تم نے اپنی اولاد سے اپنی مادری زبان چھین لی، تم نے نئی نسل کو اُن کی وراثت سے محروم کر دیا۔ اس حوالے سے چراغ الدین دانا کی نظم "پنجابی ماں اگے ہاڑا" خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔ اس میں ماؤں کے اس کردار کو بھی موضوعِ سخن بنایا گیا جو دھرتی ماں پر پڑنے والی ہر مشکل کے

Marfat.com

وقت وہ ادا کرتی آئی ہیں۔ سورماؤں کے شانہ بشانہ کھڑی پنجابن کے کردار کی ایک جھلک دیکھیے اور یہ بھی طے کیجیے کہ اُسے اپنی آل اولاد زیادہ عزیز ہے یا دھرتی ماں:

دھرتی نوں فیر خورے لہو دی لوڑ پئی
ماواں سُورے پتراں دے جس گاون پئیاں[26]

(شاید دھرتی ماں کو پھر خون کی ضرورت پڑگئی ہے۔ یقیناً اسی لیے مائیں اپنے سورما بیٹوں کے قصیدے گا رہی ہیں۔)

پنجابی سورماؤں کا ذکر بیشتر نظموں میں مختلف انداز میں ملتا ہے۔ کہیں اِن سورماؤں کو دھرتی کی پہچان قرار دیا گیا کہ ان کے خون کی سُرخی اب بھی دھرتی کے رخساروں پر قائم ہے۔ کچھ نظموں میں سورماؤں کا نام لے کر اُن کے جَس گائے گئے:

دیس پنجاب دی دھرتی جمے دُلے بھٹی شیر
ایہدی دھرتی دا تے پورے جگ وچ نہیں جواب[27]

(دیس پنجاب کی دھرتی نے دُلے بھٹی جیسے شیر دلیر سورماؤں کو جنم دیا ہے۔ اس دھرتی کی دنیا میں کہیں مثال نہیں ملتی۔)

کہیں شعراء اور قلم کاروں کو دعوت دی گئی کہ آؤ، اُٹھو اور اپنے فن سے اس دھرتی کے سوئے ہوئے بیٹوں کو جگاؤ۔ یہاں یہ امر غور طلب ہے کہ آخر عہدِ حاضر کے پنجابی کو خود مختار پنجاب کے لیے اِن سورماؤں کو جگانے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ 'اکبر بادشاہ کا تخت'، 'فرنگی' اور 'عہد حاضر کے جیل خانے' کی بات سمجھ لینے کے بعد شاعر کی پکار مکمل طور پر قابلِ فہم بن جاتی ہے:

میرے سوہنیو، شاعرو، قلم کارو
آؤ سُتا پنجاب جگا دیئے
دُلے بھٹی جہے شیر دا ذکر کر کے
اکبر شاہ دا تخت ہلا دیئے
دیس کریے چا پاک فرنگیاں توں
احمد کھرل نوں رفل پھڑا دیئے
توڑ سیٹیے ویلے دے جیل خانے
بھگت سنگھ دیاں بیڑیاں لاہ دیئے[28]

Marfat.com

(میرے سوہنے شاعرو، قلم کارو آؤ سویا ہوا پنجاب خوابِ غفلت سے بیدار کر دیں۔ دُلّے بھٹی جیسے شیر بہادر کا ذکر کر کے اکبر بادشاہ کے تخت کو ہلا دیں۔ اپنے دیس کو فرنگی کے ناپاک قدموں سے رہائی دلائیں، آؤ رائے احمد خاں کھرل کے ہاتھوں میں پھر بندوق تھما دیں۔ آؤ ظالم وقت کے جھوٹے جیل خانے توڑ ڈالیں اور سردار بھگت سنگھ کو بیڑیوں سے آزادی دلائیں۔)

تمام پنجابیوں کو بلا تفریق خوددار، دلیر، بہادر اور دھرتی ماں سے پیار کرنے والے قرار دیا گیا۔ ان پر فخر کیا گیا۔ اُنہیں دھرتی کے رکھوالے اور لجپال کہہ کر ان کے جَس گائے گئے۔ اِن نظموں میں وار یا ڈھولوں جیسا رزمیہ انداز ملتا ہے۔ جس میں عام طور پر ہیرو موت یا زندگی دونوں صورتوں میں فتح یابی سے ہمکنار ہوتا ہے اور اس کی کمزوریاں اور ناکامیاں بھی اس کی کامیابی کا پیش خیمہ بنتی دکھائی دیتی ہیں:

وطن دا سدا مان رکھدے نیں انکھی
ایہ ہے دیس دے پہریداراں دی دھرتی
جیہناں دشمناں دے سدا دند بھنّے
ایہ خوددار تے جاں نثاراں دی دھرتی (29)

(دیس پنجاب کے خوبرو جوان اپنی دھرتی کا سدا مان رکھتے ہیں۔ یہ دیس کے پہریداروں اور رکھوالوں کی دھرتی ہے۔ یہ اُن خوددار اور جاں نثاروں کی دھرتی ہے جنہوں نے دشمن کے دانت ہمیشہ کھٹے کیے۔)

اِن نظموں میں اُن پنجابی شعراء کا ذکر بھی کیا گیا جو اپنے کمال ہُنر سے اپنی مادری زبان اور دھرتی کی عظمت میں اضافے کا سبب بنے۔ ماضی بعید اور ماضی قریب کے شعراء کو بلا تفریقِ عہد موضوعِ سخن بنایا گیا۔ جیسے خلیل آزاد کی نظم "بلھے دا پنجاب" (30) میں حشمت شاہ، فضل شاہ اور احمد یار، یا عمر غنی کی نظم "میری دھرتی" (31) میں بلھے شاہ، وارث شاہ، میاں محمد بخش، علی حیدر، شاہ حسین، سلطان باہو، ہاشم شاہ اور فرید (بابا فرید، خواجہ غلام فرید) کے علاوہ اردو زبان کے معروف شاعر علامہ اقبال کا ذکر بھی ملتا ہے جو کہ پنجاب کی دھرتی پر جنم لینے والے پنجابی تھے اور عام بول چال کے لئے پنجابی زبان، جو اُن کی مادری زبان تھی، کا استعمال کرتے تھے اور اس کی عظمت کے بھی قائل تھے (گو انہوں نے شعری اظہار کے لئے اپنی زبان کو وسیلہ نہ بنایا)۔ شریف انجم کی نظم "صوفیاں دی دھرتی......پنجاب" (32) بھی قابلِ ذکر ہے۔

Marfat.com

انہوں نے بطورِ خاص جن صوفی شعراء کی شاعری اور تعلیمات کو پنجاب کی دھرتی کے لیے لازوال نعمت قرار دیتے ہوئے ذکر کیا ان میں بابا فرید، گرونانک، شاہ حسین، سلطان باہو، وارث شاہ، میاں محمد بخش اور خواجہ غلام فرید مٹھن کوٹی کے نام شامل ہیں۔ کچھ شعراء نے پنجاب کی دھرتی سے تعلق رکھنے والے معروف رومانوی کردار یا پنجابی نظموں میں محفوظ بدیسی کرداروں کا ذکر بھی کیا کہ جو رومانوی کرداروں کی صورت میں اس دھرتی کی پہچان ٹھہرے۔ بشریٰ اعجاز کی نظم سے مثال دیکھیے:

تیری دھرتی، سچیاں کامل ولیاں والی
ہیراں ، پنوآں، سیاں والی
وارث، مرزے، بلھیاں والی
میرے دیس تُوں کلا تے نہیں[33]

(اے میرے دیس پنجاب! تیری دھرتی عظیم ہستیوں، کامل اولیاء کی دھرتی ہے۔ تُو ہیروں (ہیر)، پنوؤں (پنوں)، وارث شاہ، مرزا اور بلھوں (بلھے شاہ) کا دیس ہے۔ اے میرے دیس تُو اکیلا نہیں ہے۔)

دھرتی پیار کا ایک انداز یہ ہے کہ دھرتی سے جڑی ہر چیز کو موضوع سخن بنایا جاتا ہے۔ جس میں حقائق کے بیان کے ساتھ ساتھ جذبات کی آمیزش سے مبالغے کی صورت بھی پیدا ہوتی دکھائی دیتی ہے۔ پنجاب کے پانچ دریاؤں کا ذکر کم و بیش کسی نہ کسی حوالے سے ہر دوسری نظم میں نظر آتا ہے۔ کبھی تو ان دریاؤں کے فطری بہاؤ، کناروں اور لہروں کو عام انداز میں لفظی روپ بخشا گیا۔ جس طرح بہتے ہوئے دریا کی منظر کشی کرنے والا ہر شاعر کرتا ہے۔ اس کی مثال جاوید ملک کشمیری کی نظم ''دیس پنجاب''[34] اور محمد بشیر ناطق کی نظم ''دھرتی نال پیار''[35] میں ملتی ہے۔ دوسری سطح وہ ہے جہاں ان دریاؤں کے گن گائے گئے، مثلاً:

بتی سر کے دی بالی اے
دَکھ پنج دریاواں دی، چناں ویکھن والی اے[36]

(اے محبوب! دیس پنجاب کے سینے پر بہنے والے پانچ دریاؤں کا حسن قابلِ دید ہے۔)

جبکہ تیسری سطح پر ان دریاؤں کی روانی، حسن اور حیاتِ جاوداں کے لیے دعاؤں کی گونج سنائی دیتی ہے کہ یہ دھرتی کے سہاگ کا کارن/ بنیاد ہیں اور انہیں کے دم سے بھوری مٹی

Marfat.com

کی زرخیزی قائم ہے:

دیس خوش حالیاں ایہناں پاروں
رہن وگدے چناب دھرتی تے[37]

(دیس پنجاب کی خوش حالی ان کے بہتے دریاؤں کی بدولت ہے۔ اے خدا! اس دھرتی پر اس کے "چناب" ہمیشہ بہتے رہیں۔)

محمد شریف انجم کی نظم "پنج دریا"[38] میں پنجاب کے پانچ دریاؤں، ستلج، بیاس، راوی، چناب اور جہلم کا ذکر اہتمام کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اور ساتھ ساتھ ہر دریا کے دھرتی ماں کے ساتھ برتاؤ کو موضوع بنایا گیا۔ اسی طرح دھرتی ماں کے سینے پر ہنستی مسکراتی فصلوں اور درختوں کا ذکر کیا گیا۔ عام طور پر بغیر کسی فصل یا درخت کا نام لیے تمام فصلوں، درختوں کو موضوع سخن بنایا گیا:

بُوٹا بُوٹا تیرا گل پھُل پتیاں دے نال سجے[39]

(اے دیس! تیرا ہر ایک درخت/ بوٹا پھولوں، پتیوں کے ساتھ سجا ہوا ہے۔)

کھیتاں دیوچ چمکن موتی فصلاں بھاگ نیں لائے
اُچے اُچے رُکھ پئے ونڈن پیار دے ٹھنڈے سائے[40]

(دھرتی ماں کے کھیتوں میں موتی اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہے ہیں۔ پکی فصلیں کسانوں کے لئے خوشحالی کا پیغام لیے ہوئے ہیں اور دراز قامت درخت پیار پریت کے ٹھنڈے سائے بانٹ رہے ہیں۔)

جیسے عشق مجازی میں جب تک محبوب سے قلبی/ جذباتی رشتہ قائم رہتا ہے تب تک اس کی ہر بات خوبصورت اور اس کی ہر ادا انمول محسوس ہوتی ہے۔ ویسے ہی جب تک دھرتی پیاروں کا دھرتی ماں سے قلبی/ جذباتی سطح پر احساسات اور محسوسات کا یہ رشتہ قائم رہتا ہے تب تک دھرتی ماں پر بسنے والے شہر اور گاؤں آسمان کے تاروں کی مانند چمکتے دمکتے محسوس ہوتے ہیں اور یقیناً ان کی چمک دمک کی بقا اور جاودانی کے لیے دعائیں بھی بلند ہوتی ہیں۔ نظموں میں کیے گئے شہروں کا تذکرہ شعراء کی ذاتی پسند و چناؤ پر منحصر ہے۔ جس طرح اسلم شوق نے نظم "ساڈا پنجاب ویکھو"[41] میں پنجاب کے شہر گجرات، راولپنڈی، چکوال،

Marfat.com

سرگودھا، جھنگ، ملتان وغیرہ کا ذکر کیا۔ کہیں کہیں شہروں کا صرف نام ملتا ہے اور کہیں ان شہروں کی پہچان بننے والی کسی خاص چیز کا ذکر بھی ہے جیسے ملتان کے ساتھ وہاں کے اولیاء کے مزارات کی بات کی گئی۔ جس کی وجہ سے اسے ''مدینۃ الاولیاء'' بھی کہا جاتا ہے۔ بیشتر نظموں میں پنجاب کے دل شہر لاہور کو موضوع بنایا گیا۔ اس کے علاوہ اسماعیل قلندر کی نظم ''سیر دیس پنجاب دی'' بھی قابلِ ذکر ہے۔ اس نظم میں پنجاب کے تقریباً تمام چھوٹے بڑے شہروں کے نام ملتے ہیں۔(42) کہیں کہیں مجموعی طور پر پنجاب کے شہروں اور گاؤں سے محبت کا اظہار بھی کیا گیا، دیکھیں:

ایہدے ویکھ کے پنڈ تے شہر
اپنے دل نوں میں پرچاواں(43)

(میری دھرتی ماں کے شہر اور گاؤں اتنے خوبصورت اور دلکش ہیں کہ یہ میرے لیے تسکین کا باعث ہیں/ بنے ہوئے ہیں۔)

نئے پنجاب کے ساتھ بھی وہی ہوا جو ہر نو آبادیاتی خطے کے ساتھ ہوتا ہے اور ہر نو آبادکار/ حملہ آور/ قابض اپنے زیرِ تسلط مقبوضہ علاقے میں کرتا ہے۔ جب پنجابیوں کی تہذیب اور زبان کو کم تر ثابت کرنے کی منظم اور کامیاب کوششیں کی گئیں تو اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقے نے شعوری سطح پر اور کم تعلیم یافتہ یا ان پڑھ پنجابیوں نے لاشعوری سطح پر کم و بیش اس بات کو تسلیم کر لیا کہ قابضین کی زبان اور تہذیب ہماری زبان اور تہذیب سے اعلیٰ و ارفع ہے۔ پھر دھرتی ماں کی اولاد دو دھڑوں میں بٹ گئی۔ ایک دھڑا نہ صرف حملہ آوروں کی زبان و تہذیب اپنانے لگا بلکہ اس پر فخر کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی وراثت کو تضحیک کا نشانہ بنانے میں مصروف ہو گیا جبکہ دوسرا دھڑا جو اقلیت میں تھا، اپنی وراثت کے ساتھ مضبوطی سے چمٹا رہا۔ یہی دھرتی ماں کے اصل وارث اور پنجاب کے دانشور تھے جو اپنی تہذیب کو اپنوں ہی کے ہاتھوں بے رنگ ہوتے دیکھ کر ایک مسلسل تشویش اور بے چینی میں مبتلا ہو جاتے۔ تشویش اور بے چینی کی یہ مثالیں ان نظموں میں مختلف انداز کے ساتھ ملتی ہیں۔ کبھی یوں کہ:

ہُن اجے تے اوپری تہذیب تے مردے نیں لوک
اپنی جد تہذیب بدلے گی بڑے پچھتان گے(44)

Marfat.com

(ابھی تو میرے لوگ غیروں کی تہذیب کو بڑھ بڑھ کر گلے لگا رہے ہیں مگر یہ بات اس وقت ان کے لئے پچھتاوا بن جائے گی جب ان کی اپنی تہذیب ان سے چھن جائے گی۔)

ایہہ رہتل دیس پنجاب دی، اسیں دتی منوں وسار
اسیں اِنج وسیبا بدلیا، اسیں گئے پچھوکڑ ہار
ہُن کیہہ مُٹھیاں دا گُدھکنا، کیہہ ہِکنے ڈنگر ڈھور
اسیں آپے آپ نوں لُٹیا، اسیں آپے اپنے چور (45)

(افسوس! دیس پنجاب کی امیر کبیر تہذیب ہم نے بھلا ڈالی۔ ہم نے اپنا رہن سہن اس طرح بدلا کہ ہم سے ہماری وراثت کا دامن چھوٹ گیا۔ اب مویشیوں کو ہانکنے والوں کی صدائیں اور مُٹھے پینے کی مسحور کن آواز کہیں سنائی نہیں دیتی۔ ہم نے اپنے ساتھ کیا کر ڈالا، ہم نے خود ہی اپنے آپ کو چوروں کی طرح لوٹ لیا۔)

اسی افسوس اور مایوسی کے ساتھ پنجاب کے گاؤں کی زندگی اور وہاں کے مناظر کو بھی موضوع بنایا گیا۔ کھلی فضائیں، ٹھنڈی ہوا، سرسبز سرسوں کی فصل سے لدی کھیتیاں، طلوعِ فجر کے ساتھ دودھ بلونے کی چھنکار، مکھن بالائی کھا کر پلنے والی جوانیاں، پانچ دریاؤں کا سونے جیسا پانی، خزانوں کا گہرا تالاب اور پانچ دریاؤں کے پانی کو شہد سے بھی زیادہ میٹھا قرار دینے کے علاوہ اپنی دھرتی کو دنیا کے سارے دیسوں سے زیادہ خوبصورت اور اہم قرار دیا گیا۔ جو کہ ہر دھرتی پیارے کا بنیادی حق ہوتا ہے اور یہی جذبہ دیس پیار کی شاعری کا مرکزی نکتہ اور عنوان بھی، کہ جس کے گرد اس سے جُڑے ہوئے بہت سے چھوٹے بڑے موضوعات گردش کرتے ہیں۔ رسول حمزہ توف نے اپنے دیس/دھرتی ماں داغستان کے حوالے سے کہا تھا: ''(ترجمہ) داغستان میرا چہرہ ہے۔ خبردار اسے ہاتھ نہ لگانا............ داغستان میری ماں ہے۔ جو لوگ مجھ سے اُلجھنا چاہیں میں انہیں خبردار کرتا ہوں۔ مجھے جو بھی جی چاہے کہہ لو۔ میں برداشت کرلوں گا مگر میرے داغستان کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی دیکھا تو پھر ٹھیک نہ ہوگا۔ داغستان میری محبت ہے، میرا عہد ہے، میری منت وسماجت ہے اور میری دعا ہے۔ داغستان! تُو اور صرف تُو ہی وہ موضوع ہے جو میری تمام کتابوں کا خاص تصور اور میری ساری زندگی کا سرمایہ ہے''۔ (46) اسی جذبے کی تصاویر پنجابی شاعری میں دیکھیں:

Marfat.com

☆ ایہ جنت دا روپ پیارا میری دھرتی [47]

☆ پنجاب میرا تاں دنیا جیڈا
پنجاب میرا اَن حد ہے [48]

☆ پھلاں وچوں پھُل کھڑیا اے سوہنا پھُل گلاب
دیساں وچوں دیس اے پیارا میرا دیس پنجاب [49]

☆ چونہاں صوبیاں چوں سوہنا پنجاب لگدا [50]

☆ پنجاب خزانیاں دا ڈونگھا اے تالاب لگدا [51]

☆ پانی پنج دریاواں دا شہد اے، مٹی نسری کھنڈ [52]

(میرا دیس پنجاب، میری دھرتی ماں جنت کا دلفریب روپ ہے...... میرا پنجاب دنیا جتنا ہے، میرا پنجاب اَن حد ہے...... جس طرح تمام پھولوں کا سردار گلاب کا پھول ہے، دنیا کے تمام دیسوں میں میرے دیس پنجاب کو ایسا ہی مقام حاصل ہے...... مجھے ملکِ پاکستان کے چاروں صوبوں میں سے دیس پنجاب سب سے زیادہ حسین لگتا ہے...... پنجاب خزانوں کا گہرا اور کبھی نہ ختم ہونے والا تالاب ہے...... پنجاب کے پانچ دریاؤں کا پانی شہد ہے اور اس دھرتی کی مٹی چینی ہے۔)

پنجابیوں کی مہمان نوازی معروف ہے کہ یہ دھرتی ہر آنے والے کو خوش آمدید کہتی ہے۔ جس کی بڑی مثال یہ ہے کہ آج تک یہاں لسانی بنیاد پر قتل و غارت نہیں ہوئی۔ اپنی اس خوبی سے پنجابی مکمل طور پر آگاہ ہیں۔ تبھی تو جاوید ملک کشمیری نے نظم ''دیس پنجاب''[53] میں اس بات کا اظہار کیا ہے کہ: ''یہاں مہمانوں کو جان سے بھی زیادہ عزیز رکھا جاتا ہے۔ یہ جس گھر میں ٹھہریں، وہاں گھر والوں کی آنکھوں کے تارے بنے ہوتے ہیں۔ یہ کسی ایک دریا کے پانی کی نہیں بلکہ پنجاب کے پانچوں دریاؤں کے پانیوں کی یہی ریت ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں جن پر مجھ پنجابی کو فخر ہے۔ آؤ یہ قابلِ فخر باتیں تمہیں بھی سناؤں''۔ ایسی اور بھی اَن گنت قابلِ فخر باتیں اس دھرتی سے وابستہ ہیں۔ یہی وہ فخر ہے جو باخبر پنجابیوں کو ''پنجاب کا پُتر'' کہنے پر مجبور کرتا ہے۔ اس اظہار کے دو روپ ملتے ہیں: ایک: پنجابی پُتر، دوسرا: پنجابی یا پنجاب کا باسی۔ گو کہ اظہار کے یہ دونوں روپ پیار کی بنیاد پر قائم کیے گئے ہیں مگر جذبے کی شدت اور سطح ایک جیسی نہیں کہی جاسکتی۔ دھرتی کو ماں کا درجہ دینا اور دھرتی کو اپنے لیے قابلِ فخر

Marfat.com

قرار دینا دو مختلف باتیں ہیں۔ ''پنجابی پُتر'' کے حوالے سے مثال دیکھیں:

☆ میں پُتر پنج دریاواں دا
مینوں آکھو پنج دریائی (54)

☆ اسیں گھبرو پت پنجاب دے، ساڈے شیراں ورگے ناں
جے بے غیرت ہو جاویئے، سانوں دُدھ نہ بخشے ماں (55)

(میں پانچ دریاؤں کا بیٹا ہوں۔ دنیا والو! مجھے پانچ دریائی کہو...... ہم پنجاب کے خوبرو بیٹے ہیں۔ ہمارے نام شیروں جیسے ہیں۔ ہم اگر بزدلی کا مظاہرہ کریں تو ہماری مائیں ہمیں دودھ نہیں بخشیں۔)

پنجاب کی بیٹی بھی اپنی جنم بھومی کو اپنے لئے قابلِ فخر ٹھہراتی ہے۔ جس کی مثال بی بی عابدہ کی نظم ''دِھی پنجاب دی''(56) میں ملتی ہے۔ شاعرہ کہتی ہے کہ: ''میں اُس پنجاب کی بیٹی ہوں جس کی عظمت ساری دنیا تسلیم کرتی ہے۔ یہ دھرتی خوش بخت دھرتی ہے۔ یہ دھرتی میری ماں ہے۔ اگر ضرورت پڑی تو میں اس پر اپنی جان نچھاور کر دوں گی۔ میرا حوصلہ شیرنی کی مانند ہے اور میں کسی میدان میں ہارنا نہیں جانتی''۔ پنجاب اور پنجابیوں کے لئے دعاؤں کا ایک لمبا سلسلہ بھی ''پنجاب پیار'' کی نظموں کا حصہ ہے۔ کچھ نظمیں ایسی ہیں جن مین مذہبی عقیدے اور مسلک کی جھلک بھی نمایاں ہے، جیسے:

میرے دیس تُوں کلا تے نہیں
تیرے نال تے نور خدا دا
سچا پاک رسولؐ خدا دا
تیرے اُتے سبز گنبد دیاں ٹھنڈیاں چھاواں (57)

(اے میرے دیس! تُو اپنے آپ کو اکیلا مت سمجھ۔ تجھے خدائی نور کا ساتھ میسر ہے۔ یہی نہیں بلکہ اللہ کا سچا رسول ﷺ تیرے ساتھ ہے۔ تجھ پر گنبدِ خضریٰ کی ٹھنڈی چھاؤں کا سایا ہے۔)

بیشتر نظموں میں اللہ کے حضور پیش کی گئی دعاؤں کا سلسلہ دکھائی دیتا ہے۔ جو دعا کے حوالے سے نہ صرف اسلام کی بنیادی تعلیم اور حکم کے مطابق ہے بلکہ سکھ مذہب کا توحیدی نظریہ بھی اس سے میل کھاتا ہے۔

کچھ نظموں میں شعراء نے دھرتی ماں اور اس کے بیٹے، بیٹیوں کے حوالے سے

Marfat.com

نیک خواہشات کا اظہار بھی کیا۔ یہ اظہار جذباتی اور فکری دونوں سطح پر کیا گیا۔ مثلاً:

وقت سعید اخیری میرا جد دی نیڑے آوے

دھرتی ماں نوں چُمدیاں ہویاں نکلن میریاں ساہواں(58)

(اے سعید! جب موت کی گھڑی قریب آ پہنچے تو میری خواہش ہے کہ کاش دھرتی ماں کو چومتے ہوئے آخری سانس تن سے جدا ہو۔)

دوسری خواہش فکری سطح پر کی گئی کہ میرا پنجاب پڑھا لکھا ہو، ایسا پنجاب کہ جہاں جہالت، بے روزگاری اور بے کاری دور دور تک بھٹکنے نہ پائے:

پڑھیا لکھیا ہووے پنجاب، ہر پنجابی دا اے خواب

پڑھے لکھے بے کار نیں ایتھے، بے کاری اے اک عذاب(59)

(سارا پنجاب پڑھا لکھا ہونا چاہیے۔ یہ ہر پنجابی کا خواب ہے۔ پنجاب میں بہت سے پڑھے لکھے نوجوان بے کار پھر رہے ہیں۔ یہ بے کاری اب ختم ہونی چاہیے کیونکہ یہ کسی عذاب سے کم نہیں۔)

اپنی دھرتی کے اچھے مستقبل کے پیشِ نظر دھرتی زاد اُسی طرح نیک تمناؤں کے ساتھ عزم کا اظہار کرتے ہیں جس طرح ماں اپنی اولاد کی آئندہ زندگی کے بارے میں سہانے خواب بُنتی ہے اور کئی طرح کے عزم باندھتی ہے۔ یہاں معاملہ اُلٹ ہے۔ عام زندگی میں ماں اپنی اولاد کے لئے سنہرے خواب دیکھتی ہے مگر ان نظموں میں دھرتی کے بیٹے، بیٹیوں نے اپنی دھرتی ماں کے لئے ان خواہشات کا اظہار کیا۔ جس طرح ایم اقبال اسد کی ''نظم''(60) میں دھرتی کو ماں قرار دیتے ہوئے اسے سینے سے لگانے کی بات کی گئی۔ اور اس عزم کا اظہار کیا گیا کہ ہم اس گلشن کے ایک ایک بوٹے کو اپنے ہاتھوں سے نہ صرف پالیں گے بلکہ اپنی جان پر کھیل کر اس کی حفاظت بھی کریں گے۔ دوسری یاسر گجر کی نظم ''دیس پنجاب لئی'' ہے۔ اس میں بات مزید کھول کر کی گئی۔ جذبے کی سچائی اور اس کا کھرا اظہار دیکھئے:

میرا جینا مرنا دیس پنجاب لئی

نادیں سبھ کجھ کرنا دیس پنجاب لئی

رب دی سونہہ جے بھیڑا ویلا آئے کدی

سر دینوں نہیں ڈرنا دیس پنجاب لئی(61)

Marfat.com

(میرا جینا اور میرا مرنا دیس پنجاب کے لئے ہے۔ میں اپنا سب کچھ اس کے نام کر دینا چاہتا ہوں۔ خدا کی قسم! اگر کبھی دھرتی ماں پر کوئی مشکل آن پڑی تو میں دیس پنجاب کی خاطر اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کے لیے لحہ بھر نہیں کتراؤں گا۔)

دھرتی پر اپنا سب کچھ نچھاور کرنے کی بات پنجاب پیار کی نظموں میں جگہ جگہ ملتی ہے۔ اس اظہار کی کچھ شکلیں ایک دوسرے سے مختلف بھی ہیں مگر بیشتر ایک جیسی ہی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ملی یا قومی شاعری کا موضوع ایک ہی ہوتا ہے۔ اور اسی پر تمام شعراء نے طبع آزمائی کرنا ہوتی ہے۔ تخیل کی آمیزش اور اندازِ بیان تخلیق کے مختلف ہونے اور نئے پن کا باعث بنتا ہے۔ احمد سعید سدھو نے نظم ''دھرتی ماں''[62] میں دھرتی ماں کو اپنے جسم کی وارث اور اپنی زندگی کا عنوان کہنے کے بعد اس کی بلائیں اپنے سر لینے اور اس پر جان قربان کرنے کے ارادے کا اعلان کیا۔ اس اعلان کی ایک صورت یہ بھی ملتی ہے جس میں اس قربانی کو مذہبی مفہوم پہناتے ہوئے ثواب کا کام کہا گیا، مثلاً:

ایہدی دھرتی جین سہارا دتا ماں دے وانگ
ماں دی سیوا ہر دم کرنا سجنو عین ثواب (63)

(میری ماں دھرتی نے ماں کی طرح مجھے زندگی گزارنے کا فن سکھایا اور سہارا دیا۔ دوستو! دھرتی ماں، ماں ہی ہے جس کی خدمت کرنا عین ثواب ہے۔)

اسی طرح نظم ''پنجابی ماں اگے ہاڑا''[64]، ''دیس پنجاب''[65] ''دھرتی ماں''[66] اور ''دیس پنجاب لئی اک دعا''[67] میں بھی دھرتی کو ماں کا درجہ عطا کیا گیا۔ اس کے علاوہ دھرتی کو دین، ایمان بھی کہا گیا:

ایہ دھرتی اسمان جہی اے
ساڈے لئی ایمان جہی اے (68)

(یہ ماں دھرتی آسمان کی مانند ہے۔ جو ہمارے لیے ایمان کا درجہ رکھتی ہے۔)

دھرتی کو جنت جیسی، جنت کی حُور قرار دینے کے علاوہ یہ اظہار بھی ملتا ہے۔ جس میں شاعر دھرتی ماں کی پُوجا کرنے پر اپنی قسمت پر نازاں ہے کہ مجھ فقیر کو یہ سعادت نصیب ہونا بڑی بات ہے:

Marfat.com

دھرتی ماں دی پُوجا کر دے
فیصل جیہے فقیر پنجابی[69]

(فیصل جیسے پنجابی فقیر بھی دھرتی ماں کی پوجا کر رہے ہیں۔ جو یقیناً قابلِ فخر ہے۔)

اجتماعی جیون کئی رنجشوں کو جنم دینے کا سبب بھی بن جاتا ہے۔ انہیں کی نشاندہی کرتے ہوئے شاعر نے انہیں ایک بڑے مقصد، ایکتا، اتحاد اور ترقی کی خاطر بھلانے اور مٹانے کا مشورہ دیا۔ اور اکٹھے ہو کر اپنی قوم و دیس کی تقدیر بدلنے کی خواہش کی ہے۔ ایم اے باجوہ نے نظم ''پنجاب تے اِک سُرتا''[70] میں اسی اظہار کو موضوعِ سخن بنایا۔ پنجاب پیار کی شاعری کرنے والے کم و بیش تمام شعراء یہ محسوس کرتے ہیں کہ پنجابی قوم سوئی ہوئی ہے۔ یہ اپنی زبان، تہذیب اور وراثت سے بے خبر اور ناآشنا ہو چکی ہے۔ یہ بول کہیں اُس پہریدار کی کُوک جیسے ہیں جو ایک طرف اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے انتہائی فکر مند ہے تو دوسری جانب ایک شناسا خوف کا لامتناہی سلسلہ دکھائی دیتا ہے۔ تو کہیں اپنی وراثت و تاریخ سے باخبر سُورما کی للکار۔ مگر پہلا رنگ غالب ہے جس میں بے بسی اور پکار کی کیفیت بھی ہے۔ وہ بے بسی، وہ پکار جو ہر نو آبادیات کے باشندوں کا مقدر ٹھہرتی ہے:

چک اُڈیاں پیا اے ویکھدا اج دُلّے دا پنجاب
کیوں سُتا پیا اے گھوکریں ایہ بلھے دا پنجاب[71]

(آج دُلّے بھٹی کا پنجاب پنجوں کے بل اپنے مسیحا کا راہ تک رہا ہے۔ اے خدا! یہ بُلھے شاہ کا پنجاب کیوں خوابِ غفلت سے بیدار نہیں ہو رہا۔)

ماضی قریب و بعید اور حال میں ہونے والی زیادتیوں اور ناانصافیوں کا ذکر بھی اِن نظموں کے موضوعات میں سے ہے۔ تقسیم کے وقت پنجاب کو پہنچنے والے نقصان کو موضوعِ سخن بناتے ہوئے کہا گیا کہ: ''تقسیم کے وقت سب سے زیادہ نقصان پنجاب کا ہوا۔ تقسیم صرف اسی کا مقدر بنی۔ پنجابی عورتوں کی وہ تذلیل کی گئی کہ ساری دنیا کانپ اُٹھی''۔ پھر یہ بھی کہ: ''پنجاب کو پنجابیوں ہی نے جلا ڈالا''۔[72] شاعر نے جو سوال اُٹھایا کہ:

'پنجاب پنجابیاں ساڑیا اس دا کیہ جواب؟'[73]

ابھی تک پنجابی دانشوروں کے لیے سوالیہ نشان ہے۔ شاید اس کا جواب ابھی تک نام نہاد بے

Marfat.com

خبری کی نذر کیا جا رہا ہے۔ ایسا کون کر رہا ہے؟ ایسا کیوں کیا جا رہا ہے؟ اس میں کس کا فائدہ ہے اور کس کا نقصان؟ یہ سب ایک الگ اور جامع موضوع ہے۔ یہی نہیں آج کی بات بھی کی گئی، پنجاب کی تقسیم کی بات بھی کی گئی۔ جب انگریز عہدِ حکومت میں پنجاب میں زبانوں کی سیاست چلی تو حملہ آور/ قابض کے ساتھ ساتھ پنجاب مخالف طاقتوں نے بھی پنجاب اور پنجابی زبان کے خلاف بھرپور حصہ لیا۔ کبھی پنجاب کو انتظامی امور میں دِقت کے پیشِ نظر اسے تقسیم کرنے کا کہا گیا اور کبھی پنجابی زبان کو مختلف زبانوں کا مجموعہ قرار دیا گیا۔ اس وقت کے اخبارات خاص طور پر روزانہ ''پیسہ اخبار'' اور ''ہمایوں'' نے اس بات کو بار بار دہرایا کہ پنجابی صرف بول چال کی زبان ہے۔ یہ علمی ادبی زبان نہیں ہے اور نہ ہی بن سکتی ہے۔ مزید یہ کہ پنجاب کے ہر ضلعے کی زبان مختلف ہے اور ایک ضلعے کا باشندہ دوسرے ضلعے کے باشندے کی زبان سمجھنے سے قاصر ہوتا ہے۔ یہ 09-1908ء کے عرصے کی بات ہے، یہیں سے پنجاب کو لسانی بنیادوں پر تقسیم کرنے کی خاموش مہمات کا آغاز ہوا:

سُناں وڈا پنجاب اِٹے کرو ٹوٹے
دھڑ لوکاں دے ہتھیں پنجاب ہے جی(74)

(یہ میں کیا سُن رہا ہوں! کہ پنجاب بڑا ہے لہٰذا اس کو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ یہ غیر لوگ کون ہیں جن کے ہاتھوں میں میرا دیس پنجاب آیا ہوا ہے۔)

پنجاب مخالف اردو دان حلقے سے بھی شکوہ کیا گیا اور اُسے نو آبادکار فرنگی کا ساتھی کہا گیا۔ اس بات میں حقیقت ہے یا یہ صرف شاعر کی ذاتی رائے ہے، اس سے قطع نظر قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ آخر اس شکوے کی بنیاد کیا ہے؟ اردو دان طبقے نے واقعی پنجاب اور پنجابی کو نقصان پہنچایا ہے؟ یا یہ صرف جذباتی رائے ہے؟ اگر صرف جذباتی رائے ہے تو اس حوالے سے جذبات میں اشتعال کیسے اور کیونکر پیدا ہوا؟ یہ ایک اور سوال ہے:

اتھے راج فرنگی کیتا
اردو دان دے سنگی کیتا
کنڈ ایہدی نوں ننگی کیتا
آ تینوں پنجاب وکھاواں (75)

Marfat.com

(پنجاب میں حملہ آور/قابض فرنگی نے بھی راج کیا اور اسی دھرتی ماں پر اس کے ساتھی اردو دان طبقے نے بھی۔ یہ دیس پنجاب کے زوال کا سبب بنے۔اے دوست! آ میں تجھے اپنے دیس پنجاب کی کتھا سناؤں۔)

پنجاب کی تقسیم کا باعث بننے والی ہر چیز کی مذمت کے انداز میں نفی کی گئی۔صرف پنجاب کی سطح پر نہیں بلکہ پاکستان کی سطح پر اس تقسیم اور اس کی بنیاد پر پیدا ہونے والی اور کی جانے والی نفرتوں اور دوریوں کے سلسلے کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا۔قومیت، زبان کے علاوہ مسلک اور مذاہب کے اُس اختلاف کو بھی موضوع بنایا گیا۔جس کا ایک حوالہ عدل منہاس لاہوری کی نظم ''جہاد فرض اے''[76] میں ملتا ہے۔اہم بات یہ ہے کہ شاعر نے پاکستان کی تمام قومیتوں اور مسالک و مذاہب کو تسلیم کیا ہے مگر اس بنیاد پر سیاست کرنے کو بُرا جانا ہے۔اس کے علاوہ کسی خاص واقعہ یا فساد کی بنیاد کو چھوئے بغیر بھی پنجاب کو پہنچنے والے نقصانات کا مجموعی طور پر تذکرہ کیا گیا۔اس حوالے سے ڈاکٹر جگتار کی نظم ''پنجاب دے پنڈ دی شام''، خادم چشتی کی نظم ''رب راکھا''، سلیم احمد سلیم کی نظم ''پنجاب دی وار''، طفیل خلش کی نظم ''اسیں وارث پنجاب دے'' میں پنجاب کی گمشدہ تہذیب کا نوحہ اور طفیل خلش ہی کی نظم ''ایہ نہیں میرا دیس'' اور ''گونگی قوم'' کے علاوہ مشتاق چغتائی کی نظم ''دیس پنجاب'' اور ندیم آذر باجوہ کی نظم ''پنجاب دیا وارثا'' میں بھی پنجاب کی وراثت کے گمشدہ خزانوں کو نوحے کے رنگ میں نظم کا حصہ بنایا گیا ہے، مثال دیکھیں اور اسی مثال پر اس دعا کے ساتھ اپنی بات ختم کرتا ہوں کہ'اے خدا! تُو پانچ دریاؤں کو بانجھ مت ہونے دینا':

آ صحرا وچ جیون لبھیے
پنج دریا تے پورے ہو گئے[77]

Marfat.com

حوالہ جات

1. F.Steingass (2000). Persian English Dictionary. Lahore: Sang-E-Meel Publications P.P.256
2. Bashir A.Qureshi. Dictionary. Lahore: Kitabistan Publishing Co. P.P.161

.3 مہذب لکھنوی (س-ن)۔ مہذب اللغات (جلد سوم)۔ لکھنؤ: محافظ اردو بکڈپو منصور نگر۔ ص100

.4 وارث سرہندی ایم-اے (س-ن)۔ علمی اردو لغت۔ لاہور: علمی کتاب خانہ۔ ص372

.5 مولوی نور الحسن نیّر کاکوروی (س-ن)۔ نور اللغات (جلد دوم)۔ کراچی: جنرل پبلشنگ ہاؤس۔ ص116

.6 اقبال صلاح الدین (2002ء)۔ وڈی پنجابی لغت (پہلی جلد)۔ لاہور: عزیز پبلشرز۔ ص628

.7 ارشاد احمد پنجابی (نومبر 1974ء)۔ اردو پنجابی لغت۔ لاہور: مرکزی اردو بورڈ۔ ص503

8. Encyclopaedia Britannica Vol.15, (1974). USA, P.P.285

.9 ڈاکٹر محمد باقر (1971ء)۔ تاریخ ادبیات مسلمانانِ پاکستان و ہند (جلد 13)۔ لاہور: پنجاب یونیورسٹی۔ ص158

.10 اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد5 (1971ء)۔ لاہور: پنجاب یونیورسٹی۔ ص649,648

.11 اسد سلیم شیخ (1999ء)۔ انسائیکلوپیڈیا تحریک پاکستان۔ لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز۔ ص266 تا 268

.12 فیروز سنز اردو انسائیکلوپیڈیا، چوتھا ایڈیشن (2005ء)۔ لاہور: فیروز سنز لمیٹڈ۔ ص429

.13 اردو جامع انسائیکلوپیڈیا، جلد اول (س-ن)۔ لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز لمیٹڈ، پبلشرز۔ ص338

Marfat.com

14. Punjab region-Wikipedia, the free encyclopaedia- 27/07/ 2009- P.1,2

.15 خالد پرویز ملک (مئی 2002ء)۔ پنجاب اور اہلِ پنجاب۔ لاہور: علم و عرفان پبلشرز۔ ص25

.16 ڈاکٹر انجم رحمانی (نومبر 1998ء)۔ پنجاب تمدنی و معاشرتی جائزہ۔ لاہور: الفیصل ناشران و تاجران کتب۔ ص25 تا49

.17 محمد آصف خان (اگست 2000ء)۔ ہور بِک سُک۔ لاہور: پاکستان پنجابی ادبی بورڈ۔ ص20 تا 36

.18 پشینگوئیاں شاہ ولی نعمت اللہ (س-ن)، مترجم: کرنل ریٹائرڈ مطلوب حسین۔ پ ن۔ ص21,31

.19 محمد آصف خاں۔ ہور بِک سُک۔ ص43

.20 (10-اپریل 2006ء)۔ روزانہ ''خبراں'' لاہور۔ ص2

.21 (اپریل 2006ء)۔ مہینہ وار ''لہراں'' لاہور۔ ص33

.22 (مئی 2004ء)۔ مہینہ وار ''رویل'' لاہور۔ ص9

.23 (نومبر 1995ء)۔ مہینہ وار ''لہراں'' لاہور۔ ص38

.24 (یکم اگست 2005ء)۔ روزانہ ''خبراں'' لاہور۔ ص2

.25 نادر جاجوی (28 مئی 2009ء)۔ سورج دی سیدھ۔ لاہور: لہراں ادبی بورڈ۔ ص33

.26 (مارچ 2000ء)۔ مہینہ وار ''پنچھی انٹرنیشنل'' گوجرانوالہ۔ ص13

.27 طفیل خلش (مارچ 1996ء)۔ مٹی دی خوشبو۔ لاہور: پنجند اکیڈمی۔ ص107,108

.28 نظم: سوہنی دھرتی، شاعر: کلیم شہزاد۔ بیاض نمبر 3۔ ص130 (مملوکہ: کلیم شہزاد، 54-سی بورے والا)۔

.29 (جنوری 1990ء)۔ مہینہ وار ''لہراں'' لاہور۔ ص18

.30 عمر غنی (1991ء)۔ پندھ تھلاں دے۔ لاہور: نگارشات۔ ص10

.31 قلمی نسخہ: محمد شریف انجم (محمد شریف انجم سکنہ قصور کی طرف سے غیر مطبوعہ بھیجی گئی نظم)

Marfat.com

32. بشریٰ اعجاز (جولائی 1999ء)۔ پھلیکھا۔ لاہور: الحمد پبلی کیشنز۔ ص135

33. (یکم اگست 2005ء)۔ روزانہ ''خبراں'' لاہور۔ ص2

34. (نومبر 1995ء)۔ مہینہ وار ''لہراں'' لاہور۔ ص38

35. قلمی نسخہ: حنیف زاہد۔ مملوکہ: حنیف زاہد سکنہ لاہور۔

36. اے ایچ عاطف (اپریل 2009ء)۔ ہجر نہ چتھیا جاوے۔ لاہور: پنجابی مرکز۔ ص65

37. (اپریل 2006ء)۔ مہینہ وار ''پنجابی انٹرنیشنل'' لاہور۔ ص37

38. خادم چشتی (مئی 1996ء)۔ رب راکھا۔ لاہور: عمیر پبلشرز۔ ص106

39. خادم حسین بھٹی (جنوری 2001ء)۔ دُکھاں دا ساگر۔ لاہور: مقصود پبلشرز۔ ص44

40. اسلم شوق (نومبر 2000ء)۔ دُکھ اوتے۔ لاہور: ادارہ پنجابی لکھاریاں۔ ص90

41. (22 نومبر 2005ء)۔ روزانہ ''خبراں'' لاہور۔ ص2

42. (26 فروری 2004ء)۔ روزانہ ''خبراں'' لاہور۔ ص2

43. نادر جاجوی (28 مئی 2009ء)۔ سورج دی سیدھ۔ لاہور: لہراں ادبی بورڈ۔ ص59

44. اے ایچ عاطف۔ ہجر نہ چتھیا جاوے۔ ص50

45. رسول حمزہ توف (2009ء)۔ میرا داغستان، مترجم: اجمل اجملی۔ لاہور: فکشن ہاؤس۔ ص117

46. غیر مطبوعہ قلمی نسخہ۔ مملوکہ: اکرم باجوہ، بورے والا۔

47. (28 اکتوبر 2005ء)۔ روزانہ ''خبراں'' لاہور۔ ص2

48. (17 اگست 2005ء)۔ ایضاً۔ ص2

49. (16 نومبر 2005ء)۔ ایضاً۔ ص2

50. ایضاً۔

51. (مئی 2004ء)۔ مہینہ وار ''رویل'' لاہور۔ ص9

52. (یکم اگست 2005ء)۔ روزانہ ''خبراں'' لاہور۔ ص2

53. (اپریل 2006ء)۔ مہینہ وار ''سویر انٹرنیشنل'' لاہور۔ ص59

54. (اپریل 2006ء)۔ مہینہ وار ''لہراں'' لاہور۔ ص19

Marfat.com

55. (جون 2004ء)۔ مہینہ وار ''جنت'' مانا نوالہ ضلع شیخوپورہ۔ ص19
56. بشریٰ اعجاز۔ بھلیکھا۔ ص135
57. (اپریل 2006ء)۔ مہینہ وار ''سویرا انٹرنیشنل'' لاہور۔ ص61
58. (9 اکتوبر 2004ء)۔ روزانہ ''خبراں'' لاہور۔ ص2
59. (نومبر 1996ء)۔ مہینہ وار ''لہراں'' لاہور۔ ص18
60. (8 اکتوبر 2004ء)۔ روزانہ ''خبراں'' لاہور۔ ص2
61. (اپریل 2006ء)۔ مہینہ وار ''سویرا انٹرنیشنل'' لاہور۔ ص61
62. (مارچ 2000ء)۔ مہینہ وار ''پنچھی انٹرنیشنل'' گوجرانوالہ۔ ص13
63. (دسمبر 1998ء)۔ مہینہ وار ''رویل'' لاہور۔ ص11
64. (اپریل 2006ء)۔ مہینہ وار ''سویرا انٹرنیشنل'' لاہور۔ ص59
65. (26 فروری 2004ء)۔ روزانہ ''خبراں'' لاہور۔ ص2
66. (1996ء)۔ سال وار ''ساہت'' لاہور۔ ص578
67. (1997ء)۔ سال وار ''ساہت'' لاہور۔ ص576
68. بشریٰ اعجاز۔ بھلیکھا۔ ص136
69. (21 اگست 2004ء)۔ مہینہ وار ''جنت'' لاہور۔ ص2
70. (اگست 1986ء)۔ مہینہ وار ''لہراں'' لاہور۔ ص32
71. (جنوری 1990ء)۔ مہینہ وار ''لہراں'' لاہور۔ ص18
72. (22 نومبر 2005ء)۔ روزانہ ''خبراں'' لاہور۔ ص2
73. ایضاً۔
74. (اپریل 2006ء)۔ مہینہ وار ''سویرا انٹرنیشنل'' لاہور۔ ص33
75. ڈاکٹر سعید الفت (جولائی 2005ء)۔ چار چفیرے۔ لاہور: اکبر اکیڈمی۔ ص102
76. عدل منہاس لاہوری (نومبر 2009ء)۔ راوی کنڈھے چاننی رات۔ لاہور: اکبر فاؤنڈیشن۔ ص89 تا 93
77. اے ایچ عاطف۔ ہجر نہ وتھیا جاوے۔ ص108

Marfat.com

پنجاب پیار کی شاعری

(انتخاب)

Marfat.com

دھرتی ماں

(احمد سعید سدھو)

جگ جگ جیویں شالا وسیں ہر دم کراں دعاواں
تینوں تتی واء نہ لگے مانے ٹھنڈیاں چھاواں
توں میرے قلبوت دی وارث توں میرا سرناواں
تیتھوں جندڑی گھول گھماواں صدقے واری جاواں
تیری خشبو میرے اندر پھُلاں وانگوں مہکے
تیری شان چ نظماں، غزلاں، دوہڑے، ٹپے گاواں
قسم خدا دی مینوں یارو جد وی لکھنا چاہواں
ماں بولی دا میرے دل تے ہو جاندا پرچھاواں
غیر دے اکھر غیر دی بولی پیناں، شرٹاں، ٹائیاں
اپنی ورتوں ورتن لکیاں آوندیاں یار حیاواں
سبز ہلالی پرچم ربا سبھ توں اُچا رکھیں
ویری اندروں سڑ بل جاون نکلن ٹھنڈیاں ہاواں
وقت سعید اخیری میرا جد وی نیڑے آوے
دھرتی ماں نوں چُمدیاں ہویاں نکلن میریاں ساہواں[1]

(میں تمہاری حیاتِ جاوداں کے لیے پل پل دعائیں کرتا ہوں۔ خدا نہ کرے کہ تمہیں کوئی دُکھ پہنچے۔ اے دھرتی ماں! تم میرے جسم کی مالک ہو، تم میری زندگی کا عنوان ہو۔ میں تم پر اپنی جان نچھاور کر دوں۔ تیری خوشبو پھولوں کی مانند میری روح کا سہاگ بنی ہوئی ہے۔ میں تیری شان میں نظمیں، غزلیں، دوہڑے، ٹپے گاتے ہوئے تھکتا نہیں۔ رب ذوالجلال کی قسم میں جب بھی لکھنے کا ارادہ کروں تو مجھے مادری زبان پنجابی چاروں اطراف سے گھیر لیتی ہے۔ ہمیں کیا ہو گیا! آج ہم غیروں کی زبان بول رہے ہیں، غیروں کا پہناوا پہنتے ہیں۔ ہم اپنے کلچر سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ اے خدا! ہمارے سبز ہلالی پرچم کو سدا بلند رکھنا۔ اتنا بلند کہ غیر جل جائیں۔ اے سعید مجھے موت اس طرح آئے کہ میں دھرتی ماں کو چوم رہا ہوں اور اُدھر میری سانسیں میرے وجود کا ساتھ چھوڑ جائیں۔)

Marfat.com

پاک پنجاب

(احسان اکبر)

اوہو پاک پنجاب پچھان میری جتھے بندے دا قدر پچھان دے نیں
اوہدے سبھے مہاندرے میرے والے میرے شوق سارے اوہدے ہان دے نیں

رُکتوں ٹھنڈڑی مٹھڑی واء والے جھولے آن رَلے وچ ساہ دے نیں
خشبوئی دی لہر چوفیر ٹردی مٹھے شہد جھوٹے ٹھنڈی واء دے نیں
ایہ دھرت کچور اے گندلاں نال ایتھے سنگھنے پھُل کپاہ دے نیں
اوہو پاک پنجاب پچھان میری جتھے بندے دا قدر پچھان دے نیں

جتھے درس دکھاوندا نور ربی، گھنیں پھوکدے حرف قرآن جتھے
دھمیں سجری مہک گلاب والی، پہلی فجری واج اذان جتھے
جیہدے موسماں دے سارے رنگ تکھے، نِگھ ٹھنڈ بہار باران جتھے
اوہو پاک پنجاب پچھان میری جتھے بندے دا قدر پچھان دے نیں

پانی پلیں پلیں پیا وگے، پیلاں پاندیاں رہن مدھانیاں وی
کچے گھڑے تے مان کریندیاں وی، مت دیندیاں ہوئیاں سیانیاں وی
مہندی چاڑھنی شوق دی ہور گوہڑی، ہتھیں سیہڑنی موت جوانیاں وی
اوہو پاک پنجاب پچھان میری، جتھے بندے دا قدر پچھان دے نیں(2)

(میری پہچان وہ پاک پنجاب ہے جو مردم شناس ہے۔ اس کی سب صورتیں مجھ جیسی ہیں اور میرے سب شوق اس کے ہم عمر ہیں۔ اس کی ٹھنڈی میٹھی ہوا کے جھونکے میری سانسوں میں رچ بسے ہوئے ہیں۔ میں جب بھی بھوری مٹی پر قدم رکھوں تو خوشبو کی لہر میرے ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ سرسوں کے سنہری اور کپاس کے گھنے

Marfat.com

سفید پھول جس دھرتی کی پہچان ہیں وہی میرا پاک پنجاب ہے۔ جہاں اللہ کے پاک کلام کی آواز سماعتوں کا زیور بنی ہوئی ہے۔ جہاں پو پھوٹتے گلاب کی تازہ مہک فضا کو معطر کرتی ہے اور فجر کی اذان سنائی دیتی ہے۔ جہاں موسموں کے تمام رنگ اپنی گرمائش، ٹھنڈک، بہار اور باران موجود ہیں۔ یہی میرا پاک پنجاب ہے جو میری پہچان بھی ہے اور مردم شناس بھی۔ خدا کرے یہاں کھیت ہریالی جاگے، مدھانیاں اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ ہلیلیں ڈالتی رہیں، کچے گھڑے پر بھروسہ کر کے تیرنے والی مٹیاریں، عقل و دانش کا خزانہ بزرگ عورتیں، موت کو للکارنے والے جوان، سب کی خیر!)

پنجاب دا جوان

(اختر سندھو)

ہستاں چوں شباب دسدا اے
جیویں کوئی نواب دسدا اے
سانوں تیری کھری جوانی وچ
ہر ستم دا جواب دسدا اے
تیرے متھے تے لاٹ رحمت دی
دشمناں نوں عذاب دسدا اے
تیرے لفظاں چوں مہک آندی اے
تیرا جذبہ گلاب دسدا اے
جد وی کھولاں کتاب ماضی دی
تیری غیرت دا باب دسدا اے
تیری ہمت تے جان وار دیاں
تیتھوں مرنا ثواب دسدا اے
تیرے انکھاں دی واشنا وچوں
مینوں سوہنا پنجاب دسدا اے(3)

Marfat.com

(اے پنجابی! مجھے تمہاری ہمت نوابوں جیسی دکھائی دیتی ہے۔ تیرا شور انگیز شباب ہر حملہ آور کے ستم کا جواب ہے۔ تجھے اللہ کی رحمت نے اپنی آغوش میں لیا ہوا ہے جو دشمن کے لئے عذاب سے کم نہیں۔ تیرے لفظوں سے آنے والی مہک تیرے گلاب جذبوں کی ترجمان ہے۔ تیرا ماضی تیری غیرت کے ابواب سے پُر ہے۔ میں تیری بلند ہمتی پر قربان، تجھ جیسوں پر جان نچھاور کرنا ثواب سے کم نہیں۔ مجھے تیری غیرت اور جوانمردی کی باس میں اپنا پیارا پنجاب نظر آتا ہے۔)

پنجاب ماہیے

(اختر شاہ جالندھری)

کوئی کپڑے کھڈیاں دے
گبھرو پنجاب دے جو
پُٹ جِتن کبڈیاں دے

پھُل سرخ اناراں دے
واواں پنجاب دیاں
بُلّے مست بہاراں دے

کوئی پتیاں گلاب دیاں
ادھی راتیں دُدھ رِڑکن
مُٹیاراں پنجاب دیاں

کوئی پانی نے پائے گھاسے
میرے پنجاب دے وچ
ہریالی اے ہر پاسے (4)

(ہر کھیل میں فتح پنجابی جوانوں کا مقدر ہے۔ پنجاب کی ہوائیں مست بہاروں کے جھونکے ہیں۔ آدھی رات

Marfat.com

کو دودھ بلونے والی پنجابی مٹیاریں دیہب کا فخر ہیں۔ میرے پنجاب میں چاروں اطراف ہریالی ہے۔)

میرا سوہنا دیس پنجاب

(اختر شاہ جالندھری)

میرا دیس اے پنجاب گلزار دوستو!
ایہدے نال میرا قائم اے وقار دوستو!

ایتھے راوی تے جھناں، سندھ، چھلاں ماردا
ستلج تے بیاس پیا دھرتی نوں ٹھاردا
پنجاں آباں دی جو پینیدی اے جھلار دوستو!
میرا دیس اے پنجاب گلزار دوستو!

اس دھرتی تے کٹھے ہوئے پنجے آب نیں
ایہدے پیار تے خلوص دا ای ناں پنجاب نیں
دُکھ درد مٹاوے ایہدا پیار دوستو!
میرا دیس اے پنجاب گلزار دوستو!

ایہدے کھیت کھلیان تے کسان سوہنے نیں
ایتھے وسدے جو گبھرو، جوان سوہنے نیں
صُبح رڑکے پئی دُدھ مٹیار دوستو!
میرا دیس اے پنجاب گلزار دوستو!

ایتھے اُگیاں کپاہاں نالے کنکاں ودھیریاں
مُونگی، موٹھ نالے ماش دیاں ڈھیریاں
نالے اُگی اے مکئی تے جوار دوستو!
میرا دیس اے پنجاب گلزار دوستو!

Marfat.com

اتھے مجھاں نالے گاواں، کھناں دے پیڑے نیں
ایہدے چاندی وانگوں چمکدے دیہات ویہڑے نیں
اس دھرتی دا جیہڑے نیں شنگھار دوستو!
میرا دیس اے پنجاب گلزار دوستو!(5)

(دوستو! میرا دیس پنجاب گلشن کا روپ سروپ ہے۔ میرا وقار میرا بھرم اسی سے قائم دائم ہے۔ اس کے سینے پر دریائے راوی، چناب اور سندھ بہتے ہیں۔ دریائے ستلج اور بیاس اس دھرتی کا سنگھار ہیں۔ جہاں پانچ پانیوں کی جھلار ہے وہی میرا دیس پنجاب ہے۔ یہاں پانچ پانی آ کر اکٹھے ہوتے ہیں۔ یہ دھرتی بے لوث پیار وخلوص کا دوسرا نام ہے۔ یہاں ملنے والا پیار دُکھوں کا مداوا ہے۔ اس کے کھیت کھلیان، کسان اور جوان خوبصورت ہیں۔ جہاں صبح سویرے مٹیاریں دودھ بلوتی ہیں، وہی میرا پنجاب ہے۔ یہ کپاس، گندم، مونگی، موٹھ، ماش، مکئی اور جوار اُگانے والی دھرتی ہے۔ بھینس، گائے، مکھن کے پیڑے اور چاندی کی طرح چمکتے دمکتے دیہات اس دھرتی کا سنگھار ہیں۔ دوستو! میرا دیس پنجاب گلشن کا روپ سروپ ہے۔)

پنجابی ترانہ

(اخلاق عاطف)

ساریاں دیساں نالوں چنگا دیس میرا پنجاب
ایہدے متھے لشکاں مارن راوی، اٹک، چناب
مادھو، بلھے، میاں محمد بخش دی ایہ تصویر
باہو، نانک تے وارث شاہ دا ایہ سجرا خاب
سارے دیس نیں ایس دنیا دے سوہنے تاریاں وانگ
پر پنجاب ہے تاریاں دے ایس امبر تے مہتاب
بچے ہوون، بڈھے ہوون، بھاویں شیر جوان
دیس پنجاب دی دھرتی اُتے پھبن وانگ گلاب
کدھ دیاں اوہ میلی اکھ جو اُٹھے ایہدے ول
ایہدی خاطر میں مر جاواں، جیوندا رہے پنجاب(6)

Marfat.com

(میرا پنجاب دنیا کے تمام دیسوں سے اچھا ہے۔ دریائے راوی، اٹک اور چناب اس کی رونق بنے ہوئے ہیں۔ یہ شاہ حسین، بلھے شاہ، میاں محمد بخش، سلطان باہو، بابا گرو نانک اور وارث شاہ کے خوابوں کی تصویر ہے۔ دنیا کے تمام دیس تاروں جیسے خوبصورت ہیں مگر میرا دیس پنجاب تاروں کے اس آسمان پر چاند کی مانند ہے۔ بچے، بوڑھے، جوان سب دیس پنجاب کی دھرتی پر اس طرح سجتے ہیں جیسے پھولوں میں گلاب کا پھول۔ اس کی طرف اُٹھنے والی ہر میلی آنکھ میں نکال پھینکوں گا۔ اس کی لافانی حیات کے لئے میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کردوں گا۔)

میں پنجابی

(استاد دامن)

میں پنجابی، پنجاب دا رہن والا
سدا خیر پنجابی دی منگدا ہاں
موتی کسے سہاگن دی نتھ دا ہاں
ٹکڑا کسے پنجابن دی ونگ دا ہاں (7)

(میں پنجاب کا رہنے والا پنجابی سدا پنجابی زبان وقوم کی خیر مانگتا ہوں۔ میں کسی سہاگن کی نتھلی کا موتی ہوں اور کسی پنجابن کی کلائی پر سجی ہوئی چوڑی کا ٹکڑا ہوں۔)

ساڈا پنجاب ویکھو

(اسلم شوق)

ساڈا پنجاب ویکھو
راوی چناب ویکھو
ہر اک نعمت ایتھے
لبھدی جناب ویکھو

Marfat.com

سرہیوں دا ساگ مکھن مکئی دیاں روٹیاں
چاواں دے نال کھاون لاڑے تے ووہٹیاں
حسن مٹیاراں دا کھلی کتاب ویکھو
ساڈا پنجاب ویکھو
راوی چناب ویکھو
بزرگاں تے ولیاں دی ایہ ساری زمین اے
دھرتی ساڈی دی تے ہر شے حسین اے
باغاں وچ میوے کلیاں پھل گلاب ویکھو
ساڈا پنجاب ویکھو
راوی چناب ویکھو
سرگی نوں اُٹھ ۔ مائیاں پاؤن مدھانیاں
مکھن ملائیاں کھا کے پلیاں جوانیاں
شرم و حیا نالے مکھ تے نقاب ویکھو
ساڈا پنجاب ویکھو
راوی تے چناب ویکھو
بُلھے دا روضہ ویکھو ، ماجھے دی حور ویکھو
داتاؒ دا لہور وی تے میرے حضور ویکھو
کھانے جے چڑے گجرانوالے جناب ویکھو
ساڈا پنجاب ویکھو
راوی تے چناب ویکھو
گجرات تے پنڈی ویکھو، ویکھو ضرور جی
چکوال سرگودھا جھنگ کیہڑا اے دور جی
جا کے ملتان روضے بے حساب ویکھو

Marfat.com

ساڈا پنجاب ویکھو
راوی تے چناب ویکھو (8)

(آؤ ہمارا پنجاب دیکھو۔ جہاں دریائے راوی اور چناب بہتے ہیں، دنیا کی ہر نعمت یہاں ملتی ہے۔ سرسوں کا ساگ، مکھن، مکئی کی روٹی، جسے دُلہے، دلہنیں خوشی کے ساتھ کھاتے ہیں۔ پنجابی مٹیاریں حوروں کا روپ اوڑھے ہوئے ہیں۔ یہ درویشوں، فقیروں کی دھرتی ہے۔ ہماری دھرتی کی ہر شے حسین ہے۔ آؤ ہمارے باغوں کے میوے، کلیاں اور گلاب کے پھول دیکھو۔ صبح سویرے عورتیں اُٹھ کر دودھ بلوتی ہیں۔ یہاں مکھن، بالائی سے جوانیوں کی پرورش ہوتی ہے۔ شرم، حیا اور نقاب اس دھرتی کا زیور ہے۔ بلھے شاہ کا مزار، ماجھے کی نُور اور علی ہجویری گنج بخش کا لاہور قابلِ دید ہیں۔ گوجرانوالا کے چڑے (ایک پکوان) بھی کھانوں میں اپنی مثال آپ ہیں۔ گجرات، راولپنڈی، چکوال، سرگودھا اور جھنگ ضرور دیکھیں۔ ملتان بھی دیکھنے کے لائق ہے جسے مدینۃ الاولیاء کہتے ہیں اور جہاں بے شمار بزرگوں کے مزارات ہیں۔ آؤ ہمارا پنجاب دیکھو، آؤ دریائے راوی اور چناب دیکھو۔)

سیر دیس پنجاب دی

(اسماعیل قلندر)

سیر دیس پنجاب دی آ میں تینوں کراواں
اٹک توں لے کے لاہور نوں میں لے کے جاواں
کیمبل پور دے سامنے جے چھچھ ہزارہ
پربت ٹبے براں ایہہ سارے دا سارا
کالا باغ تے میانوالی قدوں بہتے لتے
لڑن مرن نوں اگے اگے جس دن دے نیں جَمے
پنڈی وال تے آل دوالا فوجاں وچ زیادہ
کھیڈ کھڈاری اکثر لوکیں موجاں وچ زیادہ
جہلم دے نال رلدے ملدے کھُلے لیڑے پاون

Marfat.com

مکی باجرہ کنک تے چھولے جو پکے سو کھاون
گجرات ویکھ شہر سوہنی دا جھتاں رنت وگدا رہندا
ازلاں توں ایہ وگن لگا جاوے شہراں دے نال کھیہندا
اوہ سرگودھا تخت ہزارہ رانجھے دی اے دھرتی
ایتھے عشق چڑھائی کیتی جو رانجھے دے سر ورتی
اگے جھنگ سیالاں والا ہیر جٹی دے پیکے
ایدھر ٹلا جوگیاں والا جتھے رانجھے متھے ٹیکے
آ تینوں تھل دی جُوہ وکھاواں جیہڑی اَجے اجاڑ پئی اے
کئی شہر قلعے نیں اُجڑے جیونکر کسے نوں دھاڑ پئی اے
ایدھر دھرتی ماجھے والی شاعر دی جمن بھوئیں
آپے ونڈ پنجاب لیا اے ہُن کیوں بہہ کے روئیں
جلندھر جموں کانگڑہ ہوشیارپور دی وچ
دہلی دے جا لاگے لگے جے کوئی نقشہ کھچے
دریا خاں تے بھکھر کولوں ڈیرہ غازیخاں نوں راہ آوے
بہاولپور تے روہیوں اگے پنجاب دی بولی جاوے
جیہڑا آکھے ٹکڑے کر لو اوہنوں شرم نہ آوے
روہتک حصار میوؤں دے بیکانیر وی آوے
نیلی بار تے ملتانوں اگے ستلج جتھے وگے
حد پنجاب دی اگے یارو ہور وی اگے اگے
فیروزپور توں اگے موگا شہر تے اگے جے لدھیانہ
جیسلمیر تھرپار قلندر ایتھوں تیک ٹھکانہ
سچل سرمست پنجاب اندر بہاولنگر قبولا
بیکانیر سارا ای اگے سارا ای بااصولا
نہ سرائیکی نہ پوٹھوہاری نہ کوئی ماجھا آکھے

Marfat.com

جوہ پنجاب دی دھرتی اندر سارے ای ایہدے راکھے
ایدھر اودھر سبھ پنجابی ماجھے نوں مرکز منوں
اکو جیہا سبھ چانن آوے جو چودھویں ہوئے چنوں
پانی پت سرہند دی ایہدا ڈیرہ نانک والا
سکھی واسا وچ پنجابے کیہ نابھا کیہ پٹیالا
امرتسر لاہور دی ایہ ایہدے وچ پنج دریا
سیر کریں توں پنڈاں والی ویکھن تے توں جا
گھاٹا پیا پنجاب نوں ہوئی جدوں سی ونڈ
غیرت کھوہی پنجاب دی جگ وچ پے گئی ڈنڈ
مٹی عورت ذات دی ڈاہڈی ہوئی خراب
پنجاب پنجابیاں ساڑیا اس دا کیہ جواب (9)

(آؤ میں تجھے دیس پنجاب کی سیر کراؤں، اٹک سے لے کر لاہور تک، چھچھ ہزارہ، کیمبل پور کے سامنے ہے جہاں پربت اور مٹی کے ٹیلے تاحدِ نظر دکھائی دیتے ہیں۔ کالا باغ اور میانوالی کے باسی اپنے دکھائی دینے والے قد سے کہیں لمبے ہیں جو ہر وقت لڑنے مرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ راولپنڈی اور اس کے گردونواح کے لوگ پاک فوج میں سب سے زیادہ ہیں۔ یہاں کے من موجی کھیل کے شعبے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ جہلم کے علاقے کے لوگ ڈھیلا ڈھالا لباس پہنتے ہیں۔ مکئی، باجرہ، گندم اور چنے جو بھی پکے یہ خوش ہو کر کھاتے ہیں۔ گجرات سوہنی کا شہر ہے جو چناب کے کنارے بستا ہے۔ یہ دریا ازل سے مختلف شہروں کو چھوتا ہوا رواں دواں ہے۔ سرگودھا تخت ہزارہ رانجھے کی دھرتی ہے۔ یہاں رانجھے نے عشق کمایا۔ قریب ہی جھنگ سیال ہے جو ہیر کا میکہ ہے۔ یہیں ٹلہ جوگیاں ہے جہاں رانجھے نے ماتھا ٹیکا تھا۔ آ اب تجھے تھل کا وہ علاقہ دکھاؤں جو ابھی تک اجاڑ پڑا ہوا ہے۔ اس کے کئی شہر قلعے ایسے اُجڑے ہوئے ہیں جیسے مسلسل حملہ آوروں کی زد میں رہنے والے علاقے کا حال ہوتا ہے۔ اِدھر ہی ماجھے کی دھرتی ہے جو شاعر کی جائے پیدائش ہے۔ پنجاب کو خود ہی تقسیم کر کے اب کیوں روتے ہو؟۔ جالندھر، جموں، کانگڑہ، ہوشیار پور سمیت دہلی کے قریب تک کبھی پنجاب ہوا کرتا تھا۔ دریا خان اور بھکھر کی طرف سے ڈیرہ غازی خان کو راستہ نکلتا ہے۔ پنجابی زبان بہاولپور اور روہی سے بھی آگے تک بطور مادری زبان بولی جاتی ہے۔ آج جو مختلف لہجوں کی بنیاد پر پنجاب کو

Marfat.com

تقسیم کرنے کی بات کرتے ہیں انہیں شرم نہیں آتی۔ روہتک، حصار، میوؤں، بیکانیر، نیلی بار اور ملتان سے بھی آگے جہاں دریائے ستلج بہتا ہے وہاں تک دیس پنجاب کی حد ہے۔ فیروزپور، موگا شہر، لدھیانہ، جیسلمیر تھرپارکر، سچل سرمست کا مسکن، بہاولنگر، قبولا، بیکانیر سب پنجاب ہے۔ سرائیکی، پوٹھوہاری، ماجھا مت کہو، سب پنجاب کے بسنے والے پنجابی ہیں اور ان کا مرکز ماجھا ہے۔ اس دھرتی پر چودھویں رات کا چاند مکمل چاندنی کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے۔ پانی پت، سرہند، ننکانہ، ماجھا، پٹیالا، امرتسر، لاہور کے علاوہ پانچ دریا بھی اسی کا حصہ ہیں۔ کبھی پنجاب کے دیہات کی سیر کو بھی نکل۔ جب پنجاب کی تقسیم ہوئی تو اسے ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا۔ اس کی غیرت چھن گئی، اس کی بدنامی ساری دنیا میں ہوئی۔ تقسیم کے اس عمل میں سب سے زیادہ متاثر عورت ہوئی۔ پنجاب کو اس بار حملہ آوروں نے نہیں بلکہ خود پنجابیوں نے ہی اپنے ہاتھوں جلایا۔ یہ جو پنجاب پنجابیوں کے ہاتھوں میدانِ جنگ بنا، کیا کسی کے پاس اس کا کوئی جواز یا جواب ہے؟)

کونجاں

(اسماعیل قلندر)

کونجاں آئیاں پربت ولوں، آ وڑیاں دیس پنجابے
پہلوں ندی جھناں دی لنگھیاں، فیر لتھیاں جا دوابے
کیتی سیر وطن مرے دی، کھڑے ویکھے پھُل گلابے
جہڑا نندیا دیس دی کردا اوہ سڑسی وچ عذابے

دیس مرے جیہا دیس نہیں کوئی، میں پڑھیا وچ کتابے
آؤ ویکھو دیس مرے نوں، ایہنوں ویکھنا بڑا ثوابے
ایہ دھرتی مری سکھاں والی، ایتھے خوشیاں بے حسابے
کھلّے دل پنجاب قلندر، ایہ بولن نال ادابے (10)

(دیکھو کونجیں پربت سے اُتر کر دیس پنجاب آن پہنچیں۔ پہلے انہوں نے دریائے چناب عبور کیا اور دوآبہ میں ڈیرے ڈال لیے۔ انہوں نے میرے دیس کی سیر کی، کھِلے ہوئے گلاب کے پھول دیکھے۔ جو میرے پنجاب

Marfat.com

کے ساتھ ناروا سلوک کرے گا وہ عذاب میں مبتلا ہوگا۔ میں نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ میرے دیس جیسا دیس کہیں نہیں ہے۔ آؤ! اسے دیکھو کیونکہ درویشوں، ولیوں کی اس دھرتی کو دیکھنا ثواب کا کام ہے۔ میری یہ دھرتی امن، سکھ کا گہوارہ ہے یہاں بے شمار خوشیاں ہیں۔ پنجابی وسیع القلب ہیں۔ یہ ہر کسی سے ادب کے ساتھ پیش آتے ہیں۔)

پنجابی بولیاں

(اصغر علی کوثر)

ساڈے دیس پنجاب دی شان اڑیو
ایتھے جمدے گبھرو جوان اڑیو
ایہنوں جیہڑا دشمن تکے گا
اسیں ہیٹھ پیراں دے رولاں گے

ایتھے علی ہجویری رہندے نیں
ایہنوں سارے داتا کہندے نیں
جو دُکھڑے سبھ دے سن دے نیں
اج اسیں وی دُکھڑے پھولاں گے

ایتھے گنج شکر دی وستی اے
ایتھے رب دی رحمت ستی اے
ایتھے فیض خزانے ونڈدے نیں
اج اسیں وی جھولیاں کھولاں گے

Marfat.com

ویکھو حق باہو سرکار اڑیو
جیہدا رب دے نال پیار اڑیو
اج ذکر باہو دا کر کر کے
اسیں تن من اپنا دھولاں گے

ایتھے حاجی شیر دیوان اڑیو
ایہ بورے والا دی شان اڑیو

ایتھے میلے لگدے رہندے نیں
اج خوشیاں ہار پرولاں گے

ایہ اصغر گیت بنایا اے
سوہنے رب نے کرم کمایا اے
ساڈا دیس پنجاب وسایا اے
ایتھے تن من اپنا گھولاں گے(11)

(ہمارا دیس پنجاب عظیم تر ہے۔ یہاں کڑیل جوان پیدا ہوتے ہیں۔ اس دھرتی کی طرف جو دشمن میلی آنکھ سے دیکھے گا ہم اُسے پیروں تلے روند ڈالیں گے۔ یہ علی ہجویری کا مسکن ہے جنہیں سب داتا پکارتے ہیں۔ جو سب کے دُکھ درد سنتے ہیں۔ آج ہم اپنے دُکھوں کا مداوا کرنے انہیں کی چوکھٹ پر حاضری دیں گے۔ یہ بابا فرید گنج شکر کی بستی ہے جہاں ہر وقت رب العالمین کی رحمت برستی ہے۔ اس در پر فیض کے خزانے تقسیم ہوتے ہیں۔ آج ہم بھی یہاں سے جھولیاں بھر کر جائیں گے۔ یہ حضرت سلطان باہو کی دھرتی ہے، جن کا رب کے ساتھ خاص پیار ہے۔ ہم باہو کے ذکر کے ساتھ اپنے تن من کی میل دھولیں گے۔ یہاں حاجی شیر دیوان کا ڈیرا ہے جو بورے والا شہر کی شان ہے۔ یہاں میلے لگتے ہیں، ہم بھی یہاں سے خوشیاں لے کر جائیں گے۔ اصغر! اللہ نے کرم کیا اور ہمارا دیس پنجاب بسایا۔ ہم اس سوہنے دیس پر اپنا تن من وار دیں گے۔)

Marfat.com

میں پنجاب دا پُتر

(افتخار وڑائچ کالروی)

میں پُتر دیس پنجاب دا تے یاعلی دا ملنگ
میں بیتر یار فرید دا تے وارث میرے سنگ
میں للکر دُلے شیر دی، میرے پورس ورگے ڈھنگ
میں چاکر حسنؓ حسینؓ دا میری نال یزیداں جنگ(12)

(میں دیس پنجاب کا بیٹا ہوں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ملنگ ہوں۔ میں فرید [حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ/حضرت خواجہ غلام فرید مٹھن کوٹی رحمتہ اللہ علیہ] کا دوست ہوں اور سید وارث شاہ کا ساتھ مجھے میسر ہے۔ میں شیر کی طرح دھاڑنے والے دُلا بھٹی کی للکار ہوں، میرے سب انداز پورس (پورو) جیسے ہیں۔ میرا ہر یزید کے خلاف اعلانِ جنگ ہے کیونکہ میں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کا چاکر/غلام اور ماننے والا ہوں۔)

پنجاب تے پنجابی دے ناں

(افضل ساحر)

تک حالت دیس پنجاب دی
ساڈی اکھوں وگدے نیر
باہروں آکے ویریاں
ہرزے دے توڑے تیر
اج ویریاں نوہندراں مار کے
مائے چھلنے تیرے انگ
رہتل دی رنگلی چُنری
ہُن چھڈ دی جاوے رنگ

Marfat.com

ایہ ویلا کھوہ کے لے گیا
ساڈی مُڈھ قدیمی ریت
اَساں سوچاں گہنے رکھیاں
ساڈے جُثے ٹھنڈے سیت
مائے اس وچ تیرا دوش نہیں
اسیں اپنے مجرم آپ
اسیں حق نہیں اپنا منگدے
ساڈے ذہن ہوئے چپ چاپ
کد ویلا ساڈا ہوونا
نہیں لگدی پئی کوئی سُوہ
اسیں آپ تے ساڈیاں پیڑھیاں
پئے وانگ ڈڈو وچ کھُوہ
ایہ جو وی شعر اُلیکیا
کراں دیس پنجاب دے ناں
ماں بیٹھی عدل کچہریاں
ہُن مولا کرے نیاں(13)

(آج دیس پنجاب کی حالت دیکھ کر ہماری آنکھ سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ حملہ آوروں نے مرزے کے تیر توڑ ڈالے۔ دھرتی ماں! دشمنوں نے تجھے سر سے پاؤں تک زخمی کر دیا۔ تیرے کلچر کی رنگوں بھری چُنریا کے رنگ پھیکے پڑتے جا رہے ہیں۔ وقت نے ہم سے ہماری قدیمی ریت چھین لی۔ ہم نے اپنے ہاتھوں اپنی سوچ گروی رکھ دی۔ ہماری رگوں میں دوڑنے والا گرم خون جم گیا۔ مگر اے دھرتی ماں! اس میں تیرا کیا قصور؟ ہم اپنے مجرم آپ ہیں۔ ہم اپنا حق مانگنا بھول گئے۔ ہمارے ذہن چپ سادھ گئے۔ وقت کب ہم سے وفا کرے گا، کچھ پتہ نہیں۔ ہم کنویں کے مینڈک بن کر رہ گئے ہیں۔ میں نے جو یہ شعر لکھے، دیس پنجاب کے نام کرتا ہوں۔ دھرتی ماں کچہری میں انصاف کی طالب ہے۔ یقیناً میرا رب اسے انصاف دے گا۔)

Marfat.com

پنجاب ہے جی

(ڈاکٹر محمد افضل شاہد)

ٹُٹے جلد تے ورقے، کتاب ہے جی
ماں بولی دا ایہو حساب ہے جی
وکھ بول بلاواں تے ساہ سُکن
اگ دوزخوں وڈا عذاب ہے جی
سُناں وڈا پنجاب اے کرو ٹوٹے
اودھڑ لوکاں دے ہتھیں پنجاب ہے جی
کچے ہیٹھاں سوہنیاں رُڑھن ایتھے
لجاں کجدی سدا چناب ہے جی
آئے گئے تے ٹیاں بھری چلے
ایہدے ٹھوٹھے نہ مکے شراب ہے جی
جیہدا کھاوندے اوہنوں ای نندے نیں
ایتھے رِت دا ایہو حساب ہے جی
بھڑکے میں پئی ساہواں بگانیاں تے
پھرے مستیا ہاتھی نواب ہے جی
اُتوں مینہ وسن لکھاں رحمتاں دے
ہیٹھاں ول نہ سانبھنی گاب ہے جی
وارث ، بلھے تے پانی فرید لایا
رہنا مہکدا سدا گلاب ہے جی
شاہد مالی ایں راکھی کم تیرا
تینوں بخشیا باغ جناب ہے جی[14]

(کتاب تب تک کتاب ہے جب تک اس کی جلد قائم ہے۔ مادری زبان کی مثال بھی اسی طرح ہے۔ یہ جو

Marfat.com

الگ الگ بولیاں بولتے اور لہجوں کو زبانیں بنانے کی بات کرتے ہیں یہ بے اتفاقی کی طرف جا رہے ہیں جو دوزخ کی آگ سے بڑا عذاب ہے۔ یہ کیا سُن رہا ہوں کہ پنجاب بڑا ہے۔ اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو۔ یہ کون غیر لوگ ہیں جو ایسی باتیں کر رہے ہیں۔ یہاں سوہنیاں کچے گھڑے کے سہارے چناب عبور کرتی ہوئی مرتی ہیں تو دریا ان کی عزتوں کا رکھوالا بن جاتا ہے۔ یہاں کئی خالی ہاتھ آئے اور جھولیاں بھر کر لوٹے مگر اس کے خزانے میں کوئی کمی نہ آئی۔ غیر اسی کا کھاتے ہیں اور اسی کے خلاف بولتے ہیں۔ اس دھرتی پہ پل پل اللہ کی رحمت برستی ہے۔ یہ پودا (پنجاب) وارث شاہ، بلھے شاہ اور بابا فرید نے لگایا۔ اس کے پھول سدا مہکتے رہیں گے۔ شاہدؔ! تُو اس چمن (پنجاب) کا مالی ہے، اس کی رکھوالی تیرا فرض ہے۔ تجھے یہ چمن تیرے رب نے بخشا ہے۔)

نظم

(ایم اقبال اسد)

ماں دا رشتہ دھرتی ساڈی سینے دے نال لاواں گے
ایہدے باغ دا اک اک بوٹا ہتھیں پال وکھاواں گے
اونا چر نہیں ملنا سانوں حق پنجابی بولن دا
جنا چر نہ کونے کونے لہو دے دیپ جلاواں گے
ظالم حاکم کھوہ کے بیٹھے ورثہ پیوواں دادیاں دا
ساتھوں نہ تے تُسیں لیو جے، بالاں نوں سمجھاواں گے
بھُل جایئے جے آپ پنجابی، فیر جوانوں سوچ لیو
باہو، وارث، بلھے ہوراں نوں کیہ منہ وکھاواں گے
ڈھول وجا اقبالؔ سودائیا آ دے جاگ پنجابی نوں
سُتے رہے تے سُتے رہاں گے منزل کیویں پاواں گے (15)

(ہماری دھرتی ہماری ماں ہے، ہم اسے اپنے سینے سے لگا کر رکھیں گے۔ ہم اس گلشن کے ہر بوٹے کو نازوں سے پالیں گے۔ جب تک ہم دھرتی کے چپے چپے پر ہمت، عزم اور حوصلے کے دیپ نہیں جلاتے تب تک

Marfat.com

ہمیں پنجابی زبان بولنے کا بنیادی حق نہیں ملے گا۔ ہم اپنی آنے والی نسلوں کو سمجھائیں گے کہ ظالم طاقتیں ہمارے باپ دادوں کی وراثت پر قابض ہیں اور اگر اس کی بازیابی میں ہم سرخرو نہ ہو سکے تو پھر یہ مقدس فرض تمہیں ادا کرنا ہو گا۔ اے میرے جوانو اگر ہم پنجابی بھول گئے تو پھر ذرا سوچو کہ ہم حضرت سلطان باہو، حضرت وارث شاہ اور حضرت بلھے شاہ کو کیا منہ دکھائیں گے۔ اے بے خبر اقبال! اُٹھ ڈھول بجا، آواز بلند کرتا کہ پنجابی جاگیں۔ اگر غفلت کی نیند سوئے رہے تو سوئے ہی رہ جائیں گے اور منزل فاصلوں اور اندھیروں میں گم ہو جائے گی۔)

میرا پنجاب

(استاد اللہ دتہ صابر)

میرے دیس دی کرے گا ریس کیہڑا، بھریا ہویا اے انکھاں تے آناں دا دیس
میاں میر، داتا تے فرید، بلھا، شاہ حسین جیہے ولیاں سلطاناں دا دیس
ماری کسے دی مار نہیں کوئی کھاندا، ساڈا دیس اے شیر جواناں دا دیس
رجے آپ رجا کے دوجیاں نوں، دل دا سخی اے سوہنا کساناں دا دیس
کھڑکن ڈھول چھنجاں بھنگڑے پین ایتھے، گدھے ہاسیاں اُچیاں شاناں دا دیس
بنے بھیڑ تے صابر قربان ہوندے، اُچے سچے دلیر انساناں دا دیس

پوری پوری سانبھ کرے آنڈھیاں دی، داتیاں دا داتا جگ پالدا اے دیس میرا
ہاڑی ساونی کنک تے کپاہ دے انبار لاوے، بکو موہنیں سونا وی اُگلدا اے دیس میرا
پالاں دیاں پالاں ایہدے پتراں دی فوج کھڑی، کم دیندا سجناں نوں ڈھال دا اے دیس میرا
چپے چپے چکیاں تے ملاں چلن کارخانے، جوہر رکھے کسب تے کمال دا اے دیس میرا
گھیو کولوں گھٹ ایہدے پانی دی تاثیر کیہ اے، لکھاں دیاں دیویاں نوں بالدا اے دیس میرا
ایہدے اگے غیر وی جے جھولی آ کے اڈ دیوے، کدے وی سکھنا نہ ٹالدا اے دیس میرا
اوپرے تے آپنے نوں اکو نظر ویکھدا اے، دوہاں نوں پیار کے بٹھالدا اے دیس میرا
ایویں تے نہیں لوک ایہنوں چوری اکھیں ویکھدے، ہیریاں دی کان بھریا مال دا اے دیس میرا

Marfat.com

کسے دیاں ہتھاں ول تکنا نہیں جان دا ایہ، کسے دا وی آسرا نہ بھالدا اے دیس میرا
نعمتاں ہزار دیوے نعمتِ ہزار وچوں، دُدھ گھیو رَج کے کھوالدا اے دیس میرا
مانیاں دھڑویاں پڑوپیاں دا سدا سدا، رکھدا حساب وی کمال دا اے دیس میرا
مٹی جیہدی اُکھ دے نخدہ اوس مٹی وچوں، موتیاں دے تھال وی اُچھالدا اے دیس میرا
ہلاں تے سہاگیاں دے موہرے سینہ تان لیندا، کیڈے کیڈے دُکھڑے وی جالدا اے دیس میرا
موٹراں تے ریلاں صابر چڑھدیاں نیں موڈھیاں تے، دُکھ پیڑ ذرا نہ خیالدا اے دیس میرا(16)

(میرے دیس پنجاب کا کوئی جوڑ نہیں۔ یہ آن، شان والوں کا دیس ہے۔ یہ میاں میر، داتا علی ہجویری، بابا فرید، خواجہ فرید، بلھے شاہ اور شاہ حسین جیسے اولیاء اللہ اور سلاطین کا دیس ہے۔ یہ نڈر اور بے باک شیر جوانوں کا دیس ہے۔ یہ سخیوں جیسا ہے جو ہمیشہ دوسروں کی ضرورتیں پوری کرتا ہے، یہ سوہنا دیس کسانوں کا ہے۔ یہاں ڈھول کی تھاپ پر جوان بھنگڑے اور مٹیاریں گدے ڈالتی ہیں۔ صابر! اگر کبھی مشکل آ پڑے تو اس دیس کے عظیم انسان اپنی دھرتی پر اپنی جانیں نچھاور کرنے میں ذرا بھی ہچکچاتے نہیں۔ میرا دیس ہمسایوں کا بھی پورا پورا خیال رکھتا ہے، یہ داتوں جیسا ہے۔ یہاں گندم اور کپاس کے انبار لگتے ہیں۔ یہ سونا اگلنے والی دھرتی ہے۔ اس کے بیٹوں کی فوج قطار در قطار کھڑی اپنے دوستوں کے لئے ڈھال کا کام کر رہی ہے۔ یہاں قدم قدم پر ملیں، کارخانے اور چکیاں چلتی ہیں۔ یہاں فن کے ماہرین کی کمی نہیں۔ میرے دیس پنجاب کے پانی کی تاثیر دیسی گھی سے کم نہیں، جو لاکھوں گھروں کے دیے روشن کرنے کا سبب بن رہا ہے۔ اگر کوئی پرایا بھی اس کے آگے دامن پھیلائے تو یہ اُسے بھی خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا۔ اس کا برتاؤ غیروں سے بھی اپنوں جیسا ہے۔ اسے لوگ ایسے ہی چور آنکھ سے نہیں دیکھتے، یہ ہیروں کی کان ہے۔ کسی کا آسرا ڈھونڈنا یا کسی کے ہاتھ کی طرف دیکھنا اس کے مزاج کا حصہ نہیں۔ یہ ہزار نعمتوں کا مالک ہے۔ یہ ہر بے ہنر کو صاحب کمال بنا دیتا ہے۔ میری دھرتی اپنے بیٹوں بیٹیوں کے ہل، سہاگوں کے آگے سینہ بچھا دیتی ہے تاکہ ان کے رزق کا بندوبست کیا جا سکے۔ اس کے کندھوں پر موٹریں اور ریل گاڑیاں چلتی ہیں مگر یہ اس دُکھ کو اپنی اولاد کی خوشی کی خاطر ہنس کر سہتا ہے۔)

Marfat.com

میری دھرتی...... جنت روپ

(اکرم باجوہ)

میں آں پنج دریاواں دی دھرتی دا واسی
جس نوں تک کے جھمر پاوے، سوچ اداسی

ایتھے ہریاں ہریاں فصلاں ساوے رُکھ نیں
ایتھے سبھناں دے ای سانجھے دُکھ تے سکھ نیں

کھوہ، جھلاراں، پھٹدے سوے گیت سناؤندے
خشبو بھریاں واواں، ہلے روح نشیاؤندے

ایتھے الھڑ ناراں، گبھرو چھیل چھبیلے
جتھاں اکھ پٹاری دے وچ جذبے کیلے

مٹیاراں دے ہاسے کھڑدے وانگ چنبیلی
گھبروآں دے اُچے شملے دَکھ البیلی

مہندی، ونگاں، جھانجھر، ڈھولک گیت تے گوری
ککلی، ڈھولے، ماہیے، سمی، تھال تے لوری

میلے ٹھیلے، رونق رچنا، عید وساکھی
انکھاں والے لوک دیاہون منہ دی آکھی

Marfat.com

سرگھی ویلے دھرتی پھولے بانکا ہالی
ڈبدی شام دا سورج ونڈے سبھ نوں لالی

اس دھرتی دیاں ماواں جمن شیر جیالے
اس دھرتی دے بابل غیرت دے رکھوالے

ایہ جنت دا روپ پیارا میری دھرتی
رنگلی رہتل دا لشکارا میری دھرتی

میں جتھے وی جاواں دل وچ وسدی رہندی
میریاں اکھاں سانہویں کھڑ کھڑ ہسدی رہندی(17)

(میں پانچ دریاؤں کی اُس دھرتی کا باسی ہوں جسے دیکھ کر اداس سوچیں ناچ اُٹھتی ہیں۔ یہاں ہری بھری فصلیں اور سرسبز درخت ہیں۔ یہاں سب کے دُکھ سکھ مشترکہ ہیں۔ کنوئیں، جھلاریں اور پھوٹتے ہوئے سوے مجھے گیت سناتے ہیں، اس کی خوشبو بھری ہوائیں میری روح کو مدہوش کر دیتی ہیں۔ مٹیاروں کی ہنسی کھلتی چنبیلی جیسی ہے اور جوانوں کے اونچے شملے انمول منظر بکھیرتے دکھائی دیتے ہیں۔ مہندی، چوڑیاں، جھانجر، ڈھولک، گیت، گوری، ککلی، ڈھولے، ماہیے، سمی، تھال، لوری، میلے ٹھیلے، رونق رچنا، عید، وساکھی اس دھرتی کا بناؤ سنگھار ہیں۔ پنجاب کے خود دار لوگ جو کہتے ہیں وہ کر دکھاتے ہیں۔ علی الصبح کسان دھرتی کا سینہ چیر کر ہیرے موتی تلاش کرتا ہے۔ شام کا ڈوبتا سورج ساری دھرتی پر لالی تقسیم کرتا ہے۔ اس دھرتی کی مائیں شیر جوان جنتی ہیں۔ اس دھرتی کے بابل غیرت کے رکھوالے ہیں۔ یہ میرا پنجاب جنت کا روپ ہے۔ یہ رنگ رنگیلی ثقافت کا لشکارا ہے۔ میں جہاں بھی جاؤں میری دھرتی کی خوشبو میرے ساتھ جاتی ہے۔ یہ ہمیشہ میری آنکھوں کے سامنے ہنستی مسکراتی رہتی ہے۔)

Marfat.com

سارا جگ جان دا (بال نظم)

(امجد شریف)

اسیں بچے ہاں نوابی
جویں پھُل کوئی گلابی
سانوں کہندے نیں پنجابی
سارا جگ جان دا

اسیں جتھے کدھرے جایئے
دھاک اپنی جمایئے
روٹی رُعب نال کھایئے
سارا جگ جان دا

لایئے جنہاں تک یاری
یاری جان توں وی پیاری
نہ کریئے غداری
سارا جگ جان دا (18)

(ہم نواب بچے ہیں، جیسے گلاب کا پھول۔ ہمیں پنجابی کہتے ہیں۔ سارا جہان جانتا ہے کہ ہم ہر جگہ اپنا رنگ جمانا جانتے ہیں۔ ہمارے رعب اور دبدبے کو ساری دنیا مانتی ہے۔ ہماری دوستی مشہور ہے۔ ہم یاری نبھانا جانتے ہیں۔ ہماری اس خوبی کا ہر کوئی قائل ہے۔)

Marfat.com

پنجاب دے جمیاں دا مرثیہ

(امرجیت چندن)

کیسی دھرت سراپی
جتھے ماواں پتّاں خاطر پردیساں دے دُکھ سکھن
کیسی دھرت سراپی
جتھے ماپے ہتھیں تور کے آوندے
اندر وڑ کے روندے
اک دن ایسا آوندا
بوہیاں نوں لگ جاندے چُپ دے جندرے

کیسی دھرت سراپی
جتھے بھیناں ویراں دیاں واگاں
پردیساں ول موڑن

کیسی دھرت سراپی
جس دے دِھکے وچ سمندریں جا کے ڈُگے
لگدے پار نہ کنڈھے
جس دے جائے گھراں نوں مڑدے، اخباراں تے چڑھ کے

کیسی دھرت سراپی
وچ پچھتاوے گم سم رہندی
اکھیاں وچ نہ سُفنا
مر کے وی جتھے ہون نہ میلے
نہ لبھدے لال گواچے (19)

Marfat.com

(بُرا ہواس کا یہ کیسی پنجاب کی دھرتی ہے، جہاں مائیں اپنے بیٹوں کو پردیس بھیجنے کی منتیں مانتی ہیں۔ جہاں ماں باپ خود اپنے بیٹوں کو پردیس روانہ کرتے ہیں اور چھپ چھپ کر روتے ہیں۔ پھر ایک دن وہ بھی آتا ہے جب دہلیز پر چپ کا تالا پڑ جاتا ہے۔ بُرا ہواس کا یہ کیسی دھرتی ہے جہاں بہنیں خود اپنے بھائیوں کو دیس نکالا دیتی ہیں۔ جہاں کے ٹھکرائے سمندر کے بیچ جا گرتے ہیں۔ جہاں پر جنم لینے والے جوان پردیس سے اخبارات کی سرخیاں بن کر گھروں کو لوٹتے ہیں۔ بُرا ہواس کا یہ کیسی پنجاب کی دھرتی ہے جہاں پیچھے رہ جانے والے پردیسیوں کے غم میں گم سُم رہتے ہیں۔ آنکھوں کے خواب، خواب بن جاتے ہیں۔ جہاں مرنے کے بعد بھی میل ممکن نہیں۔ جہاں گم ہو جانے والے لعل پھر کبھی نہیں ملتے۔)

پنجاب میرا

(امرجیت چندن)

پنجاب میرا تاں دنیا جیڈا
پنجاب میرا اَن حد ہے
ایس وچ سبھو دریا وہندے

ایس وچ ہر کوئی پنجابی وچ چپ سُن دا ہے
ایہ کسے فقیر دی سد ہے
پنجاب ڈھولک دھرتی جیڈا
جس نوں دب وجاندا
مرلی وجدی کرشن رانجھے دی
نیلا گھوڑا ہنکے
دھریجا چٹکی مار کے نچدا
سوہنی، ہیر تے صاحباں سہاگ گاوندیاں
دُلا بھگت پورن نال گلاں کردا

Marfat.com

ایس توں وڈا گوروآں دا ناں ہے
اکو تھاں ٹکی ہوئی چھاں ہے

پنجاب میرا رزا موہا پیو ہے
گل گل تے اکھاں بھردا
پنجاب لکھ وچھنا پُت ہے
مرنے لئی بہانے لبھدا
پنجاب میرا تاں دنیا جیڈا
پنجاب میرا اَن حد ہے (20)

(میرا پنجاب دنیا جتنا ہے، میرے پنجاب کی کوئی حد نہیں۔ اس میں سب دریا بہتے ہیں۔ یہاں ہر کوئی سوچتا بھی پنجابی میں ہے اور خاموشی کی زبان بھی پنجابی ہے۔ یہ کسی فقیر، درویش کی دعا کا ثمر ہے۔ صوبہ پنجاب، دھرتی ڈھولک جتنا ہے۔ یہاں کرشن رانجھے کی مُرلی بج رہی ہے، نیلا گھوڑا ہنک رہا ہے۔ دھریجا چٹکی بجا کر ناچ رہا ہے۔ سوہنی، ہیر اور صاحبہ سہاگ کے گیت گا رہی ہیں۔ دُلا، بھگت پورن سے باتیں کر رہا ہے اور اس سے بڑا گورو صاحبان کا نام ہے جو ایک جگہ رُک جانے والے سائے کی طرح ہے۔ آج میرا پنجاب بات بات پر آنکھیں بھرتا ہے، یہ اپنی اصل سے بچھڑا ہوا وہ بدنصیب بیٹا ہے جو مرنے کے لئے بہانے ڈھونڈ رہا ہے۔ میرا پنجاب دنیا جتنا ہے، میرے پنجاب کی کوئی حد نہیں۔)

پنجاب ماہیے

(امین بابر)

پھُل بھریاں کیاریاں نیں
گلیاں پنجاب دیاں
سبھ جگ توں نیاریاں نیں

Marfat.com

گلزار بناواں گے
دیس دا ہر گوشہ
جھنڈیاں نال سجاواں گے

رَج رَج کے کھادی اے
سبزی پنجاب دی تے
ودھ ودھ کے سوادی اے

ساون دیاں جھڑیاں نیں
واسے پنجاب دے تاں
موتی دیاں لڑیاں نیں

ایہ رب دیاں شاناں نیں
دریا پنجاب دے سبھ
سونے دیاں کاناں نیں (21)

(پنجاب کی گلیاں سارے جہان سے نرالی ہیں۔ ہم اس دیس کو گلزار بنا دیں گے اور اس کا ہر گوشہ جھنڈیوں سے سجا دیں گے۔ ہمارے پنجاب کی سبزی نہایت مزے دار ہے۔ پنجاب کے باسی آپس میں موتی کی لڑیوں کی طرح ہیں۔ رب نے پنجاب کی دھرتی کو خاص شان بخشی کہ پنجاب کے سب دریا سونے کی کان کی مانند ہیں۔)

سوہنا دیس پنجاب دا

(امین بابر)

پیار پرچی دھرتی والا سوہنا دیس پنجاب
سونے وانگوں لشکاں مارے ایہدا انگ شباب
کیویں نہ فِر سونا چاندی اُگلن ایہدے کھیت
ایتھے وگدے راوی، جہلم، ستلج، سندھ، چناب

Marfat.com

ایہدی دھرتی جین سہارا دتا ماں دے وانگ
ماں دی سیوا ہر دم کرنا سجنو عین ثواب
رب سوہنے نے دیس میرے دی انج ودھائی شان
جیویں کسے گلشن وچ کھڑیا ہووے پھُل گلاب
دیس پنجاب دی دھرتی جمے دُلے بھٹی شیر
ایہدی دھرتی دا تے پورے جگ وچ نہیں جواب
ایہدی سج دھج کر کے سارے جگ نوں کرو حیران
اُچے دیس دے واسیاں دے سبھ اُچے ہُندے خواب
دیس پنجاب دی سوہنے رب توں منگیے ہر دم خیر
اپنے دیس چ رہنا بابر میں تاں وانگ نواب(22)

(دیس پنجاب کی پیار بھری دھرتی کا ہر پہلو جوان اور سونے کی طرح چمکتا ہے۔ اس کے کھیت سونا چاندی کیوں نہ اُگلیں، یہاں دریائے راوی، جہلم، ستلج، سندھ اور چناب بہتے ہیں۔ اس دھرتی نے ہمیں ماں کی طرح سنبھالا ہوا ہے اور دوستو ماں کی خدمت میں ہمیشہ کمربستہ رہنا عین ثواب ہے۔ رب تعالیٰ نے میرے دیس کی شان اس طرح دوبالا کی جس طرح کسی گلشن میں کھلا ہوا گلاب ہو۔ دیس پنجاب کی دھرتی نے دُلے بھٹی جیسے سورماؤں کو جنم دیا۔ اس دھرتی کا پورے جہان میں کہیں جواب نہیں۔ اُٹھو اور اس کی سج دھج میں مزید اضافہ کر کے ساری دنیا کو حیران کر دو۔ یہ عظیم دھرتی ہے اور اس کے باسیوں کے خواب بھی عظیم ہونے چاہئیں۔ بابر میں اپنے پنجاب میں نوابوں کی طرح رہتا ہوں اور اپنے سوہنے رب سے ہمیشہ اس کی سلامتی کی دعائیں مانگتا ہوں۔)

اسیں انکھی پت پنجاب دے

(انجم رانا)

اسیں کال سمے دے واسی ساتھوں لگدیاں پھرن بلاواں
ساڈی سوچ پنگھوڑے جھوٹدی ساڈا بدلاں تے سرناواں

Marfat.com

اسیں سدھراں سُولی ٹنگیاں اسیں لہو نال کیتا چانن
ساڈے بال جوان نیں جمدے ساڈیاں انکھاں آلیاں مانواں
اسیں موت نال کھیڈن کھیڈدے ساڈا بھور نہ کردے سنگ
ساڈا گلشن پیر اُڈیکدے ہے ساتھے ناز اداواں
ساڈی یاد برتے ٹبیاں سانوں تانگھاں نہیں منظور
اسیں رَکڑیں رُکھ آں بوہڑ دے ساڈا ڈھلدا نہیں پرچھاواں
اسیں دھرت نوں امبر من دے ساڈی دھرتی ساڈی ماں
اسیں رونق بخشی شہر نوں ہے ساتھے مان گراواں
اسیں انکھی دشمن پالدے اسیں مردے غیرت لئی
سانوں جد کدی وی ماریا سانوں ماریا اپنیاں بانہواں
اسیں توڑ نبھاوَنی جان دے اسیں ازلاں دے لجپال
ساڈا مڑھکا جتھے چوُندا سدا ٹہکدیاں اوہ تھاواں
اسیں اپنی بال کے سیکدے ساڈے پُرکھاں دا دستور
اسیں انکھی پُت پنجاب دے سانوں پالیا پنج دریاواں
میں انجم بھکھا پیار دا میرا دین ایمان پیار
مینوں ماں بولی دی سِک ہے میں ایہدے لئی مرجاواں (23)

(ہم کال سے کے باسی ہیں، بلائیں ہم سے چھپتی پھرتی ہیں۔ ہماری سوچ پنگھوڑا جھول رہی ہے۔ ہمارا نام پتہ بادلوں پر لکھا ہوا ہے۔ ہم نے اپنی خواہشات سولی پر لٹکا کر اپنے خون سے چراغ جلائے۔ ہمارے بچے بھی کڑیل جوانوں کی طرح ہیں۔ ہماری مائیں آن شان والی ہیں۔ ہم موت کے ساتھ کھیلتے ہیں۔ بھنورے ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ گلشن ہمیں خوش آمدید کہنے کے لئے بے چین رہتے ہیں کیونکہ ہمارے دم قدم سے نازنخروں اور اداؤں کا وجود قائم ہے۔ ہم اپنی دھرتی کو آسمان مانتے ہیں۔ ہماری دھرتی ہماری ماں ہے۔ شہر اور گاؤں سبھی کی رونق ہم ہیں۔ ہم دشمنی بھی اپنے برابر والوں سے کرتے ہیں۔ غیرت کے نام پر جانیں قربان کرنے کے لئے ہم ہر پل تیار رہتے ہیں۔ ہم دوستی نبھانا بھی جانتے ہیں اور قول قرار بھی۔ جہاں جہاں ہمارے قدم پڑتے ہیں وہ جگہیں سہاگن ہو جاتی ہیں۔ محنت ہمارا ایمان ہے اور یہی دستور ہم نے اپنے بڑوں

Marfat.com

سے سیکھا ہے۔ ہم بڑی آن شان والے دیس پنجاب کے بیٹے ہیں اور ہمیں پانچ دریاؤں نے پالا ہے۔ ہمیں کوئی بھوک نہیں سوائے پیار کے، ہم صرف پیار کے بھوکے ہیں اور یہی ہمارا دین ایمان ہے۔)

اسیں آپے اپنے چور

(اے-ایچ عاطف)

ساڈی رہتل بہت کھڑیج گئی
سانوں شہراں لا لئی سنھ
اج مُڑ مُڑ چیتے آوندے
جنڈ، بوڑھ، شرینہاں، وَن
اوہ کھِدّو، پینگھاں، ٹھیکراں
اُتے گڈی ۔ گڈے دی جنج
اُتے لکن ۔ میٹی کھیڈنا
کتے ڈنڈا ۔ ڈُک تے وَنجھ
بن ڈھوڈے لوڑھی منگنا
اُتے گھر گھر پاؤنا شور
اوہ اڈیاں گوڈے رگڑنا
بینہ پینا زور و زور
اوہ سانجھا چھپڑ پنڈ دا
جتھے پسو نہوانے رج
اوہ اک دوجے نوں ڈوبنا
فِر بھج او بھائیا بھج
ماداں دا گھریں اُڈیکنا
بھیناں دے کرنے تیہ
گھبروآں کوڈی کھیڈنا

Marfat.com

تے رج رج کھانے گھے
ٹھیاراں وچ ترنجنیں
تے گبھرو وچ میدان
اوہ پگاں شملے والیاں
اوہ پرہیا اوہ پردھان
اوہ پتر دھرتی ماں دے
جہاں کدے نہ توڑے مان
یاراں توں سر نوں وارنا
ویراں توں وارنی جان
ایہ رہتل دیس پنجاب دی
اسیں دتی منوں وسار
اسیں انج وسیبا بدلیا
اسیں گئے پچھوکڑ ہار
ہن کیہ ھتیاں دا گڑھکنا
کیہ کھنے ڈنگر ڈھور
اسیں آپے آپ نوں لٹیا
اسیں آپے اپنے چور (24)

(ہمارے پنجاب کے کلچر کو کیا ہو گیا، ہمیں شہروں نے چوری چھپے لوٹ لیا۔ ہمیں آج جنڈ، بوہڑ، شریںہ اور ون بار بار یاد آتے ہیں۔ کپڑے کی بنی ہوئی گیند، جھولے، ٹھیکراں اور گڈی گڈے کی برات کا کھیل بھی گم گیا۔ چھپن چھپائی، ڈنڈا ڈک، ونجھ، ڈھوڈے بن کر لوڑھی مانگنا، گھر گھر جا کر شور مچانا، ایڑیاں گھٹنے رگڑنے کے عوض بارش مانگنا، گاؤں کا جوہڑ جہاں مویشی نہلائے جاتے تھے، ایک دوسرے کو ڈبونے کا کھیل اور پھر ایک دوسرے سے بچنے کے لئے آگے آگے بھاگنا، ماؤں کا گھر بیٹھ کر اپنے بیٹوں کا انتظار کرنا، بہنوں کی طرف سے ملنے والا بے پناہ پیار، پیٹ بھر کر دیسی گھی کھانا، ٹھیاروں کا ترنجن میں بیٹھ کر ہنسنا کھیلنا اور جوانوں کا میدانوں کی زینت بننا۔ شملے والی پگ، گاؤں کی پنچایت اور پنچ، دھرتی ماں کی لاج رکھنے والے خوددار بیٹے، یاری نبھانے کے لئے جان دینے والے سورمے، بھائیوں کے بازو بننے والے بھائی، یہ سب کہاں ہیں۔ یہ

Marfat.com

دیس پنجاب کا کلچر آج ہم بھولے بیٹھے ہیں۔ ہم نے اس طرح غیروں کے کلچر کو گلے لگایا کہ اپنا سب کچھ ہار گئے۔ اب حقوں کی گڑ گڑ اور مویشیوں کو ہانکنے والوں کی آوازیں خواب ہو چکیں۔ ہمارا مجرم کوئی غیر نہیں۔ ہم اپنے مجرم آپ ہیں۔)

سانجھ

(اے-ایچ عاطف)

پنجاں پانیاں دی ایہ دھرتی
دھرتی ماں اے
ایہدی بولی ماں بولی اے
تہانوں وارث، بلھے دی سونہہ
ماں بولی نوں کنڈ نہ کریو
وکھ لہجے دی ونڈ نہ کریو
ایہ لہجے پُرکھاں دا ورثہ
ہُن اس ورثے دی رکھوالی
تہاڈے ذمے
ایہدی رہتل دی رکھوالی
تہاڈے ذمے
ایہدی وسوں سانجھ بھیالی
تہاڈے ذمے
ویکھو ویری سنھ نہ لا جائے
ویری تے ویری ہوندے نیں
انھی ویرو
ایہدے ویری ایہدے ولے

Marfat.com

میلی اکھیں ویکھ رہے نیں
سگھڑ سُو جھ سیانے بن کے
آپو وچی سانجھاں رکھیو
ویر نہ پایو
سوچاں دیوچ ددھیاں وِتھاں
پور دے رہنا
دُکھ سکھ سانجھے رکھیو
ایہدے انکھاں ہمتاں والے
شرماں غیرتاں والے پُتر
اک دوجے نال بھڑ نہ جاون
اج توں ایہدیاں لجاں شرماں
تہاڈے ذمے
وسط، جنوب، شمال دے واسی
سبھ پنجابی
ایہو پہلا آخری سچ اے
دھرتی ماں دی چھاتی تے لیکاں نہ واہیو
رَل کے وَسیو
نویاں نسلاں نوں وی دسیو
پنجاں پانیاں دی ایہ دھرتی
دھرتی ماں اے
ایہدی بولی ماں بولی اے
ماں بولی نوں کنڈ نہ کریو
دکھ لہجے دی ونڈ نہ کریو
تہانوں وارث، بلھے دی سونہہ (25)

Marfat.com

(یہ پانچ دریاؤں کی سرزمین ہے۔ یہ دھرتی ماں ہے۔ اس کی زبان پنجابی ہماری مادری زبان ہے۔ تمہیں وارث شاہ اور بلھے شاہ کی قسم! اپنی مادری زبان کے ساتھ ناانصافی مت کرنا۔ دیکھو! لہجوں کو زبانیں بنانے کی کوشش کر کے پنجابی زبان کو تقسیم نہ کرو۔ پنجاب کے تمام لہجے ہمارا ورثہ ہیں۔ اب اس وراثت کی حفاظت ہم سب کا فرض ہے۔ دیکھنا دشمن کوئی چال نہ چل جائے۔ غیر پہ کبھی بھروسہ نہ کرنا۔ میرے عزت دار بھائیو! دشمن پنجاب کی جانب میلی آنکھ سے دیکھ رہا ہے۔ تمہیں دانشمندی کا مظاہرہ کرنا ہوگا، تمہیں آپسی اتحاد و اتفاق قائم رکھنا ہوگا۔ سوچوں میں پڑنے والی درزیں پُر کرنا ہوں گی۔ اس دھرتی کے دُکھ سکھ مشترکہ وراثت تھی اسے مشترکہ ہی رکھنا۔ دیکھنا کہیں دشمن اس دھرتی کے خود دار بیٹوں کو آپس میں لڑانے میں کامیاب نہ ہو جائے۔ آج سے تم اس کی عزت آن کے ذمہ دار ہو۔ وسط، جنوب، شمال کے رہنے والے سب بلا تفریق پنجابی ہیں۔ یہی پہلا اور آخری سچ ہے۔ دیکھو! دھرتی ماں کے سینے پر خار دار سرحدیں نہ کھینچنا۔ مل جل کر بسنا، نئی نسلوں تک یہ پیغام پہنچانا تمہاری ذمہ داری ہے۔ تمہیں ان کو بتانا ہوگا کہ یہ دھرتی ماں ہے۔ اس کی زبان پنجابی، مادری زبان ہے۔ تمہیں وارث شاہ اور بلھے شاہ کی قسم اپنی مادری زبان پنجابی کو مت بھولنا۔)

پنجاب تے اک سُرتا

(ایم اے باجوہ)

وِیر بھلا کے آپس دے پنجاب دی شان ودھاؤ
اِک مُٹھ ہو کے قوم وطن دے سارے بھار ونڈاؤ

وچ اکٹھ دے برکت ہوندی ساری دنیا جانے
یارو ایدی رحمت ہوندی عزت وچ زمانے
اگے پچھے دولت وینڈی ہوندے ٹھاٹھ شہانے
اِک مِک ہو کے کرو ترقی اُچی شان بناؤ

ہتھ پنجاب دے رب نے دتیاں ملک دیاں تقدیراں
کچھو نہ پئے تھاں تھاں بہہ کے وکھو وکھ لکیراں

Marfat.com

پگڑی تائیں پنجاب دی یارو کرو نہ لیراں لیراں
کچیاں تنداں وانگوں رل کے زنجیراں بن جاؤ

جیہڑی قوم دے ہو جاندے نیں وکھرے وکھرے ٹولے
اپنے ہتھیں اپنی عزت پیراں دیوچ رولے
دنیا دوروں دیکھ کے ہسے دُکھڑے کوئی نہ پھولے
اِک مِک ہو کے اکدوجے دا ئیگ ئیگ ساتھ نبھاؤ

اَن جاناں دے وانگوں نہ پئے اُیویں وقت گزارو
رَل مل کے اپنے پنجاب دے سارے کم سوارو
دنیا نہیں کسے دی سکّی دل وچ سوچ وچارو
دشمن دی اکھ میلی کولوں عزت آن بچاؤ
ویر بھلا کے آپس دے پنجاب دی شان ودھاؤ(26)

(پنجابی بھائیو! آپس کی رنجشیں بھلا کر دھرتی ماں کی سربلندی کے لئے کام کرو۔ اتفاق میں برکت ہوتی ہے۔ دوستو! اسی میں رب راضی ہے اور زمانے میں عزت بھی اسی کے دم قدم سے ملتی ہے۔ پنجاب کے ہاتھ میں میرے رب نے تمام ملک کی تقدیر دے دی۔ اس کو تقسیم کرنے کی باتیں چھوڑ دو۔ پنجاب کی عزت اُچھالنے کی بجائے باہمی اتحاد و اتفاق قائم رکھو اور آپس میں مل کر ایک زنجیر بن جاؤ۔ جو قوم بے اتفاقی کا شکار ہو جائے اس کی عزت خاک میں مل جاتی ہے۔ دنیا اس پر ہنستی ہے اور کوئی اس کا دُکھ درد بانٹنے کو تیار نہیں ہوتا۔ ان جان مت بنو۔ مل جل کر اپنے پنجاب کو سنوارو۔ دنیا کسی کی نہیں بنتی! تم دشمن سے خبردار رہو اور آپس کی رنجشیں بھلا کر دھرتی ماں پنجاب کی سربلندی کے لئے کمربستہ ہو جاؤ۔)

Marfat.com

پنجابی

(بابا نجمی)

اس لئی مینوں لوک پنجابی کہندے نیں
چٹ چٹ دھرتی میں پنجاب دی پلیاواں
ہر اک دور چ جھکھڑ جھلّے میرے تے
ہر اک دور چ سینہ تان کے چلیاواں(27)

(مجھے اس لئی دنیا والے پنجابی کہتے ہیں کہ میں پنجاب کی دھرتی کو چاٹ کر پلا ہوں۔ تاریخ اٹھا کر دیکھ لو، میں ہر عہد میں حملہ آوروں کے ظلم کا نشانہ بنا اور میں نے ہر حملہ آور کا سینہ تان کر مقابلہ کیا۔)

نظم

(بابا نجمی)

اُٹھ قبر چوں وارث، بلھیا
میاں محمدا، جاگ فریدا
اپڑ باہو، بوہڑ حسینا
لجیاں دے پھڑ ہتھیں ٹوکے
تھاوَں تھائیں اُٹھ کھلوتے
وڈیو! کھیڈ وگاڑن لگے
میلہ فیر اُجاڑن لگے
صدیاں دا پنجاب تہاڈا
فیر اک واری ونڈنا چاہندے
اپنے گھر نوں بھنڈنا چاہندے
رکھ بندوقاں تہاڈے موڈھے

Marfat.com

اپنا قد ودھانا چاہندے
کڈھ تہانوں وچ سمندروں
چھپڑیں جھلے پانا چاہندے
اپنا ناں چمکانا چاہندے
ایہ میں کنج نظارا ویکھاں
چن دے بدلے تارا ویکھاں
ساڈا ورثہ مکھ تُسیں
ساڈے سر دے دُکھ تُسیں
نویں مداری آکے تکو
جیویں ڈکے جاندے ڈکو
اجے تے پچھلی ونڈ نہیں بھلی
بوتھے وجی چنڈ نہیں بھلی (28)

(اے وارث شاہ، بلھے شاہ، میاں محمد بخش، بابا فرید، خواجہ فرید اُٹھو، شاہ حسین اور سلطان باہو آپ بھی ہماری مدد کے لئے آئیں۔ ہمارے اپنے لہجوں کی کلہاڑیاں ہاتھوں میں لے کر جگہ جگہ اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ آپ ہمارے بڑے ہیں، آپ دیکھیں یہ کھیل بگاڑ رہے ہیں۔ یہ پُر رونق میلہ اُجاڑنے کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ دیکھو یہ تمہارا طویل العمر پنجاب ایک بار پھر تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ اپنے گھر کو اپنے ہاتھوں رسوا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ تمہارے کندھوں پر بندوقیں رکھ کر اپنا قد بڑا کرنے میں مصروف ہیں۔ یہ آپ کو سمندر سے نکال کر جوہڑ میں ڈالنا چاہتے ہیں اور ایسا صرف ذاتی مفاد کے لئے کر رہے ہیں۔ مگر میں دھرتی ماں کا بیٹا یہ نظارا کیسے دیکھ سکتا ہوں۔ میں چاند کے بدلے تارے کو کیونکر قبول کروں۔ ہمارا ورثہ، عنوان اور محسن آپ ہیں۔ آئیں آکر نئے جادوگر دیکھیں۔ ان تماشا کرنے والوں کو جیسے تیسے روکنا ہوگا۔ ہمیں تو ابھی تک پنجاب کی پہلی تقسیم نہیں بھولی، آج بھی وہ زخم تازہ ہیں۔)

Marfat.com

میرے دیس تُوں کلا تے نہیں

(بشریٰ اعجاز)

میرے دیس تُوں کلا تے نہیں
تیرے نال تے نور خدا دا
سچا پاک رسولؐ خدا دا
تیرے اُتے، سبز گنبد دیاں ٹھنڈیاں چھاواں
تیرا دلبر سوہنا مکھڑا، تیرا سچا اُچا ناواں
تیری دھرتی
سُچیاں کامل ولیاں والی
ہیراں پنوآں سسیاں والی
وارث مرزے بکھیاں والی
تیری دھرتی اُتے چمکن
چن تارے اسماناں دے
ایتھے رنگ اُداسی والے
روپ کھڑے امکاناں دے
ایتھے محفل سورج والی
ایتھے رنگ جہاناں دے
تیری دھرتی اُتے لکھے
دل دے لہو نال
پریت دے قصے
سفر دالماں پینڈا اچایا
کجھ گھر آئے کجھ رہے وچھے
اگلیاں پچھلیاں لوکاں والی

Marfat.com

ہر دم وسدیاں جھوکاں والی
ایہ دھرتی اسمان جہی اے
ساڈے لئی ایمان جہی اے (29)

(میرے دیس تو تنہا نہیں ہے۔ نورِ خدا اور سچا پاک رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرے ساتھ ہیں۔ سبز گنبد کی ٹھنڈی چھاؤں نے تجھے گھیر رکھا ہے۔ تیرا مکھڑا دلبر سوہنا ہے۔ تیرا نام سچا اور عظیم ہے۔ تیری دھرتی کامل ولیوں کی دھرتی ہے۔ تیری دھرتی ہیروں، پنوؤں، وارث، مرزے اور بلھے شاہ کی دھرتی ہے۔ آسمان کے چاند تارے، سورج کی محفل اور تمام جہانوں کے رنگ اس پر موجود ہیں۔ اے دیس تیری دھرتی پر دل والوں نے دل کے لہو سے پریت کے قصے لکھے اور لمبا سفر چھوا۔ ان میں سے کچھ واپس آ گئے کچھ راستوں میں کھو گئے۔ یہ دھرتی اگلے پچھلے لوگوں کی دھرتی ہے۔ جن کے ڈیرے سدا بستے رہیں گے۔ یہ دھرتی ماں آسمان کی مانند ہے اور ہمارے لئے ایمان جیسی ہے۔)

دھرتی نال پیار

(محمد بشیر ناطق)

پنج دریا پنجاب دے پنجے وگدے رہندے ہاڑ سیال
کنڈھے کنڈھیاں دے دل تکدے لہراں کھیندیاں لہراں نال
دو آسے دو پاسے ایہدے راوی وگدا اے وچکار
مینوں دھرتی نال پیار ، مینوں دھرتی نال پیار

میرے دیس پنجاب دے گبھرو حدوں ودھ نرالے نیں
آناں انکھاں والے ، عزت غیرت دے رکھوالے نیں
جد وی بھیڑ وطن تے بن دی سر وارن نوں ہین تیار
مینوں دھرتی نال پیار، مینوں دھرتی نال پیار

Marfat.com

میرے دیس پنجاب دے اندر سدا ای رہندا سُکھ دا دور
دل پنجاب دی دھرتی دا اے ناطق میرا شہرلہور
میاں میر، میراں زنجانی ، وسے داتا دا دربار
مینوں دھرتی نال پیار، مینوں دھرتی نال پیار (30)

(پنجاب کے پانچ دریا ہیں جو ہر موسم میں رواں دواں رہتے ہیں۔ اس کے کنارے، کناروں کی طرف دیکھتے ہیں جبکہ لہریں لہروں کے ساتھ کھیلتی ہیں۔ دو دریا اس طرف اور دو دریا اس طرف بہہ رہے ہیں جبکہ دریائے راوی ان کے درمیان بہتا ہے۔ مجھے اپنی دھرتی ماں سے پیار ہے ہاں ہاں مجھے اپنی دھرتی ماں سے پیار ہے۔ میرے دیس پنجاب کے جوان انتہائی خوبصورت ہیں۔ یہ انکھی سورے عزت و غیرت کے رکھوالے ہیں۔ جب بھی دیس کی طرف دشمن میلی آنکھ سے دیکھے تو یہ اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے میں پل بھر نہیں ہچکچاتے۔ میرے پنجاب میں ہمیشہ امن، چین کا دور دورہ رہتا ہے۔ ناطق! پنجاب کی دھرتی کا دل شہر لاہور ہے۔ جہاں میاں میر، میراں زنجانی اور داتا گنج بخش علی ہجویری کے دربار بس رہے ہیں۔ مجھے اپنی دھرتی سے پیار ہے۔ ہاں ہاں مجھے اپنی دھرتی سے پیار ہے۔)

دھرتی ماں

(بیرا جی)

ایہ میریاں سدھراں دا چانن میرا دین ایمان
میری، دھرتی عزت آدر غیرت جگ دی شان
سارے شہر تے پنڈ محلے ایسے دے گن گان
ایہدے اک اک ذرے اُتوں میری جند قربان

میری رہتل رسماں ریتاں ایس دھرتی دا مان
میرے پیو دادے دا ورثہ نسلاں دی پہچان
گھر وچ اُچا شملہ میرا جگ وچ میری شان
ایہ دے میری اپنی دھرتی تے اپنا اسمان

Marfat.com

ایہ میری تہذیب تمدن تے پُرکھاں دی آن
طوفاناں وچ ایہ میرے عزماں دی بنے چٹان
ایسے دھرتی دی ماں بولی نے رکھیا میرا مان
ایہو دھرتی جندڑی میری ایہو اے جند جان

ایس مٹی وچ میرے وڈیاں دے مُڑھکے دی باس
ایہدیاں ساریاں رُتاں میرے گھرنوں آوندیاں راس
ایہدے پیار دی میرے دل وچ بھڑکدی رہندی پیاس
ایہ میریاں سوچاں دا گہنا ایہ میرا احساس

ایہ میریاں اکھیاں دا چانن آساں دی تصویر
ایہ میرے شاعر دا سُفنا سُفنے دی تعبیر
میری روح دے اندر وسدے اکھراں دی تفسیر
ایہ بیرا جی منزل میری ایہ میری تقدیر (31)

(دھرتی ماں میری خواہشات کی روشنی ہے۔ یہ میرا دین ایمان ہے۔ میری دھرتی عزت، آدر، غیرت اور میری دستار کی شان ہے۔ سارے شہر، گاؤں، محلے اسی کے گن گاتے ہیں۔ اس کے ایک ایک ذرے پر میری جان قربان۔ میرا کلچر اس کا مان ہے۔ یہ دھرتی میرے باپ دادے کی وراثت اور میری نسلوں کی پہچان ہے۔ میرا اپنے گھر میں اونچا شملہ ہے اور سارا جہان مجھے عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ یہ طوفانوں میں میرے عزم کے لیے چٹان بنتی ہے۔ اسی کی مادری زبان پنجابی نے میرا مان رکھا، یہ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ اس مٹی میں میرے بڑوں کے پسینے کی باس رچی ہوئی ہے۔ اس کی تمام رُتیں میرے گھر بار کا سہاگ ہیں۔ اس کا پیار میرے دل میں کبھی کم نہیں ہوتا۔ یہ میرا احساس ہے، یہ میری سوچوں کا زیور ہے۔ یہ دھرتی ماں میری آنکھوں کا نور اور آسوں کی تصویر ہے۔ یہ میرے شاعر کا خواب اور خواب کی تعبیر ہے۔ یہ میری روح میں بستے حرفوں اور لفظوں کی تفسیر ہے۔ بیرا جی! یہ دھرتی ماں میری منزل اور میری تقدیر ہے۔)

Marfat.com

تیرا ناں پنجاب

(جاوید پنچھی)

ٹوں مٹی پنج دریاواں دی
تیرے وچ خلوص دی چس
کیویں تیرا حسن الیک دیاں
ٹوں آپے آکے دس
تیری لکھاں کیہ تعریف میں
تیرا جگ توں ڈھنگ نویکلا
توں نڈھی ایسی خوبرو
تیرا روپ سروپ انوکھڑا
نہیں تیرے جیہا کوئی ہور
نپے پیلاں پاؤنیاں سکھدے
آ، تیرے کولوں مور
توں پیر فضل دی غزل ایں
اَتے رباعی جیوں عمر خیام
تیری اکھ قاتل اے ایسراں
جیوں تیغ کوئی بے نیام
تیری ہرنی ورگی ویکھنی
دیوے سبھ دے سینے چیر
توں الھڑ ساندل بار دی
اَتے وارث شاہ دی ہیر
تیری اک جھلک جس ویکھ لئی
اوہ ہو جائے مست فقیر

Marfat.com

میں ازلوں تینوں چاہوناں
اَتے توں میری تقدیر
تُوں آپوں رُت بہار دی
تے جیوں جھرنے دا گیت
تیرے ہاسے کھڑدے ایسراں
جیوں خسرو دا سنگیت
توں کافی بلھے شاہ دی
اَتے توں چرخے دی گھوک
جو باگاں دیوچ گُوکدی
تُوں اُس کوئل دی کُوک
تیرا سورج ورگا مکھڑا
ایہ اکھاں دئے چندھیا
تری زلف دا سایا جاپدا
جیوں ساوَن دی مست گھٹا
توں تان سین دی راگنی
دیویں پانی وچ اگ لا
ترے منہ چوں پھل جو جھڑدے
اوہ دیندے سینہ ٹھار
تیری نرم سریلی بولنی
جیوں چھڑدا اے ملہار
تیری اکھ اُچیری جگ توں
اَتے ترنجناں دی توں شان
ترا حسن گلاباں مانیا
اَتے تُوں کلیاں دی جان

Marfat.com

تیرا ہیرے ورگا جوبنا
اُتے توں پنچھی دا خواب
تیرے دم تھیں میرا جیونا
ہے تیرا ناں پنجاب (32)

(اے پنجاب کی سرزمین! تُو پانچ دریاؤں کی وارث ہے۔ تجھ میں بے پناہ خلوص ہے۔ مجھے خود ہی بتاؤ میں تیرے حسن کو کس طرح لفظوں کا روپ عطا کروں۔ تیری تعریف کیسے لکھوں تیرا سروپ سارے جہان سے مختلف ہے۔ تو ایسی خوبرو دوشیزہ کی مانند ہے جس کی ہر ادا نرالی ہو۔ تیری خوبصورتی انوکھی ہے۔ تیرے مقابل کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ جنگل کے مور تجھ سے رقص کرنا سیکھتے ہیں۔ اے دھرتی ماں! تم پیر فضل گجراتی (معروف پنجابی غزل گو شاعر) کی غزل ہو، تم عمر خیام کی رباعی ہو۔ تیری قاتل آنکھ بے نیام تیغ کی مانند ہے۔ تیری ہرنی جیسی آنکھیں جس طرف اُٹھیں چیرتی چلی جاتی ہیں۔ تُوساندل بار کی الھڑ مٹیار ہے۔ تُو وارث شاہ کی ہیر ہے۔ جو تیری طرف آنکھ بھر کے دیکھ لے وہ مستی سے سرشار ہو جاتا ہے۔ اے دھرتی ماں! میں ازل سے تیرا عاشق ہوں اور تُو میری تقدیر ہے۔ تُو بہار کی رُت اور جھلار کا گیت ہے۔ تیری مسکراہٹ امیر خسرو کے سنگیت جیسی ہے۔ تُو بلھے شاہ کی کافی اور ترنجن میں چلنے والے چرخے کی گھوک ہے۔ تُو صحنِ گلشن میں کُو کُو کرتی ہوئی کوئل کی سریلی آواز ہے۔ تیرا مکھڑا سورج جیسا ہے جو دیکھنے والوں کی آنکھوں کو چندھیا دیتا ہے۔ تیری زلف کے سائے کے آگے ساون کی گھنگھور گھٹا بھی ہیچ نظر آتی ہے۔ تم تان سین کی وہ راگنی ہو جو پانی میں آگ لگا دیا کرتی تھی۔ تیرے منہ سے جھڑنے والے پھول دلوں کی ٹھنڈک کا باعث بنتے ہیں۔ تیری نرم سریلی آواز ملہار جیسی ہے۔ گلشن کے گلاب تیرے حسن کو چرا کر کھلتے ہیں اور تم کلیوں کے جوبن کی جان ہو۔ تیرا حسن ہیرے جیسا ہے۔ اے دھرتی ماں! تو پنچھی کا خواب ہے۔ میری زندگی تجھ سے ہے اور تیرا نام پنجاب ہے۔)

دیس پنجاب

(جاوید ملک کشمیری)

سُن گلاں دیس پنجاب دیاں
اج لگن جیویں خواب دیاں

Marfat.com

دریا وچ پانی بہندا اے
جویں خون رگاں وچ رہندا اے
پنج پانی مل کے ایتھے تے
سندھ ساگر بن کے وہندا اے
ستلج تے راوی ، چناب دیاں

ایتھے رب دے بندے آئے سن
ایہناں ایتھے ڈیرے لائے سن
ساڈے رب دی رحمت ہوئی سی
نسلاں نوں راہ وکھائے سن
کجھ گلاں گناہ ثواب دیاں

ہُن فیض انہاں دا جاری اے
آندی ایتھے خلقت ساری اے
ایتھے دلاں دیاں منتاں پاندے نیں
بھاویں آل اولاد بیاری اے
مہکاں ایتھے پھُل گلاب دیاں

ایتھے مہماں جان توں پیارے نیں
اُس گھر دی اکھ دے تارے نیں
جس گھر ایہناں ڈیرے لائے نیں
اُس گھر دے پیارے منارے نیں
ایہ ریتاں نیں ہر آب دیاں

بڑے گبھرو ویر جوان ایتھے
دشمن نوں کرن حیران ایتھے
جند جان دی بازی لا دیندے
کرن اپنا آپ قربان ایتھے
سیساں نیں ابوتراب دیاں

Marfat.com

اتھے دُکھ انہاں لوکاں لائے نیں
جنہاں سر سُولی تے چڑھائے نیں
حق سچ دی گل اے، مردے نہ
جاوید جیہڑے رب نوں بھائے نیں

ایہ گلاں حرف کتاب دیاں (33)

(آؤ میں تمہیں دیس پنجاب کی باتیں سناؤں جو حسین سچے خواب جیسا ہے۔ اس کے دریاؤں میں ایسے پانی بہتا ہے جیسے انسانی رگوں میں خون دوڑتا ہے۔ اس دھرتی پر پانچ پانی مل کر سندھ ساگر بن کر بہتے ہیں۔ آؤ تمہیں دریائے ستلج، راوی اور چناب کی باتیں سناؤں۔ یہ اللہ والوں کی دھرتی ہے جنہوں نے اسے اپنا مسکن بنایا۔ یہ ہمارے رب کی رحمت تھی کہ اس نے ہماری نسلوں کو صراط مستقیم پر چلانے کے لئے انہیں یہاں بھیجا جنہوں نے بے خبر لوگوں کو ثواب و گناہ کے مسائل سمجھائے۔ ان درویشوں، فقیروں کا فیض اب بھی جاری ہے۔ ان کے مزارات دُکھی انسانیت کے لئے پناہ گاہ ہیں جہاں لوگ دلی مرادیں حاصل کرتے ہیں۔ پنجابیوں کی مہمان نوازی سارے جہان میں معروف ہے۔ مہمانوں کے لئے پیار کی یہ ریت پنجاب کے ہر دریا کے پانی کی تاثیر میں موجود ہے۔ اس دھرتی کے شیر جوان دشمن کے لئے حیرانی کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ یہ ابوتراب کی دعاؤں کا ثمر ہے۔ یہ دھرتی جانوں کے نذرانے پیش کرنے والے شہداء کی یادگار ہے۔ وہ شہداء جو اللہ کی پسندیدگی کے مستحق ٹھہرے اور جن کا ذکر اللہ نے اپنی کتاب میں بھی کیا۔)

پنجاب دے پنڈ دی شام

(ڈاکٹر جگتار)

شام ہن پنجاب دے پنڈاں چ دی
السی دے پھل ورگی نہیں ہوندی
نہ املتاس ورگی
شام نہ مہندی جہی، کسیر جہی ہوندی
نہ گھگی رنگ دی

Marfat.com

شام ہن پنجاب دے پنڈاں چ وی
سکے تلاء ورگی
جاں کامے دے جثورے خشک والاں وانگ ہوندی

شام نہ کھیس دی بکل وانگ ہن
ہوندی ہے نگھی
شام نہ ہوندی ہے ہن
یاراں دے متھے تے کھڑے ہوئے چند ورگی
شام نہ بچے دے چمن وانگ ہن
ہوندی ہے مٹھی

نہ گراں اندر کتے وی شام نوں
بوڑھاں دے بیٹھاں
ناتھ آ دھواں تپادن
نہ کتے چھیاں دے دھویں
لالماں وچ لیک پادن
نہ کتے گڑ دی ہے باس
نہ کتے نقلاں نہ راس

نہ کتے کلیاں اوہ ماداں ورگیاں
نہ کتے بھیناں اوہ چھاداں ورگیاں
نہ کتے سورج جہے نگھے بھرا
نہ متابی ورگیاں اوہ بھابیاں
نہ کتے مہکے ہوئے جسماں دی واء وچ باس ہے

Marfat.com

نہ کتے رب ورگیاں
یاراں دا ہن وشواس ہے
نہ کتے پپلاں جہے لوکاں دا
ہن دھرواس ہے

نہ کتے پانی نوں
اگاں لاوندیاں نیں مہندیاں
نہ کتے گدے نہ ٹپے
سنیہے اکھیاں ہن نہ سنیہے جھانجراں
دیندیاں نہ لیندیاں
نہ کتے گو، دھولیاں اڈن
نہ چھنکن جھانجھراں
کس طرح دے ہو گئے
شہر طرح
خشک تے رکھے جہے
رنگلے گراں (34)

(اب پنجاب کے گاؤں کی شام السی کے پھول جیسی نہیں ہوتی اور نہ ہی املتاس کی طرح۔ یہ شام نہ مہندی، کیسر جیسی ہوتی ہے اور نہ ہی فاختہ کے رنگ جیسی۔ اب پنجاب کے گاؤں کی شام خشک تالاب یا پھر دن بھر مشقت کی چکی میں پسنے والے مزدور کے پسینے اور مٹی میں لت پت خشک بالوں جیسی ہوتی ہے۔ اب شام نہ شال کی نرم گرمائش جیسی ہوتی ہے اور نہ ہی دوستوں کے ماتھے پر کھدے ہوئے چاند کی طرح۔ نہ ہی گاؤں میں شام کو بوہڑ کے درخت کے نیچے ناتھ نظر آتا ہے۔ نہ گو بنانے والی بھٹیاں، نہ کہیں ناٹک، راس۔ نہ اب ماؤں جیسی گاؤں کی گلیاں نظر آتی ہیں نہ ہی ٹھنڈی میٹھی چھاؤں جیسی بہنیں۔ نہ سورج جیسے بے لوث پیار کی روشنی بانٹنے والے بھائی، نہ متابی جیسی بھابیاں۔ نہ ہی جوبن کی خوشبو سے مہکتے جسموں کی ہوا میں باس ہے اور نہ رب جیسے دوستوں کا اب بھروسہ دکھتا ہے۔ نہ ہی پیپل جیسے لوگ نظر آتے ہیں۔ اب پانی میں آگ

Marfat.com

لگانے والی مہندیاں گم گئیں۔ گدے، بٹے کدھر گئے؟ نہ اب آنکھیں، آنکھوں کے لئے پیامبری کرتی ہیں اور نہ جھانجریں پیغام دینے یا لینے کا کام سرانجام دیتی ہیں۔ اب ہمارے پنجاب کے رنگوں بھرے گاؤں شہر کی طرح ہو گئے ہیں، خشک اور روکھے روکھے!)

پنجابی ماں اگے ہاڑا

(چودھری چراغ الدین دانا)

عزتاں انکھاں والے سوہنے دیس پنجاب دی ماں
ایہدی عصمت عزت دیاں کھاندا جگ سونہواں
کردے دیس دے پنجے پانی ایہنوں جھک سلام
اس دی رتی چُنی دی اے پُتراں دے سر چھاں
جے اِس جرنیل تے افسر جے سیاستکار
دانشور، ادیب تے مُلاں شاعر تے فنکار
بانکے چھیل چھبیلے پُتر جے لکھ ہزار
روندی اے پر اوتراں وانگوں فیر وی زاروزار
ایہدا درد اولڑا جگ توں وکھرے ایہدے دُکھ
چھِک لئی ایہدی چُنری اپنے پُتراں وچ بازار
کیتا ایہدیاں دھاراں دا دی کلموہیاں واپار
ہاڑا رب رسول دا تینوں نی پنجابی مائے
چھڈ دے ہُن توں جمنے ایہ جرنیل تے تھانیدار
اُچیاں بانگاں والے مُلاں، افسر، سیاستکار
جھوٹھ دے نیں بیوپاری بہتے دھرتی دے غدار
جم ہُن شاہ حسین دے ورگا مست قلندر کوئی
گج کے بولے جیہڑا وچ فرعوناں دے دربار

Marfat.com

جم کوئی احمد کھرل دے ورگا انکھی پُتر مائے
تھر تھر کنبن دیس دے ویری سُن جس دی للکار
جم کوئی دُلے، رانجھے، مرزے، پورس ورگے شیر
تیری عزت آن توں جیہڑے جنداں دیون وار
ماواں دی پرہیا وچ جیہڑے تیرا مان ودھان
لج پالن پنجابی پگ دی جھنڈا لال لہوان
سر دی منگے ماں دھرتی تے دینوں نہ شرمان (35)

(سوہنے دیس پنجاب کی دھرتی ماں عظیم ہے۔ اس کی عصمت کی ساری دنیا قسمیں کھاتی ہے۔ اس کے پانچوں دریا اسے جھک کر سلامی پیش کرتے ہیں۔ اس کی سرخ چُنریا کی چھاؤں ہمیشہ اپنے بیٹوں پر تنی رہتی ہے۔ اس نے نامور جرنیلوں، افسروں اور سیاستدانوں کو جنم دیا۔ اس نے دانشوروں، ادیبوں، مذہبی علماء، شعراء، فنکار اور لاکھوں کڑیل نوجوانوں کو جنا۔ مگر پھر بھی یہ بے اولادی کا دُکھ جھیلنے والیوں کی طرح زاروقطار روئے جا رہی ہے۔ اس کا دُکھ عجیب ہے کیونکہ اسے کسی غیر نے اس بری حالت تک نہیں پہنچایا بلکہ اس کے اپنے بیٹوں نے اس کی عزت سرِ بازار خاک میں ملا دی۔ بدبختوں نے اس کے اس دودھ کا بھی سودا کر ڈالا جس نے انہیں جوانی کا سہاگ بخشا تھا۔ او پنجابی ماں! تجھے رب رسول ﷺ کا واسطہ، اب تُو جرنیل اور تھانیداروں کو جنم دینا بند کر دے۔ یہ مُلا، افسر، سیاستدان سب جھوٹ کے بیوپاری ہیں۔ اب تُو شاہ حسین جیسے سچ کے علمبردار قلندروں کو جنم دے، جو فرعونوں کے دربار میں بہ بانگِ دہل سچ کا کلمہ بلند کریں۔ اب تُو رائے احمد خاں کھرل جیسا سورما پیدا کر جس کی للکار دشمن کے لئے اعصاب شکن ہوا کرتی تھی۔ اے دھرتی ماں تُو دُلا بھٹی، رانجھا، مرزا یا پورس جیسے شیر کو جنم دے جو تیری عزت اور سربلندی کے لئے اپنی جانیں وار دیں۔ جو دھرتی ماؤں کی محفل میں تیرے لئے فخر کا باعث بن جائیں، جو پنجابیوں کی عزت کا باعث بنیں اور اگر تُو اُن سے خون کا نذرانہ مانگے تو ہنستے ہوئے فخریہ انداز میں سولی پر چڑھ جائیں۔)

Marfat.com

دیس دی واگ سنبھال پنجابی

(چودھری چراغ الدین دانا)

اُٹھ دیس دی واگ سنبھال پنجابی دیس دی واگ سنبھال
جرأت دے دیوے بال پنجابی دیس دی واگ سنبھال

ایہ دھرتی شیر جواناں دی، منگدی قربانی جاناں دی
لج دھرتی دی تُوں پال پنجابی، دیس دی واگ سنبھال

اُٹھ پا دے بلی وچ میداں، کر جگ وچ دیس دا روشن ناں
تُوں بن کے مرد مثال پنجابی، دیس دی واگ سنبھال

تُوں حیلے بہانے کجھ نہ سُن، تُوں منتاں ترلے چھڈ دے ہُن
اُٹھ چک لے جھنڈا لال، پنجابی دیس دی واگ سنبھال

لا بوٹے پیار محبت دے، چک جھنڈے ہمت محنت دے
کر دیس نوں انج خوشحال، پنجابی دیس دی واگ سنبھال

ورہیاں توں تیری راہ تکدی، دھرتی وارثؔ تے نانکؔ دی
ہُن کر لے کجھ خیال پنجابی، دیس دی واگ سنبھال

چھڈ غیراں نوں تُوں ایدھر آ، بس گیت تُوں دیس پنجاب دے گا
ٹُر دیس دی ریتاں نال پنجابی دیس دی واگ سنبھال(36)

(او پنجابی اُٹھ اور اپنے دیس کی باگ دوڑ سنبھال۔ بہادری اور شجاعت کی تاریخ رقم کر۔ یہ دھرتی شیر جوانوں

Marfat.com

کی ہے، یہ جانوں کی قربانی مانگتی ہے۔ پنجابی! اپنی دھرتی کے لئے لجپال بن جا۔ اُٹھ اور ہر میدان کی فتح اپنے نام لکھ لے، تُو مثالی مرد بن کر ساری دنیا میں اپنے دیس کا نام روشن کر۔ حیلے، بہانے، منت سماجت سب چھوڑ دے، تُو سرخ علم اُٹھا اور اپنے حق کے لئے آواز بلند کر۔ اپنی دھرتی ماں پر پیار و محبت کے شجر اُگا اور چپے چپے پر محنت، ہمت کے جھنڈے گاڑ دے۔ یہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر تُو اپنے دیس کو خوشحالی سے ہمکنار کر سکتا ہے۔ اُٹھ او پنجابی! اپنے دیس کی باگ دوڑ سنبھال۔ وارث شاہ اور بابا گرو نانک کی دھرتی سالہا سال سے تیری راہ میں آنکھیں بچھائے بیٹھی ہے۔ اب کچھ خیال کر اور اپنے دیس کا راہنما بن جا۔ دشمنوں/ پرایوں کی باتوں پر کان مت دھر۔ اِدھر آ اور بس اپنے دیس پنجاب کے گیت گاتا جا۔ اور سُن! اپنے دیس کے کلچر کی حفاظت کر، یہ تیری وراثت ہے۔)

میرا دیس پنجاب

(حمید اکبر بھٹی)

پھلاں وچوں پھُل کھِڑیا اے سوہنا پھُل گلاب
دیساں وچوں دیس اے پیارا میرا دیس پنجاب
پنجے دریاواں دا پانی سونے وانگوں کھلرے
رب دی دین ایہ ستلج، راوی، جہلم، سندھ، چناب

جنت وانگوں باغ تے نہراں ہر تھاں پھُل کھڑائے
ہر ویلے میں ایہدی خوشحالی دے تکاں خواب
دُدھ مکھناں توں گوریاں چٹیاں بانکیاں سوہنیاں جٹیاں
انگ انگ وچ مستی جاگے اکھاں وچ شراب

سارے لوکیں اکو ہو کے اس دی شان ودھایئے
بندہ جیہڑا کم نبیڑے اوہدے سر سُرخاب

Marfat.com

گورے چٹے تکڑے گھبرو پیار دی بولی سجھن
چوڑے سینے سورمیاں دے، کھلی جویں کتاب

سورمیاں دی ساری طاقت کھا گئیاں مشیناں
اتھے کوئی نہ کسی دے بن گئے سبھ نواب
پنجابی وچ سارے بندے اکو گیت سناون
متراں دے لئی ڈاڈھے گوہڑے، ویریاں لئی عذاب (37)

(جیسے تمام پھولوں میں گلاب کا پھول اپنی خوبصورتی کی بنا پر سبقت لیے ہوئے ہے ویسے ہی تمام دیسوں میں دیس پنجاب ہے۔ یہاں پانچ دریاؤں کا پانی سونے کی طرح آ کر بکھرتا ہے۔ دریائے ستلج، راوی، جہلم، سندھ اور چناب رب ذوالجلال کی خاص عنایت ہیں۔ اس کے باغات اور نہریں جنت کا نقشہ پیش کرتے ہیں۔ میں ہر پل اس کی خوش حالی کے خواب دیکھتا ہوں۔ پنجاب کی مٹیاریں دودھ اور مکھن سے بھی زیادہ کومل اور گوری ہیں۔ ان کی ہر ادا مستی سے پُر اور آنکھوں سے شراب چھلکتی ہے۔ آؤ ہم سب ایک ہو کر اپنی ماں دھرتی کی شان بڑھائیں۔ جو منزل پر پہنچے وہ ہی کامیاب تصور کیا جاتا ہے، اس لئے آؤ اور قدم بڑھاؤ۔ چوڑے سینوں والے پنجابی سورے کھلی کتاب کی مانند ہیں۔ مگر اب ان سورماؤں کی ساری طاقت مشینیں کھائے جا رہی ہیں۔ دھرتی زادوں کو کیا ہو گیا، یہاں محنت، مشقت کسی کے لئے قابلِ فخر نہیں۔ ہر کوئی نواب بن چکا ہے۔ یہ وہ پنجابی ہیں جو دوستوں کے لئے ہر پل آنکھیں بچھاتے ہیں اور دشمنوں کے لئے بڑا عذاب۔)

دیس پیار دے ماہیے

(حنیف زاہد)

ایہہ خواب نہیں خواب جیہا
دیساں وچ دیس نہیں، کوئی دیس پنجاب جیہا

ہویا دور ہنیرا اے
اتھے داتا ہجویری، نوشو پاک دا ڈیرا اے

Marfat.com

ویکھوڈبیاں کھیس دیاں
پھلاں جیہا دیس مرا کیا باتاں ایس دیاں

ڈدھ کڑ کڑ پکیا اے
اونے کجھ نہیں تکیا، جنہے لہور نہ تکیا اے

طوطے پیلاں تے آ باہندے
صفت پنجابیاں دی، گل کر کے نبھا جاندے

رنگ سرخ گلابی نیں
جگ اُتے ناں کڈھیا سدا پُت پنجابی نے

پیاں پتھراں تے لیکاں نیں
آیاں نوں گل لانا ایسے نوں توفیقاں نیں

بتی سڑکے دی بالی اے
دکھ پنج دریاواں دی چنا ویکھن والی اے

دوشاخاں گلاب دیاں
منگناواں نت زاہد خیراں دیس پنجاب دیاں(38)

(میں خواب کی بات نہیں کر رہا بلکہ حقیقت ہے کہ میرے دیس پنجاب جیسا کوئی اور دیس نہیں۔ یہاں داتا گنج بخش علی ہجویری اور نوشہ گنج بخش نے ڈیرے ڈال کر سچائی کا نور بانٹا۔ میرا دیس پنجاب پھولوں جیسا کومل ہے، اس کی کیا بات ہے۔ اس کا دل شہر لاہور جس نے نہیں دیکھا سمجھو اس نے کچھ نہیں دیکھا۔ پنجابی جو کہتے ہیں وہ کر دکھاتے ہیں۔ یہ وہ صفت ہے جس کے باعث ان کا نام ساری دنیا میں گونجتا ہے۔ یہ دیس آنے والوں

Marfat.com

کی نسل، زبان نہیں پوچھتا بلکہ فوری مہمان نوازی کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ آؤ اور دیکھو میرے پانچ دریاؤں کا قابلِ دید جوبن۔ زاہد! میں اپنے پنجاب کی پل پل خیر مانگتا ہوں۔)

رب راکھا

(خادم چشتی)

سوہنے رنگ دے رنگ دیوچ رنگے تیرے روپ سنگھار دا رب راکھا
سنی بھنی پنجاب دیے دھرتیے نی پھلاں بھری بہار دا رب راکھا

ساوا رکھ سہانجنا غیب ہویا بوہڑاں مستیاندے ساوے سانگ سکے
ون جنڈ سکے پیلوں مک گئیاں پچھوں سنگری دے بیابان مکے
گھوٹی کنک چینا پمن کنگنی دا مٹھی سرہوں جوار دا رب راکھا
سنی بھنی پنجاب دیے دھرتیے نی پھلاں بھری بہار دا رب راکھا

سکھاں کنڈ کیتی ویلے ونڈ کیتی پنجاں پانیاں دا پانی زہر ہویا
اڈ پڈ گئے ڈار مرغابیاں دے ویلا صبح دا شکر دوپہر ہویا
ڈاراں بنھ کے اڈ دے کبوتراں دا لمی کونجاں دی ڈار دا رب راکھا
سنی بھنی پنجاب دیے دھرتیے نی پھلاں بھری بہار دا رب راکھا

چنے کھوہ تے پپل دے سانگ ڈھٹھے چھیڑ و چھیڑ دے دی گوٹھ کھل گئی
جٹی رج رجو کھڑی بھری پنی پیہنا تمبنا تے کتن بھل گئی
لاچے لنگیاں دی جھمکے ڈنڈیاں دی چاندی جیہی چمکار دا رب راکھا
سنی بھنی پنجاب دیے دھرتیے نی پھلاں بھری بہار دا رب راکھا

چن چاننی دے چانن مان ناراں گدھا پاندیاں پاندیاں سوں گئیاں
جوبن ڈھلے تے چاننی رات ڈھل گئی سے پھیر کھاہدا رتاں بھوں گئیاں
جھمی ڈھلکدی دا لونگ لشکدے دا اکھوں ڈہلدے خمار دا رب راکھا
سنی بھنی پنجاب دیے دھرتیے نی پھلاں بھری بہار دا رب راکھا

Marfat.com

سروں دو گھڑاں ڈگ کے ٹُٹ گئیاں ڈھاکوں ڈگ جھجھر چورو چور ہوئے
تانگھاں گھٹ گئیاں وتھاں ودھ گئیاں جانی دلاندے دلاں تھیں دور ہوئے
سردل نال سر رکھ اڈیکدی ہوئی لمی سرو جہی نار دا رب راکھا
سنی بھنی پنجاب دیے دھرتیے نی پھلاں بھری بہار دا رب راکھا

ہوکاں مُکیاں کنگ دی تار دیاں کالی ہینسری دی سندر کوک سوں گئی
رانجھے بین بھنی سادھو سانگ چھڈ نے ہیر چھڈ بیلا ستی گھوک سوں گئی
وچ چاٹیاں دے مجھاں بوریاں دی دُدھاں بھری گھمکار دا رب راکھا
سنی بھنی پنجاب دیے دھرتیے نی پھلاں بھری بہار دا رب راکھا

طور بدل گئے میل ملاپڑے دے راہواں پھُٹ گئیاں چوگاں کھٹ گئیاں
پیروں پٹڑیاں دے نیناں کھیویاں دی کالی کجل دی دھار دا رب راکھا
جوبن رتیاں دے نیناں کھیویاں دی کالی کجل دی دھار دا رب راکھا
سنی بھنی پنجاب دیے دھرتیے نی پھلاں بھری بہار دا رب راکھا

ماہیے بولیاں سٹھنیاں چھند ٹپے رنگ راگ وراگ بیراگ ہوئے
ویلے قہر کیتا ستر ست لُٹے رنگ دن جسے سادے ساگ ہوئے
گبھرو غیرتاں والے جوان دا تے شرماں والی مُٹیار دا رب راکھا
سنی بھنی پنجاب دیے دھرتیے نی پھلاں بھری بہار دا رب راکھا

پینگھاں نال ہلاریاں ٹُٹ گئیاں رتاں بدلیاں تے سہیاں رُس گئیاں
گھوکر چرخیاں دی ویلا نگل گیا تنداں کھلریاں پونیاں کُھس گئیاں
وچ ترنجناں دے چوڑے والیاں دی لمی جیہی قطار دا رب راکھا
سنی بھنی پنجاب دیے دھرتیے نی پھلاں بھری بہار دا رب راکھا

ڈانگاں ساہم چڑھیاں کوکے کل جڑیاں جولے گڈیاندے ٹُٹ بھج گئے
دھنی ویہڑکے تے سادے بلد دھولے گھت ٹلیاں دی گڑگج گئے
کوڈی پاندیاں تے وینی پھڑدیاں دی ساںجھی جت تے ہار دا رب راکھا
سنی بھنی پنجاب دیے دھرتیے نی پھلاں بھری بہار دا رب راکھا

Marfat.com

پرہیا پنڈ پنچایت دی کھنڈ گئی ماوا دار پگاں سروں ڈگ پئیاں
چور چودھری تے سادہ چور ہوئے مشکاں بجھ گئیاں بُکلاں کُھل گئیاں
راوی بیاس تے ستلج ویہن پھیرے گنجی نیلی دی بار دا رب راکھا
سن بھنی پنجاب دیے دھرتیے نی پھُلاں بھری بہار دا رب راکھا

جوڑے گھت کنڈل جٹ وٹ مچھاں میلے جاندیاں دا ہویا رب بیلی
تھاپ ڈھول دی تے ڈھولے گاندیاں دا جھمر پاندیاں دا ہویا رب بیلی
گھیرا بنھ کے بھوندیاں گبھرواں دی شوقناں بھری شُشکار دا رب راکھا
سن بھنی پنجاب دیے دھرتیے نی پھُلاں بھری بہار دا رب راکھا

رُت ساونے دی جھڑیاں گج چڑھیاں جٹیاں کھیتراں دیوچ بھج گئیاں
موساں جھل جوانی دے زور دیاں ململ دیاں گُوتیاں چھج گئیاں
ساون رس بھنے بونداں ٹھنڈیاں دا نمی نمی پھوہار دا رب راکھا
سن بھنی پنجاب دیے دھرتیے نی پھُلاں بھری بہار دا رب راکھا

جٹی مور دی چال اُلار باہواں منکاں نال ٹُردی ٹوراں ٹُھل گئی
منکے موتیاں دے ہاروں ٹُٹ ڈگے گلوں جگنی دی گنڈھ کُھل گئی
لمی گُت دا تے گندھیاں میڈھیاں دا زلفاں چھلیاں دار دا رب راکھا
سن بھنی پنجاب دیے دھرتیے نی پھُلاں بھری بہار دا رب راکھا

پھُل گانیاں دے ہسدے ویہنیاں تے ہاسے ونڈ مُتھے گرما گئے
مہندی ہتھ رتے بُلھ لال سوہے چاء جوبنے دے بھُلیں پا گئے
چُنی کیسری تے بُجی چیکنی دی تچی تِلے دی تار دا رب راکھا
سن بھنی پنجاب دیے دھرتیے نی پھُلاں بھری بہار دا رب راکھا

لا کے روگ اولڑے ٹر گئیاں خوشیاں رنگ بھریاں دن چار دیاں
کجھ بھل گئیاں کجھ ہین چیتے گلاں بھولیاں سجرے پیار دیاں
کانی اکھ کر کے بوہے چیناں توں لک چھپ دیدار دا رب راکھا
سن بھنی پنجاب دیے دھرتیے نی پھُلاں بھری بہار دا رب راکھا

Marfat.com

نگ مندری دا چھلا سندری دا ڈِگ وچ گھٹے دھوڑو دھوڑ ہویا
جوبن رانگلا مار اڈار گیا سچ کل دا اج دا کوڑ ہویا
سجاں مان دی دا ہویا ڈھول غصے رُسے چین قرار دا رب راکھا
سنی بھنی پنجاب دیے دھرتیے نی پھُلاں بھری بہار دا رب راکھا
تلے گچ پلانیاں سیونک لگی۔ بنّے کاٹھیاں دے چمکار کتھے
قُلے کلیاں تے ٹنگ جگ بیتے۔ خورے گئے اوہ شاہ اسوار کتھے
پیلاں پاندیاں نکریاں گھوڑیاں دی سج دھج نچکار دا رب راکھا
سنی بھنی پنجاب دیے دھرتیے نی پھُلاں بھری بہار دا رب راکھا
کچے کھوہاندے راگ چنگھاٹ مُکے کھاڈے کھوہ دیاں بکریاں کھنڈ گئیاں
پانی بھردیاں بھردیاں جیہی وَگی ہکے پنڈدیاں پنڈو پنڈ گئیاں
لشکاں ماردی خادم ہجیب دا تے چھما چھم چھنکار دا رب راکھا
سوہنے رنگ دے رنگ ہویچ رنگے تیرے روپ سنگھار دا رب راکھا
سنی بھنی پنجاب دئیے دھرتیے نی پھلاں بھری بہار دا رب راکھا(39)

(اے دیس پنجاب کی زرخیز دھرتی! سوہنے رنگ میں رنگے ہوئے تیرے روپ سنگھار اور تیری پھولوں بھری بہار کا خدا حافظ۔ سرسبز سہانجنے کا درخت اور بوہڑ غائب ہو چکے ہیں۔ ون، جنڈ سُوکھ گئے، پیلوں نظر نہیں آتی۔ گھونی، گندم، چینا، پمن، کنگنی اور جوار کا خدا حافظ۔ دھرتی ماں! خوشیوں نے منہ پھیر لیا، وقت نے تجھے تقسیم کر کے تیرے پانچ پانیوں میں زہر ملا دیا۔ مرغابیوں کی ڈاریں پردیس کی طرف چلی گئیں اور صبح کا وقت تلخ دوپہر میں ڈھل چکا۔ ڈاریں باندھ کر اُڑتے ہوئے کبوتروں اور کونجوں کی طویل قطار کا خدا حافظ۔ نہ کنوئیں نظر آتے ہیں اور نہ ہی کنوؤں پر پیپل کے قد آور گھنے درخت۔ پنجاب کی جٹی اب چکی پیسنا اور روئی کاتنا بھول گئی۔ لاچے، تہبند، جھمکے اور ڈنڈیوں کی چاندی جیسی چمکار کا خدا حافظ۔ مٹیاریں چاندنی کی ملائمت سے لطف اندوز ہوتی اور گدرے ڈالتی سو گئیں۔ جوبن ڈھلے تو چاندنی رات بھی ڈھل گئی۔ وقت نے پانسا پلٹا اور رُتوں نے واپسی کا راستہ لے لیا۔ اب ڈھلکتی ہوئی جھمی، چمکتے ہوئے لونگ اور آنکھوں سے چھلکتے خمار کا خدا حافظ۔ سروں سے گھڑے گر کر ٹوٹ گئے اور گاگر چُور چُور ہو گئی۔ اپنوں کے انتظار کی ریت ختم ہو گئی اور فاصلے بڑھ گئے۔ دلوں میں بسنے والے کہیں دور جا بسے۔ اب دہلیز پر سر رکھ کر پردیس جانے والے کا انتظار

Marfat.com

کرتی ہوئی لمبی سرو جیسی دوشیزہ کا خدا حافظ۔کنگ کے تار ٹوٹ گئے اور کالی بنسریا کی سُندر کُوک سو گئی۔رانجھے نے اپنی بین (ساز) چھوڑ دی سادھو سانگ کو بھول گئے اور ہیر بیلے کو تیاگ کر گہری نیند میں گم ہوگئی۔ چاٹیوں میں بھوری بھینسوں کے دودھ کے بلونے کی آواز کا خدا حافظ۔اب میل ملاپ کے اطوار بدل چکے، رستے تبدیل ہو گئے۔ مٹیاروں کے ہاتھ، پاؤں اور کلائیوں کے زیور خواب ہوئے۔سرخ جوبن کے نشیلے نینوں میں کاجل کی کالی دھار کا خدا حافظ۔ ماہیے، بولیاں، سٹھنیاں، چھند، ٹپے (پنجابی لوک شاعری کی اصناف) اور رنگ راگ کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا۔ وقت نے بے وفائی کی اور اب غیرت مند جوان اور باحیا مٹیار کا خدا حافظ۔ جھولے ٹوٹ گئے، موسم ایسے بدلا کہ سکھیاں بھی بدل گئیں۔ چرخوں کی گھوکر وقت نے نگل لی۔سب کچھ بکھر گیا۔اب ترنجن میں بیٹھنے والیوں کی لمبی قطار کا خدا حافظ۔سجی سنوریں ڈانگیں اور بیل گاڑیوں کے جھولے گم گئے۔ وھنی کے بیل اور بیلوں کے گلے میں بجنے والی گھنٹیاں اب سنائی نہیں دیتیں۔کبڈی کھیلتے اور بازو پکڑ کر زور آزمائی کرنے والوں کی جیت اور ہار کا خدا حافظ۔گاؤں میں پنچایتی نظام اپنی حیثیت کھو چکا اور عزت آبرو، شان کا معیار اب مایادار بیگ نہیں رہی۔ چور چودھری بن گئے اور سادھ کو چور بنا دیا گیا۔ دریائے راوی، بیاس، ستلج، نیلی اور گنجی بار کا خدا حافظ۔سر پر جوڑے بنا کر، کنڈل ڈال کر اور موچھیں بنا سنوار کر میلے پر روانہ ہونے والوں کا خدا حافظ۔ ڈھول کی تھاپ پر ڈھولے گانے والوں اور جھمر ڈالنے والوں کا اب خدا حافظ۔ دائرے میں ناچتے ہوئے جوانوں کے منہ سے نکلنے والی آواز کی شُشکار کا خدا حافظ۔ ساون میں کالے بادلوں کی رِم جِھم میں بھیگنے والی مٹیاروں اور جوانی کا زور جھیلنے والی کُرتیوں کی سلائیوں کا بھیگ کر اُدھڑ اُدھڑ جانا، رس دار ساون، ٹھنڈی بُوندا باندی اور ہلکی ہلکی پھوہار کا خدا حافظ۔بازو پھیلا کر مور کی طرح مٹک مٹک کر چلنے والی مٹیار اپنی چال بھول گئی۔ افسوس صد افسوس کہ پنجابی اپنے زیور بھول گئے۔ منکے موتیوں کے ہار، پراندے، میڈھیاں، کنڈل دار زلفیں ماضی کا قلعہ بن گئیں۔ پھولوں کے ہار اور گانے سب باسی ہو گئے۔کیسری پٹر یا اور سیٹیاں بجاتے جوتے (کھُسے) کی طِلّے کی تار کا خدا حافظ۔ ناچتی گھوڑیوں، کچے کنوؤں کے راگ الاپ، بکریوں کے ریوڑ، پانی بھرتے بھرتے بچھڑ جانے والی دوشیزائیں اور چمکتی دمکتی پازیبوں / جھانجروں کا خدا حافظ۔اے دیس پنجاب کی زرخیز دھرتی، سوہنے رنگ میں رنگے ہوئے تیرے روپ سنگھار اور تیری پھولوں بھری بہار کا خدا حافظ۔)

Marfat.com

گیت پنجاب دا

(خادم چشتی)

بوٹا بوٹا تیرا گل پھل پتیاں دے نال سجے
کلیاں گلاباں دی پنجیب چھنکا کے
دِسے چھم چھم خوشیاں دا مور نچدا
انگ انگ تیرا ہرا پیلا لال لال بکھ
تھیبے نال بدھی جھولی دی جے گنڈھ جاوے کھُل
جاوے ٹبیاں تے ٹویاں وچ رنگ رچدا

لما سرو جیہا قد کھڑے گنب جیہا مکھ
لک لاوے دی چھنک، لال بلھیاں تے سک
تک الھڑ جواناں دا دل دھمکے
تیرے مکھڑے دی دَکھ جیویں چن دی چمک
لال لاچے دی دھریک جویں نیلے اسمان اُتے
تاریاں دی لیہک چم چم چمکے
نی لوی لغرے گلاب دے، ہیریے پنجاب دیے
سنی میرے خواب دیے سوہنیے چناب دیے
نی تیرا روپ تے سروپ جادو حق سچ دا
بوٹا بوٹا تیرا گل پھل پتیاں دے نال سجے
رت سجری سویر بھری پھلاں دی چنگیر
وارے ہالیاں دے سراں اُتوں
توڑ کے بہاراں دے گلابی گجرے
نی پنجاب نی پنجابنے روپ تیرا اِک مِک

Marfat.com

سانوں تیری ہِک جیویں
متراں دی ہِک دے سواد سجرے
مٹھ مٹھ ٹپہ ٹپہ بُگھ بُگھ چپہ چپہ
چند جان توں وی سُچّا میری پگ توں وی اُچا
مینوں دھرتی دا مان تے سہیان جچدا
بوٹا بوٹا تیرا گل پھُل پتیاں دے نال سجے

لین پیلیاں ہلارے ٹھنڈی ٹاہلیاں دی چھاں
یاراں بیلیاں دے سنگ گوہڑے مہندیاں دے رنگ
تیری مٹی وچ رب نے سندھور گھولیا
تک روپ لشکارے اکھیں جان چھپیاں
لوکیں لبھدے سمندراں چ مار ٹُبھیاں
اساں ڈھاں دیاں اوڑاں وچوں سونا رولیا
ایتھے الھڑ جوانیاں دے کھِڑدے گلاب
لجاں غیرتاں دے مان تے سہیان لاجواب
سینے پیار والی اگ دا تندور مچدا
بوٹا بوٹا تیرا گل پھُل پتیاں دے نال سجے

سوہنے وطناں نظارے سارے نہراں تے کنارے
وہندے پانیاں دے دھارے کوٹھے جھگیاں چبارے
ساڈی اکھیاں دے تارے تیرے لکھ لکھ دے
راکھے حداں دے جوان وار دھرتی توں جان
پیندے گٹ گٹ لہوواں تے شہادتاں دے جام
گھر قوم دے آباد زندہ باد رکھدے

Marfat.com

تیرے خادماں دی خیر شالا رہوے پیرو بیر
تیرے شیر تے دلیر جاندے جاناں اُتے کھیڈ
سانوں ہیریاں توں مہنگا تیرا نگ کچدا
بوٹا بوٹا تیرا گل پھل پتیاں دے نال سجے
کلیاں گلاباں دی پنجیب چھنکا کے
دے چھم چھم خوشیاں دا مور نچدا (40)

(اے پنجاب کی دھرتی تیرا بوٹا بوٹا پھول پتیوں کے ساتھ سجا ہوا ہے۔ تجھ پر کلیوں اور گلابوں کی پازیب پہنے خوشیوں کا مور چھم چھم ناچتا ہے۔ تیرا ہر پہلو رنگوں سے بھرا پڑا ہے۔ رنگوں سے بھری ہوئی تیری جھولی کی گرہ جب کھلتی ہے تو دھرتی کا ہر کونا رنگین ہو جاتا ہے۔ اے دھرتی ماں! تیری سرو قامت، رُوئی جیسا مکھڑا، جھاڑی کی سب سے پتلی شاخ جیسی کمر اور سرخ ہونٹوں پر دنداسا دیکھ کر بھرپور جوانیاں بھی ڈگمگا جاتی ہیں۔ تیرے چہرے کی رونق چاند کی چمک جیسی ہے، سُرخ لاچے کی دھرتی پر پڑنے والی گھسیٹ نیلے آسمان پر چمکنے والے تاروں کی لکیر جیسی ہے۔ اری او گلاب کی لگر، اری او ہیرے جیسی پنجاب کی دھرتی، اری او چناب کی سوہنی! تُو میرے خوابوں کی شہزادی ہے۔ تیرے روپ سروپ کا جادو برحق ہے۔ تیری ہر صبح پھولوں سے بھری چنگیر جیسی ہے۔ اے مُیارا! تُو نے بہاروں سے گلابی گجرے لے کر دھرتی ماں کی کوکھ سرسبز رکھنے والے کسانوں کے سر سے وار دیئے۔ او پنجاب، اری پنجابن تمہارا روپ سروپ ایک ہے۔ مجھے تم سے ایسی لگن ہے جیسے سچے دوستوں کی ہوتی ہے۔ مجھے اپنی دھرتی ماں کی عزت اپنی جان اور عزت سے کہیں بڑھ کر ہے۔ جھولے جھولتے شاداب کھیت، شیشم کی ٹھنڈی چھاؤں، دوستوں کے اَٹوٹ ساتھ اور مہندیوں کے پکے رنگ دیکھ کر یقین آ جاتا ہے کہ تیری مٹی میں رب نے سندھور ملایا ہوا ہے۔ دنیا والے سمندروں میں غوطے لگا کر ہیرے موتیوں کی تلاش کرتے ہیں اور ہم نے اسے اپنی دھرتی ماں پر ڈھیلوں کی اوڑ سے یہ سب پایا ہے۔ یہاں اُٹھتی ہوئی کھلتے گلاب جیسی جوانیوں اور عزت غیرت کی تاریخ قدم قدم پر رقم ہے۔

اے دھرتی ماں! نہ صرف تیری نہریں، کنارے، بہتے ہوئے پانیوں کے دھارے، جھگیاں، چوبارے ہماری آنکھوں کے تارے ہیں بلکہ تیرے تنکے بھی ہمارے لئے سرمایۂ حیات سے کم نہیں۔ سرحدوں کے محافظ خون پی کر شہادت کا جام نوش کرتے ہیں اور اپنی قوم کے گھروں کو ویرانی سے بچاتے ہیں۔ تیرے خادموں کی خیر، تیرے شیر دلیر جوانوں کی خیر جو اپنی جان پر کھیل کر تیرا سہاگ قائم رکھے ہوئے ہیں۔ ہمارے لیے تیری مٹی سے ملنے والا کانچ کا نگینہ ہیرے موتیوں سے زیادہ قیمتی ہے۔ اے دیس پنجاب کی دھرتی تیرا بوٹا بوٹا پھول پتیوں کے ساتھ سجا ہوا ہے۔ تجھ پر کلیوں اور گلابوں کی پازیب پہنے خوشیوں کا مور چھم چھم ناچتا ہے۔)

Marfat.com

پنج دریا

(خادم حسین بھٹی)

دیس میرے دی سوہنی مٹی اکھیاں دے نال لاواں
ایس دے اک اک ذرے اُتوں تن من گھول گھماواں

چڑھدا سورج ایہدے ویہڑے ہس ہس پاوے جھاتاں
ایہدا ہر دن عید برابر تے راتاں شب راتاں

ٹھمک ٹھمک کے وگدا ایتھے پنج دریا دا پانی
دُنیا دے دیساں توں وکھری ایہدی پیار کہانی

کھیتاں دے وچ چمکن موتی فصلاں بھاگ نیں لائے
اُچے اُچے رُکھ پئے ونڈن پیار دے ٹھنڈے سائے

بُلھیاں اُتے ہاسے چھنکن چوڑے والیاں بانہواں
چھیڑ کے دل دیاں تاراں خادم گیت پیار دے گاواں(41)

(میں اپنے دیس پنجاب کی سوہنی مٹی کو آنکھوں کے ساتھ لگا رہا ہوں۔ میں اس کے ایک ایک ذرے پر اپنا تن من نچھاور کرنے کو تیار ہوں۔ ہر چڑھتا سورج اس کے صحن میں حاضری دیتا ہے۔ اس دیس کا ہر دن عید جیسا اور ہر رات شب برات ہے۔ اس دھرتی پر پانچ دریاؤں کا پانی فخر کے ساتھ چلتا ہے۔ اس دیس کی پیار کہانی دنیا کے تمام دیسوں سے عظیم ہے۔ کھیتوں میں فصلیں موتیوں کی طرح چمک رہی ہیں اور اونچے اونچے درخت پیار کے ٹھنڈے سائے تقسیم کر رہے ہیں۔ ہونٹوں پر ہنسی اور چھن چھن کرتی چوڑیوں والی کلائیاں دل کے تار چھیڑ رہی ہیں اور میں پیار کے گیت گا رہا ہوں۔)

Marfat.com

جیوے پنجاب

(خالدارمان)

جد تک ایہدی کُکھوں مرزے
نظام لوہار، ملنگی، دُلّے
سچ دے راکھے
نانک، وارث شاہ تے بُلھے
جمدے رہسن
ایہدے گوٹھ گراواں دیوچ
لہراں بہراں
پنج دریاواں دی دھرتی نوں
ستے خیراں (42)

(جب تک دیس پنجاب کی دھرتی کی کوکھ سے مرزے، نظام لوہار، ملنگی، دُلّے، نانک، وارث شاہ اور بلھے شاہ جیسے سچ کے رکھوالے جنم لیتے رہیں گے، تب تک اس کے گاؤں، بستیوں میں خوشحالی کا دور دورہ رہے گا۔ اور پانچ دریاؤں کی سرزمین ناقابلِ تسخیر رہے گی۔)

خیراں دیس پنجاب دیاں

(خالد جاوید)

ہون بہاراں چار چفیرے
درد خزاں نہ لاوے ڈیرے
ایہدے دشمن ہین بتھیرے
سائیاں ہوون دور ہنیرے
وسدے رہن گراں تے شہر
ربا دیس پنجاب دی خیر

Marfat.com

کنکاں وڈن چُنن کپاہواں
رڑکن دُدھ نوں گوریاں بانہواں
رانجھے چارن مجھیاں، گاواں
دیس میرے دیاں ٹھنڈیاں واواں
کدی نہ آوے غم دی لہر
ربا دیس پنجاب دی خیر

ایہدے گیت میں ہر دم گاواں
ہریاں بھریاں سکھے تھاواں
پیار پریتاں ایہدیاں راہواں
خشیاں ویکھاں جدھر جاواں
ایتھے کدی نہ آوے قہر
ربا دیس پنجاب دی خیر

خالدؔ دیس چ نہیوں کلا
کرے دعاواں ہر دم جھلا
روز حشر تک رکھ تسلا
دیس دا آپ محافظ اللہ
کسے نہ دل وچ ہووے ویر
ربا دیس پنجاب دی خیر (43)

(چاروں طرف بہاریں ہوں، خزاں کا دور یہاں کبھی نہ آئے۔ اس کے بہت سے حاسد/دشمن ہیں۔ اے خدا! اس کی تمام مشکلیں آسانیوں میں بدل دے۔ اے خدا! میرے دیس پنجاب کی خیر، اس کے ہر شہر اور گاؤں کو حیاتِ جاوداں عطا کر۔ گندم کی کٹائی کرنے والے، کپاس چُننے والیاں، دودھ بلوتے گورے بازو، گائے بھینسیں چرانے والے رانجھے، سب کی خیر۔ میرے پنجاب کی خیر، غم کی پرچھائیاں اس سے ہمیشہ دور

Marfat.com

رہیں۔ میں اس کے گیت ہر پل گاتا ہوں۔ اس کی ہریالی اور پیار بھرے رستے ہمیشہ قائم دائم رہیں۔ میں جدھر جاؤں اُدھر خوشیاں دیکھوں۔ یہاں کبھی کوئی عذاب نہ اُترے۔ میرے دیس پنجاب کی خیر ہو۔ مجھے اس بات کا یقین ہے کہ میرا دیس اکیلا نہیں بلکہ اس کا محافظ خود رب ذوالجلال ہے۔ اے خدا ہمارے دلوں میں کبھی نفرت نہ جاگے کیونکہ پیار پریت ہماری وراثت ہے۔)

اُٹھ پنجابی

(خالد عاصی)

شاہ مُکھی دے راج دلارے
دھرتی ماں دے جگدے تارے
چانن ونڈن رُت چوفیر
اُٹھ پنجابی ہوئی سویر
چھڈ دے غفلت سُرت سنبھال
رب سوہنا اے تیرے نال
کاہنوں ڈھیری ڈھا کے بہناں
دل نہ چھڈن کدی دلیر
اُٹھ پنجابی ہوئی سویر
پیر فرید ایہ گل کہندے
شاہ حسین وی متاں دیندے
اُدھاں والے منزل پاندے
توں وی اپنی اکھ اُگھیڑ
اُٹھ پنجابی ہوئی سویر
ورثے دل تے جھاتی پا
بُلھا، باہو، وارث شاہ

Marfat.com

فضل شاہ تے ہاشم، قادر
ایہناں توں نہ اکھاں پھیر
اُٹھ پنجابی ہوئی سویر
مٹھن کوٹی پیر فرید
میاں صاحب دی کرن تاکید
تُویں علم دا چانن ونڈ کے
کردے جگ توں دُور انھیر
اُٹھ پنجابی ہوئی سویر
اپنی دھرتی اپنی بولی
مٹی دیوچ کاہنوں رولی
ایہدی انکھ تے آن بچا لئو
عاصی جی ہُن کرو نہ دیر
اُٹھ پنجابی ہوئی سویر (44)

(شاہ مکھی کے راج دُلارے اور دھرتی ماں کے روشن تارے روز اپنی دھرتی ماں پر روشنی بکھیرتے ہیں۔ او پنجابی! اُٹھ صبح نوطلوع ہو چکی۔ غفلت کی نیند سے بیدار ہو۔ اللہ تیرے ساتھ ہے۔ ہمت مت ہار۔ دلیر لوگ کبھی ہار نہیں مانتے۔ اُٹھ صبح نوطلوع ہو چکی ہے۔ عزم کے پیکر ہی اپنی منزل پاتے ہیں، یہ بات میں نہیں کہہ رہا بلکہ بابا فرید، خواجہ فرید اور شاہ حسین بھی یہی سبق دیتے ہیں۔ اپنے ورثے کو دیکھ، بلھے شاہ، سلطان باہو، وارث شاہ، فضل شاہ، ہاشم شاہ اور قادر یار سے آنکھیں نہ پھیر۔ خواجہ فرید مٹھن کوٹی اور میاں محمد بخش بھی یہی تاکید کرتے ہیں کہ علم کا نور بانٹ کر اپنے اردگرد کا اندھیرا، روشنی میں تبدیل کردے۔ اے پنجابی! تُو نے اپنی دھرتی ماں اور اپنی مادری زبان کو مٹی میں کیوں روند ڈالا؟ اس کی آن اور شان کی رکھوالی تیرے ذمے تھی۔ اُٹھ اپنا یہ مقدس فریضہ سرانجام دے۔ او پنجابی! صبح نوطلوع ہو چکی ہے۔)

Marfat.com

پنجاب دی پکار

(خالد علی)

میں تیرا پنجاب ہاں سجنا
میرے کول توں آ خاں سجنا

خالص مکھن کھا لے بھائیا
اپنی جان بنا لے بھائیا
شہروں پنڈیں آ خاں سجنا
میں تیرا پنجاب ہاں سجنا

کھیتاں دی ہریالی دیوچ
اپنی پیار خیالی دیوچ
سچی سوچ بنا خاں سجنا
میں تیرا پنجاب ہاں سجنا

نکھیاں دھپاں، ٹھنڈیاں چھاواں
بیلیاں دیوچ آ لے جاواں
من وچ ٹھنڈاں پا خاں سجنا
میں تیرا پنجاب ہاں سجنا

ہیراں رانجھے ویکھ لے ایتھے
عشقے دی اگ سیک لے ایتھے

Marfat.com

دل دے سیک مُکا لا سجنا
میں تیرا پنجاب ہاں سجنا

دن دے وانگر جیہدیاں راتاں
شہر لہور دیاں کیا باتاں
اس دل اندر آ خاں سجنا
میں تیرا پنجاب ہاں سجنا (45)

(میرے دوست! میں تمہارا پنجاب ہوں۔ تم میرے قریب کیوں نہیں آتے؟ ارے او بھائی خالص مکھن کھالے، اپنی جان بنالے۔ شہر سے کبھی گاؤں کی طرف آؤ۔ کھیتوں کی ہریالی اور اپنی پیار خیالی میں اپنی سوچ کو پوتر کرلو۔ آؤ تمہیں گاؤں کے اُن دوستوں میں لے چلوں جہاں کی دھوپ نرم اور چھاؤں ٹھنڈی ہے جو من کی ٹھنڈک کا باعث بنتی ہے۔ جہاں کی ہیریں اور رانجھے قابلِ دید ہیں۔ اور عشق کی آگ کی گرمائش دلوں کے لئے سکون کا سامان بنتی ہے۔ اس دھرتی کی راتیں بھی دن جیسی ہیں۔ اس دھرتی ماں کے دل شہر لاہور کی کیا بات کروں! تم خود ہی اس میں آ کر دیکھ لو۔ اے میرے دوست! میں تمہارا پنجاب ہوں)۔

بُلھے دا پنجاب

(خلیل آزاد)

چک اُڈیاں پیا اے ویکھدا اج دُلے دا پنجاب
کیوں سُتا پیا اے گھُوکریں ایہہ بُلھے دا پنجاب
ہُن سوچو امن امان تے حق سچ دے راہ دی گل
کُنج دسیے اسیں جہان نوں اج وارث شاہ دی گل
ہُن پے گئی لوڑ پھرولیے فیر باہو دا دیوان
اُتے دوہڑے شاہ حسین دے کر دیئے جگ تے دان
گل کر دیو عام فرید دی پنڈاں تے شہراں وچ

Marfat.com

سکھ ونڈو وانگ لطیف دے ہُن سکیاں نہراں وچ
نہیں لبھدے شعر پیار دے، اکھراں دی لگ گئی لام
کجھ بول محمد بخش دے بزماں وچ کر دیو عام
اقبال دے ہر اک خواب دی تعبیر بنا دیو سچ
ہر موڑ تے لال شہباز دا ہُن بال دیو اک مچ
ہر پاسے دُھماں پا دیو سچل دی چھیڑو تان
ہر سوچ نوں سوچ اوہ دے دیو جیہڑی کہی بابے رحمان
ہُن پھڑ لئو رنگ پریم دی نفرت دی جاوے ہار
حشمت شاہ، فضل دی آجای احمد یار
کیتا سی سبھ لکھاریاں نے الفت دا پرچار
آزاد دعا ایہ منگدا ہو جائے قوم بیدار (46)

(آج دُلے بھٹی کا پنجاب کسی مسیحا کے انتظار میں ہے۔ آج بلھے شاہ کا دیس گہری نیند سویا ہوا ہے۔ آؤ اب امن امان اور حق سچ کے راستے کی بات کریں۔ ہم آج دنیا والوں کو وارث شاہ کی بات کیسے بتائیں۔ آج ہمیں سلطان باہو کے دیوان کی پھر ضرورت پڑ گئی۔ شاہ حسین کے کلام کو دنیا والوں کے آگے پیش کریں۔ آج بابا فرید اور خواجہ فرید کا پیغام عام کرنے کی ضرورت ہے۔ آؤ شاہ عبداللطیف بھٹائی کی طرح خشک نہروں کو اُن کا جوبن لوٹائیں۔ اب کہیں پیار بھرے شعر نہیں ملتے، لفظوں میں جنگ چھڑ چکی ہے۔ اب میاں محمد بخش کے شعر محافل میں عام کر دو۔ اُٹھو اور علامہ اقبال کے ہر خواب کی تعبیر سچ کر دکھاؤ۔ ہر موڑ پر سخی شہباز قلندر کا الاؤ روشن کریں۔ سچل سرمست کی تان چھیڑ کر ہر طرف دھوم مچا دیں اور رحمان بابا کی سوچ کا چرچا کریں۔ آؤ اس طرح پریم گنگ بجائیں کہ نفرت ہار جائے اور اس دھرتی پر حشمت شاہ، فضل شاہ اور احمد یار بھی لوٹ آئیں۔ سبھی پنجابی لکھاریوں نے الفت ہی کا پرچار کیا تھا، وہ الفت جس کی آج ہمیں ضرورت ہے۔ اے خدا! آزاد کی یہ دعا قبول کر لے کہ یہ قوم پھر ایک بار خوابِ غفلت سے بیدار ہو جائے۔)

Marfat.com

پنجاب نوں

(خلیل آزاد)

کر ربا دُور عذاب نوں
ایہ کھاندائے پیا پنجاب نوں
کجھ نظراں اِنج نیں وہندیاں
جیوں ویکھن بھور گلاب نوں
کجھ چاننں بھنڈن لگ پئے
ماں بولی دے مہتاب نوں
کئی ویری رہے لتاڑدے
ایہدے بچپن اُتے شباب نوں
ہر ورقہ بھریا اے جبر دا
پڑھ ویکھو ایس کتاب نوں
مرے اتھرو سارے مُک گئے
اگ لگی رہی چناب نوں
ایہدے پُت جدوں وی جاگ پئے
کر دین گے سُدھ حساب نوں
جیہدی کُکھ وچ مُڑ کے جاونا
نہ سدّو اوس عذاب نوں
آزاد پیا میں ویکھناں
بند ہوندا دُکھ دے باب نوں (47)

(یاخدا! پنجاب کی دھرتی سے عذاب دور کر دے۔ یہ اسے کھائے جا رہا ہے۔ حاسدین کی کچھ نظریں دھرتی ماں کو اس طرح دیکھ رہی ہیں جیسے بھنورے گلاب کی طرف دیکھتے ہیں۔ کچھ نئی روشنی کے علمبردار اپنی ہی مادری زبان کا گلا کاٹ رہے ہیں۔ دیس پنجاب کے بچپن اور شباب کو کئی حملہ آوروں نے پاؤں تلے روندا۔ اس

Marfat.com

کتاب کا ہر ورق ظلم وستم اور جبر کی داستانوں سے بھرا ہوا ہے۔ میرے آنسو بھی دریائے چناب میں لگی آگ کو نہ بجھا سکے۔ مگر جب اس دھرتی ماں کے تمام بیٹے جاگے تو سب کچھ ٹھیک کر دیں گے۔ اے آزاد! میں غموں کا باب بند ہوتا دیکھ رہا ہوں اور ایک نئی صبح کے طلوع کی نوید میرے کانوں میں گونج رہی ہے۔)

شالا میری دھرتی جیوے

(رفاقت حسین ممتاز)

نہ اوہ پہلے ورگیاں دُھپاں
نہ اوہ ٹھنڈیاں چھاواں
نہ اوہ میلے نہ اوہ ویلے
نہ اوہ پہلیاں تھاواں
نہ اوہ کھوہ نہ بنڈاں، گڑیاں
چوڑے والیاں بانہواں

نہ اوہ بلداں دے گل ٹلیاں
موڈھے ہل، پنجالی
نہ اوہ پیلیاں نہ اوہ بنے
کھیتاں وچ ہریالی
نہ اوہ ٹانڈے نہ اوہ چھلیاں
نہ کنکاں تے لالی

نہ ڈُلے نہ انجے، ہرزے
نہ اوہ نیلی گھوڑی
نہ جبرو، وریام، الھیا

Marfat.com

نہ ناے دی جوڑی
شالا میری دھرتی جیوے
روز قیامت توڑی (48)

(اب میری ماں دھرتی پر نہ پہلے جیسی دھوپ ہے اور نہ ہی ٹھنڈی میٹھی چھاؤں۔ نہ وہ میلے دکھائی دیتے ہیں اور نہ وہ وقت ہے۔ کنوئیں، منیاریں اور اُن کی چوڑیوں والی کلائیاں سب ماضی کا قصہ بن گئیں۔ اب نہ وہ بیل ہیں اور نہ ان کے گلے میں بجنے والی گھنٹیوں کے ساز۔ نہ ہل اُٹھانے والے کندھے ہیں نہ پنجالی۔ نہ وہ کھیت ہیں اور نہ پگڈنڈیاں۔ فصلیں اور ان کا رنگ روپ تبدیل ہوگیا۔ اب پکنے والی گندم کا روپ سروپ ہی بدل گیا۔ دُلا بھٹی، احما، مرزا اور اس کی نیلی گھوڑی، جبرو، وریام، الھیا اور ناے کی جوڑی کچھ بھی تو دکھائی نہیں دیتا۔ اے خدا! میری دھرتی ماں پر نظر رحمت فرما اور اسے تا قیامت شاد آباد رکھنا۔)

دیس پنجاب

(سجاد احمد سدھو)

چونہاں صوبیاں چوں سوہنا پنجاب لگدا
خورے کیوں اے چونہاں چوں نواب لگدا
سارے دیس چ ایہدیاں تعریفاں ہوندیاں
پنجاب پھُلاں وچ مینوں تے گلاب لگدا
دیس دیاں کردا ضرورتاں ایہ پوریاں
پنجاب خزانیاں دا ڈونگھا اے تالاب لگدا
پنجابیاں وچ میں وی آں پنجابی گھر دا
پنجاب کوششاں وچ اُڈدا عقاب لگدا
وطن وچ حق سانجھا ساریاں دا ہوندا اے
پنجاب دیس دی ترقی لئی نایاب لگدا
کرن جے صلاح چار کٹھے ہو بھرا

Marfat.com

پنجاب دشمناں نوں وڈا اے سیلاب لگدا
بلھے شاہ جہے ہوئے نیں سجّادا ایتھے صوفی شاعر
پنجاب سوہنیاں تحریراں دی کتاب لگدا(49)

(مجھے پنجاب چاروں صوبوں سے زیادہ خوبصورت لگتا ہے۔ مجھے یہ چاروں کی محفل میں نواب نظر آتا ہے۔ سارا ملک اِس کی تعریفیں کرتا ہے۔ پنجاب ایسے نمایاں ہے جیسے پھولوں میں گلاب کا پھول۔ یہ تمام ملک کی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ پنجاب خزانوں کا گہرا سمندر ہے۔ مجھے یہ فخر ہے کہ میں بھی پنجابیوں میں سے ہوں۔ وطن پر سب کا برابر حق ہوتا ہے مگر ملکی ترقی کے لئے پنجاب کا کردار ناگزیر ہے۔ اگر چاروں بھائی (صوبے) ملکی ترقی کے لئے کمر کس لیں تو اِن میں پنجاب دشمنوں کو اس سیلاب کی مانند نظر آتا ہے جو اپنے راستے میں آنے والی ہر رکاوٹ اپنے ساتھ بہا لے جاتا ہے۔ اے سجّادا! پنجاب سوہنی تحریروں کی کتاب ہے جہاں بلھے شاہ جیسے صوفی شاعروں نے جنم لیا۔)

مینوں آکھو پنج دریائی

(سدھیر سائیں)

میں پُتر پنج دریاواں دا
مینوں آکھو پنج دریائی

میں لاڑھا مٹی بھوری دا
میں عاشق اس کستوری دا
سُکھ سچا ایہدیاں دُھپاں وچ
نہیں مُل انملیاں چھاواں دا
میں پُتر پنج دریاواں دا
مینوں آکھو پنج دریائی
اسیں پیار پریتاں ونڈنے آں

Marfat.com

اسیں امبری ریتاں ونڈنے آں
جد چاہوے ویری ویکھ لوے
کیہ زور اساڈیاں بانہواں دا
میں پُتر پنج دریاواں دا
مینوں آکھو پنج دریائی

ایہ دھرتی ساڈی ماں لگدی
ایہ ماواں جہی، ماں تاں لگدی
ایہ گہنا ساڈیاں سانہواں دا
میں پُتر پنج دریاواں دا
مینوں آکھو پنج دریائی (50)

(میں پانچ دریاؤں کا بیٹا ہوں۔ مجھے پنج دریائی کہو۔ میں بھوری مٹی کا دولہا ہوں۔ میں اس کستوری کا عاشق ہوں۔ اس دھرتی کی دھوپ ماں کی گود کی گرمی جیسی ہے۔ اس کی انمول چھاؤں لاجواب ہے۔ ہم پنجابی پیار پریت کے علمبردار ہیں۔ ہم امبری ریتوں کا پرچار کرنے والے ہیں۔ ہمارے بازوؤں کی طاقت دشمن جب چاہے آزما لے۔ دیس پنجاب کی یہ دھرتی ہماری ماں ہے۔ یہ ماؤں جیسی ہے اسی لئے ہم اسے ماں کا درجہ دیتے ہیں۔ یہ ہماری سوچوں کا زیور ہے۔ ہاں! میں پانچ دریاؤں کا بیٹا ہوں، مجھے پنج دریائی کہو۔)

رباعیاں......دیس پنجاب دیاں

(ڈاکٹر سعادت علی ثاقب)

انساناں لئی روپ سنواری دھرتی
سُکھ ونڈدی کردی دلداری دھرتی
دھرتی دی زینت پنجابی رُتاں
وگدے دریاواں دی پیاری دھرتی
مٹی نوں کرن دریا سیراب سدا

Marfat.com

داواں چ رہوے گھلدی مضراب سدا
سُکھ سانجھ سدا مانے ہر رات تے دن
کلیاں دی طرح مہکے پنجاب سدا (51)

(دیس پنجاب کی دھرتی انسانوں کے لئے "روپ سنواری" ہے۔ یہ اپنے لوگوں میں سکھ تقسیم کرتی ہے اور دلداری کی روایت کو قائم دائم رکھے ہوئے ہے۔ پنجابی رُتیں اِس دھرتی کی زینت ہیں۔ یہ رواں دواں دریاؤں کی پیاری دھرتی ہے...... اے خدا! میرے پنجاب کی دھرتی کو اس کے دریا ہمیشہ سیراب کرتے رہیں۔ دیس کی ہواؤں میں مضراب ہمیشہ گھلتی رہے۔ اس کے دن رات سدا سُکھ سانجھ کی مہک سے مہکتے رہیں اور پنجاب ہمیشہ کلیوں کی طرح مہکتا رہے۔)

آ تینوں پنجاب وکھاواں

(ڈاکٹر سعید اُلفت)

پنجابی دا جذور بڑا اے
پڑھن پڑھان دا شور بڑا اے
اپنا شوق تے ہور بڑا اے
آ ایہدی تاریخ پڑھاواں
آ تینوں پنجاب وکھاواں

پنجابی نال کیہ ہویا اے
اوہو وڈیا جو بویا اے
بُوہا ایہدا کس ڈھویا اے
آ اج اوہنوں لبھن جاواں
آ تینوں پنجاب وکھاواں
ایتھے راج فرنگی کیتا

Marfat.com

اُردووان دے سنگی کیتا
کنڈ ایہدی نوں ننگی کیتا
اگوں پڑھ کے ہور سناواں
آ تینوں پنجاب وکھاواں

اُچی نوکری اوہناں کیتی
پنجابی نال کیہ کجھ بیتی
کسے نہ ٹُٹی بھجی سیتی
آ لاہور دے وچ لے جاواں
آ تینوں پنجاب وکھاواں

تِنّے صوبے ایہدے ہانی
جے لائی اے توڑ نبھانی
پنجابی دا سُچا پانی
وچ وگدا اے پنج دریاواں
آ تینوں پنجاب وکھاواں (52)

(پنجابی کا سارے جہان میں بڑا زور ہے۔ اسے پڑھنے، پڑھانے کا شور مچ رہا ہے۔ اپنے اور شوق بھی پورے کر مگر اِدھر بھی آ۔ میں تجھے اس دھرتی ماں کی تاریخ پڑھاؤں۔ آ، میں تجھے اپنا پنجاب دکھاؤں۔ پنجابی کے ساتھ بُرا ہوا۔ ہم نے خود اپنی زبان کو بھلایا تو غیر بھی دشمن بن گئے۔ آؤ آج مل کر اپنی اور پرائی صفوں میں دشمن کی تلاش کریں۔ یہاں انگریز نے برسوں راج کیا۔ یہاں اردو دانوں نے بھی حکومت کی اور پنجابی زبان کو بے حیثیت کرنے میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی۔ آ سُن! ابھی اور بہت سی باتیں ہیں جو سننے سے تعلق رکھتی ہیں۔ جو بھی بڑا عہدہ تھا غیروں نے حاصل کیا۔ دھرتی ماں کا بیٹا پنجابی اپنے ہی دیس میں محکوم بن کر رہ گیا۔ آ تجھے لاہور میں لے جا کر سب اچھا بُرا دکھاؤں۔ تینوں صوبے دیس پنجاب کے دوست ہیں۔ اور پنجابی اپنے بڑوں کی ریت پر چلتے ہوئے تاقیامت ان سے نبھائے گا۔ دیکھ پنجاب کے پانچ دریاؤں میں بہتے

Marfat.com

ہوئے پوتر پانی کی روانی۔آ! میں تجھے اپنا پنجاب دکھاؤں۔)

پنجاب دی وار

(سلیم احمد سلیم)

چڑھی انھیری قہر دی رُتاں رتو رت
ہڈیں ساڈے زہر دا چڑھدا جاوے ست
آسے پاسے کُتیاں چائی اے کنکار
کھاون کچھ کچھ بوٹیاں جُٹے کرن شکار
بجّو قبراں چھڈ کے جیوندے بندے کھان
گھر گھر ماتم وچھیا گھر گھر قبرستان
دیہی پلٹا کے ناگناں جوگی کیتے قید
گونگے ہوئے ماندری بھُل گئے پڑھنا وید
لہو وچ نہاتے موتیے، کلیاں لیرولیر
روندے پھُل گلاب دے حسن جنڈ کریر
ستلج، راوی کوکدے، رووے پیا جھناں
جہلم اتھرو کیردا کھُسنا بیاس دا ناں
لیہکاں پئیاں پانیاں دھرت نوں لگی واڑ
کھیرو کھیرو بُلبلے، کانگاں دیوچ پاڑ
دھرتی گاہی ہاتھیاں، سُور بنے پردھان
ہرن پھرن پئے لُکدے بھج بھج جان بچان
گِدڑ موجاں مان دے نچن پئے بھگیاڑ
حاکم بن گئے مانگتی، بھکھے بنے کراڑ
موتیے رنگی چاننی ہوئی لہو لہان

Marfat.com

مرزے رتیں نہا گئے، لُٹے تیر کمان
گھر گھر وچھیاں پھوہڑیاں گھر گھر پے گئے وین
چارے پاسے نچدی ، وال کھلارے ڈین
ٹہنی ٹہنی سُولیاں رُکھ رُکھ موت دا کھوہ
اُڈے کاں تے لالیاں سُنجی ہو گئی جُوہ
اگ ورھاندی جاوندی صندل رُکھ دی چھاں
ہر اک پل پیا سنگدا دسنوں اپنا ناں
صورت دیس پنجاب دی ہوئی وانگ قصور
جیہڑی فجر دی آوندی بالے موت تندور
جاگو ہُن پنجابیو ویلا کرے پکار
ڈگو واہراں ہک تے سانبھ لوو ہتھیار
چاڑھو امبریں بکیاں ڈھوڑاں دیو ڈُھا
گوڈے دھر کے دھون تے ہونی دیو مکا(53)

(پنجاب کی سرزمین ایک ایسی کالی آندھی کی لپیٹ میں آچکی ہے جس نے اس کے تمام موسم زخمی زخمی کر دیے۔ ہمارے جسم میں زہر سرایت کرتا جارہا ہے۔ ہمارے اردگرد کتے بھونک رہے ہیں۔ جو ہمارے جسموں کو نوچ رہے ہیں اور ہمیں اپنا شکار بنا رہے ہیں۔ مُردے کھانے والے بجّو اب زندہ انسانوں کو کھا رہے ہیں۔ دھرتی ماں کا ہر گھر قبرستان کا نظارہ پیش کر رہا ہے اور ہر صحن میں صفِ ماتم بچھ چکی ہے۔ ناگنوں نے بھیس بدل کر جوگیوں کو قیدی بنالیا۔ مسیحاؤں نے بے زبانی اختیار کر لی اور وید پڑھنا بھول گئے۔ موتیے کے پھولوں سے لہو رِس رہا ہے اور کلیاں تار تار ہو چکی ہیں۔ گلاب کے پھول رو رہے ہیں اور کانٹوں بھرے جنڈ، کریر اُن پر ہنس رہے ہیں۔ دریائے ستلج اور راوی دہائی دے رہے ہیں، دریائے چناب رو رہا ہے، دریائے جہلم آبدیدہ ہے اور دریائے بیاس اپنا وجود کھو چکا ہے۔ پانچ پانی سرحدوں کی خاردار تاروں کا شکار ہو گئے ہیں، جیسے کبھی دھرتی ماں تقسیم ہوئی تھی۔ ہاتھیوں نے ساری دھرتی روند ڈالی اور سُوّر گھر کے مالک بن گئے۔ ہرن چُھپتے پھر رہے ہیں اور اپنی جان بچانے کی تگ ودو میں مصروف ہیں۔ گیدڑ اور گھیاڑ موجیں مان رہے ہیں۔ مانگنے والے بھوکے ہماری قسمت کے مالک بن گئے۔ موتیے جیسی چاندنی لہولہان ہو چکی ہے۔ مرزوں

Marfat.com

کے تیر کمان ٹوٹ گئے۔ چاروں اطراف ڈائن بال کھولے قابض ہے۔ ہر ٹہنی سُولی کے روپ میں ڈھل چکی ہے اور ہر درخت کے سائے میں موت کا کنواں ہے۔ امن و آشتی کے پیامبر پرندے اس دھرتی کو خیرباد کہہ گئے۔ اب صندل کے درخت کی خوشبودار چھاؤں بھی آگ برسا رہی ہے۔ ہر لمحہ بے نام ہو چکا۔ دیس پنجاب کی صورت اُس قصور شہر جیسی ہوگئی ہے جسے کبھی حملہ آور/ قابضین نے زخمی زخمی کر ڈالا تھا۔ اب یہاں کی ہر صبح غموں کی ایک نئی داستان کے ساتھ طلوع ہوتی ہے۔ پنجابیو! جاگو وقت تمہیں پکار رہا ہے۔ حملہ آوروں کے حملوں کے آگے سینے تان دو، اپنے ہتھیار اُٹھا لو اور اپنے لہو سے ایک بار پھر اس دھرتی پر اپنے بڑوں کی تاریخ دہراؤ۔)

میں تے دھرتی ماں

(شائستہ حبیب)

میں گِدے وِچ کلیاں نچ نچاں گی
کون میرے آل دوالے بانہواں دا گھیرا پائے گا
کیہڑی کڑی میرے لئی بول کھوے گی
میریاں سہیلیاں کدوں میرے نال تھال کھیڈن گیاں
کیہڑی میرے نال گرمی وچ تندور تے روٹیاں لاوے گی
کون مینوں پینگھ ہلارے دیوے گا
تے میں کیہڑے کھوہواں دا پانی پیواں گی
کیہڑا چاچا مینوں دھی رانی آکھے گا
تے کیہڑے ویر لئی میں سر تے روٹی چک کے کھیتاں ول جاواں گی
سارا پنڈ تے سُنجا ہو گیا وے
سارے مُنڈے دوبئی ٹر گئے نیں
ساریاں کُڑیاں شہر وچ سینما ویکھن گئیاں نیں
سارے پنڈ وچ میں اکلی ہاں

Marfat.com

تے میری دھرتی ماں

تے دوویں ترنجن اڈیکدیاں ہاں(54)

(میں گِدّے میں اکیلی کیسے ناچ پاؤں گی۔ مجھے کون اپنے بازوؤں میں لے گا۔ کون سی مُیار میرے لیے گیت گائے گی۔ میری سہیلیاں کب میرے ساتھ تھال کھیلیں گی۔ کون سی سہیلی میرے ساتھ گرمیوں کی دوپہر میں تنور پر روٹیاں پکائے گی۔ کون مجھے جھولے جھلائے گا اور میں کون سے کنوئیں سے پانی پیوں گی۔ کون سا چچا مجھے رانی بیٹی کہہ کر بلائے گا اور کس بھائی کے لئے میں سر پر روٹیاں اُٹھا کر کھیتوں کی طرف جاؤں گی۔ سارا گاؤں تو ویران ہو چکا۔ سارے جوان ملک دوبئی چلے گئے۔ گاؤں کی سب لڑکیاں شہر سینما دیکھنے گئی ہوئی ہیں۔ اب سارے گاؤں میں مَیں اکیلی ہوں یا میرے پاس میری دھرتی ماں ہے۔ میں اور دھرتی ماں دونوں ترنجن کے انتظار میں ہیں۔)

پنج دریا

(محمد شریف انجم)

دھرتی ماں دی بھکھ پیاس
کڈھے ستلج نال بیاس
جتھوں جتھوں لنگھے راوی
کردا جاوے فصل نوں ساوی
نچدا جاوے ویکھ جھناں
دو پاسے رُکھاں دی چھاں
ہر دم جلیاں پاوے جہلم
خوشحالی دکھلاوے جہلم
ایہ دھرتی دے پنج دریا
شالا وگدے رہن سدا (55)

(دریائے ستلج اور بیاس دھرتی ماں کی پیاس بجھا رہے ہیں۔ جہاں جہاں سے دریائے راوی گزرتا ہے وہاں وہاں فصلوں کو سرسبز و شاداب کرتا جاتا ہے۔ دیکھو چناب کا ناچتا ہوا پانی، جس کے دونوں اطراف درختوں کی

Marfat.com

چھاؤں نے اسے اور قابلِ دید بنا رکھا ہے۔ دریائے جہلم کا شور مچاتا پانی ہر دم خوشحالی کا پیامبر بنا رہتا ہے۔
اے خدا! دیس پنجاب کی دھرتی کے یہ پانچوں دریا تاقیامت ایسے ہی رواں دواں رہیں۔)

صوفیاں دی دھرتی...... پنجاب

(محمد شریف انجم)

بابے فرید ایتھے اللہ دا ناں تہایا
نانک گرو نے آکے وحدت دا گیت گایا

عملاں دا کت چرخہ جیہنے سنیہڑا دتا
پاکے فقیری بانا اوہ شاہ حسین آیا

ہُو ہُو دا راگ پیارا آکے سنایا باہو
چھڈ نیند دے گھراڑے بُلھے نے آ جگایا

آیا جو شاہ وارث لے سخن پیارے پیارے
وِنجھلی محبتاں دی بیلے نوں آ سجایا

عشقِ اِلٰہ دے نغمے چھیڑے میاں محمد
پردے چ شاعری دے پیڑاں نوں آ لکایا

مٹھن چ آکے بولے جو بول مٹھے مٹھے
خواجہ فرید روہی رنگیلڑی دا جایا

Marfat.com

ایہ جنتاں دا ٹکڑا ایہ صوفیاں دی دھرتی
تاحشر ہسے وسے پنجاب ایہ خدایا (56)

(دیس پنجاب کی دھرتی پر بابا فرید نے اللہ کا ذکر بلند کیا۔ بابا گرو نانک نے توحید باری تعالٰی کے راگ الاپے۔ شاہ حسین نے اچھے اعمال کمانے کا پیغام عام کیا۔ یہی وہ دھرتی ہے جہاں سلطان باہو نے ہُو ہُو کا درس دیا اور بلھے شاہ نے غافلین کو نیند سے بیدار کیا۔ وارث شاہ نے اپنے پیارے سخن سے اس بیلے کو رونق بخشی۔ یہیں میاں محمد بخش نے عشقِ حقیقی کے نغمے چھیڑے۔ پنجاب کی اسی دھرت پر خواجہ غلام فرید مٹھن کوٹی نے میٹھے بول بولے۔ یہ دیس پنجاب، یہ صوفیاء کی دھرتی جنت کا ٹکڑا ہے۔ اے خدا! پنجاب کو تاحشر ہنستے مسکراتے رکھنا۔)

گلیاں لہور دیاں

(گلوکار، شوکت علی)

گلیاں لہور دیاں
جیوے مستی لوہاری، شاہ عالمی، گلاں غور دیاں
کرشن نگر، بھاٹی، ٹکسالی، گوالمنڈی دے ٹہور دیاں
گلیاں لہور دیاں
شیراں والا نی کرماں والا نی
ایتھے اکبری، مصری شاہ دا ڈھنگ نرالا نی
موچی گیٹ، دلی دروازہ شاناں نہیں کسے ہور دیاں
گلیاں لہور دیاں
شہراں وچوں اعلیٰ نی تے وکھرا نرالا نی
موہنی روڈ تے تک اکھاڑا ویام شالا نی
بھولو، اچھا، اکی، گوگا، جھارے جیے شاہ زور دیاں
گلیاں لہور دیاں

Marfat.com

ایہ دشمن لبھدے نی پیار پچھے مردے نی
ایتھے ریڑھے ٹانگے جتھاں سڑکاں ملدے نیں
شوکت لندن ، پیرس کیہ اے نہ پچھ صفتاں لہور دیاں
گلیاں لہور دیاں (57)

(لاہور کی گلیوں کی بات ہی نرالی ہے۔ مستی، لوہاری، شاہ عالمی، کرشن نگر، بھاٹی، ٹکسالی، گوالمنڈی کی شان قابلِ دید ہے۔ شیراں والا، اکبری، مصری شاہ، موچی گیٹ اور دلی دروازہ اس شہر کی پہچان ہیں۔ اس جیسا کوئی اور خطۂ ارضی نہیں ہوسکتا۔ شہر لاہور تمام شہروں سے اعلیٰ اور مختلف ہے۔ موہنی روڈ کو ذرا دیکھو تو یہاں بھولو، اچھا، اگی، گوگا، جھارا جیسے نامور شہ زور پہلوان گزرے ہیں۔ لاہور کے لوگ دشمنوں کے لئے سیسہ پلائی دیوار ہیں اور دوستوں کے لئے موم۔ شوکت! لندن اور پیرس میرے شہر لاہور کے آگے ہیچ ہیں۔ اس کی صفتیں میں کیا بیان کروں! لاہور کی گلیوں کی بات ہی نرالی ہے۔

دیس پنجاب دا گیت

(محمد صدیق حیرتؔ)

سارے جگ وچوں دِسدا جناب وکھرا
پنج پانیاں دا میرا ایہ پنجاب وکھرا
ہر گھبرو جوان دی پچھان وکھری
لاچا کُرتا تے پگڑی دی شان وکھری
جیویں پھُلاں وچ مہکدا گلاب وکھرا
پنج پانیاں دا میرا ایہ پنجاب وکھرا
دُدھ مکھناں دے پلے نیں سریر سبھ دے
رَت چہریاں تے لالیاں دے رنگ پھبدے
جگ وکھری جوانی تے شباب وکھرا
پنج پانیاں دا میرا ایہ پنجاب وکھرا
ایہدی مٹی وچ ماں والے پیار دی

Marfat.com

مہک پانیاں چ دُدھ دی ہواڑ دی
جند وار کے میں لے لاں ثواب وکھرا
پنج پانیاں دا میرا ایہ پنجاب وکھرا
انہاں راوی تے جھناں دیاں پانیاں
کئی کیتیاں نیں اَمر کہانیاں
ایتھے ازلاں توں عشق دا حساب وکھرا
پنج پانیاں دا میرا ایہ پنجاب وکھرا
گلی گلی وچ کِکلی تے گِدھا نچدا
ہر دل وچ رچیا اے پیار سچ دا
آپے اپنے سوال دا جواب وکھرا
پنج پانیاں دا میرا ایہ پنجاب وکھرا(58)

(پانچ پانیوں کی سرزمین میرا پنجاب دنیا کے نقشے پر نمایاں نظر آ رہا ہے۔ یہاں کے ہر جوان کی اپنی خاص پہچان ہے لاچہ، کُرتہ اور پگڑی کا تو کوئی جوڑ ہی نہیں۔ جیسے پھولوں میں گلاب کی مہک کی انفرادیت طے شدہ ہے ایسے ہی پانچ پانیوں کی سرزمین میرا پنجاب ہے۔ یہاں کے باسیوں کی پرورش دودھ، مکھن سے کی گئی ہے، ان کے چہروں کی لالی دل موہ لیتی ہے، ان کا شباب دنیا جہان سے انوکھا ہے۔ بالکل اُسی طرح جیسے پانچ پانیوں کی سرزمین پنجاب کی مثال ہے۔ اس کی مٹی میں ماں کے پیار کی خوشبو رچی ہوئی ہے، اس کے پانیوں سے تازہ دودھ کی باس آتی ہے، جی چاہتا ہے کہ میں اس پر اپنی جان نچھاور کر کے بڑے اجر کا حق دار بن جاؤں۔ پانچ پانیوں کی سرزمین میرا پنجاب بے مثال ہے۔ یہاں بہنے والے دریائے راوی اور چناب کے پانیوں نے کئی عشقیہ داستانیں امر کی ہیں، یہاں روزِ ازل سے عشق انوکھے رنگ روپ میں دکھائی دیتا رہا ہے۔ پانچ پانیوں کی سرزمین میرا پنجاب بے مثال ہے۔ یہاں گلی گلی میں ککلی اور گدھا (عوامی کھیل/ ناچ) ڈالا جاتا ہے۔ یہاں کے باسیوں کے دلوں میں سچا پیار بستا ہے۔ یہ سرزمین ایک ایسے سوال کی طرح ہے جس کا جواب منفرد بھی ہو اور دلکش بھی۔ پانچ پانیوں کی سرزمین میرا یہ پنجاب بے مثال ہے۔)

Marfat.com

واسی دیس پنجاب دا

(ڈاکٹر صفدر حسین برق)

میں جھوٹھ کدی وی کہندا نہیں
میں سچ بولن توں رہندا نہیں
میری جھوٹھیاں دے سنگ یاری نہیں
میں بدمعاشاں کول بہندا نہیں
میری ہور وی اک کمزوری اے
میں گل کسے دی سہندا نہیں
میری ظالم نال لڑائی اے
میں انج کسے نال کھیہندا نہیں
میں دیس پنجاب دا واسی آں
میں عشق صلیبوں لہندا نہیں
میں اپنی آن دا راکھا واں
میں ویریاں کولوں ڈھیہندا نہیں (59)

(میں دیس پنجاب کا بسنے والا ہوں۔ میں کبھی جھوٹ نہیں بولتا اور سچ کہنے سے کبھی نہیں ہچکچاتا۔ جھوٹے لوگوں سے میرا کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی بدکردار لوگ میرے حلقۂ دوستاں میں شامل ہیں۔ میری ایک اور کمزوری یہ ہے کہ میں کسی اپنے غیر کی غلط بات نہیں سنتا۔ میں ہر ظالم کا دشمن ہوں۔ عشق کی صلیب میرا مقدر ہے، میں اپنی عزت کی رکھوالی کرنے کا فن جانتا ہوں۔ میرے دشمن مجھے کبھی گرا نہیں سکتے۔ میں دیس پنجاب کا بسنے والا ہوں۔)

Marfat.com

پوِتّر دھرتی

(صفدر علی صفدر)

ایہ دھرتی غازی مرداں دی شینہہ ورگے اِتھ جوان
اُچیاں ٹیسیاں والے پربت، تھالی ورگے ہین میدان
ایہدے ساوے کھیتر جھومدے بھرپور ایہدے کھلیان
ایہدے چاندی ورگے پانی تے پنج ندیاں شور مچان
ایہدیاں خوشبو بھریاں واواں ذہناں نوں معمور کرن
ایہدے ذرے چانن ونڈ دے صفدر دل نوں نورونور کرن (60)

(دیس پنجاب کی یہ دھرتی غازی مردوں اور شیر جیسے جوانوں کی دھرتی ہے۔ یہ بلند چوٹیوں والے پربت اور تھالی جیسے میدانوں کی دھرتی ہے۔ اس کے سرسبز کھیت جھوم رہے ہیں اور اس کے کھلیانوں کا جوبن قابلِ رشک ہے۔ اس کا پانی چاندی کی طرح ہے، اس کے سینے پر بہنے والی پانچ ندیوں کا شور ہمیشہ کانوں میں رس گھولتا رہتا ہے۔ اس کی خوشبو بھری ہوائیں ذہنوں کو معمور کر دیتی ہیں۔ اس پوتر دھرتی کے ذرّے ہر دم روشنی تقسیم کرتے ہیں، ایسی روشنی کہ جو دلوں کو منور کرنے کا کام کرتی ہے۔)

دھرتی ماں

(صوفی طارق عزیز)

جنت جیہدے ہیٹھ کھڑاواں
اوہ ماواں نیں ٹھنڈیاں چھاواں
سچ کہندے نیں لوک سیانے
ایہدے دم نال دُور بلاواں
دھرتی ہوندی وانگوں ماواں
ایہنوں لگن نہ تتیاں واواں

Marfat.com

ہر دشمن توں ایہنوں بچا کے
ایس توں اپنی جان لٹاواں
اپنے دیس دیاں جنیاں تھاواں
سبھ نوں سدھراں نال سجاواں
ایہدے ویکھ کے پنڈ تے شہر
اپنے دل نوں میں پرچاواں
ایہدے باجھ میں سُکھ نہ پاواں
طارق سبھ کماں نوں چھڈ کے
ایہنوں مہندی وانگ رچاواں (61)

(ماں ٹھنڈی چھاؤں ہے کہ جس کے قدموں تلے جنت ہے۔ دانشمند سچ کہتے ہیں کہ اسی کے دم سے ہمارا سکھ چین جُڑا ہوا ہے۔ دھرتی بھی ماں کا روپ سروپ ہے۔ اے خدا! اس دھرتی ماں کو ہر آفت سے محفوظ رکھنا، اسے ہر دشمن کے وار سے بچانا۔ میں اپنی دھرتی ماں پر قربان۔ میں اس کے چپے چپے کو اپنی خواہشات سے سجاؤں۔ اس کے شہر اور گاؤں میرے لیے من پرچاوے کا سامان ہیں۔ مجھے اپنی دھرتی ماں سے دور رہ کر سکھ نہیں ملتا۔ طارق! آؤ سب کام چھوڑ کر اسے اپنے سانسوں میں مہندی کی طرح رچائیں۔)

اسیں وارث پنجاب دے

(طفیل خلش)

میرے سوہنیو! شاعرو! فنکارو!
اپنے قلم نوں چھوی بنا دیئے

حق کھوہ لیئے فیر ظالماں توں
سُتا ہویا پنجاب جگا دیئے

Marfat.com

پہلے ہتھاں تے لایئے چا فیر مہندی
ونگاں سنگیاں بانہواں چ پا دیئے

گُڈیاں رَل کے رات نوں پاؤن گِدّا
گھڑے سِراں تے فیر چکا دیئے

فیر گوریاں چاواں دے دُدھ رِڑکن
ٹُٹیاں چرخیاں نوں مالھاں پا دیئے

بھیناں چُوریاں دے لے کے جان چھنے
بھکھیاں ویراں نوں بھتا کھوا دیئے

ہل روک دیئے اَج ہالیاں دے
لونگ نک دے فیر لشکا دیئے

چھیڑو مجھیاں دے گاوندے پھرن ڈھولے
کتے کوڈی دا ڈھول وجا دیئے

گھبرو رل کے جان فیر میلیاں نوں
کتے جگنی دی ہیک لوا دیئے

کوکو دی واج فیر پوے کنیں
پینگھاں باغاں دے وچ لٹکا دیئے

Marfat.com

چوں چوں تے ٹِک ٹِک فیر سُنیے
اُجڑے کھوہواں نوں پاڑچھے پا دیئے

میرے سوہنیو! شاعرو! فنکارو
آؤ سُتا پنجاب جگا دیئے

چھڈو ہوٹلاں نوں چلو ڈیریاں تے
کوئی پیار دی گل سُنا دیئے

راوی ، اٹک، جھناں تے بیاس، جہلم
پنجاں ویراں دی شان ودھا دیئے

چھلاں تیز جھناں دیاں ٹھل کے تے
چل کے سوہنی نوں پار لنگھا دیئے

آؤ پنّوں نوں بھال کے تھلاں وچوں
فیر سسی دا شہر وسا دیئے

جنج موڑ دیئے جا کے کھیڑیاں دی
رل کے رانجھے نوں ہیر ملا دیئے

کٹک روکیے خان شمیر والے
سُتے مرزے نوں فیر جگا دیئے

Marfat.com

میرے سوہنیو! شاعرو! فنکارو!
آؤ سُتا پنجاب جگا دیئے

ایس ویلے دے چوچکاں کیدواں دے
شملے مٹی دے وچ رلا دیئے

دُلے بھٹی جہے شیر دا ذکر کر کے
اکبر شاہ دا تخت ہلا دیئے

دیس کریے چا پاک فرنگیاں توں
احمد کھرل نوں رفل پھڑا دیئے

توڑ سُٹیے ویلے دے جیل خانے
بھگت سنگھ دیاں بیڑیاں لاہ دیئے

ایس دھرتی دی آبرو رکھ لیئے
ماں بولی دے مان ودھا دیئے

اسیں وارث پنجاب دے پانیاں دے
وارث شاہ دا خواب سجا دیئے (62)

(خوبصورت شاعرو، فنکارو! آؤ اپنے قلم کو اپنا ہتھیار بنالیں۔ ظالموں سے اپنا حق چھین لیں اور سوئے ہوئے پنجاب کو جگا دیں۔ پہلے ہاتھوں میں مہندی رچائیں اور ناتواں بازوؤں کو چوڑیوں سے سجا دیں۔ دھرتی ماں کی راتیں مٹیاروں کے گدھے کی منتظر ہیں۔ آؤ! الھڑوں کے سروں پر پھر سے گھڑے رکھ دیں۔ ٹوٹے ہوئے چرخوں کی مالیں ڈال دیں اور دیس پنجاب کو پھر سے اس کا اصلی حسن لوٹا دیں۔ بہنیں پھر سے

Marfat.com

چوریوں بھرے چھنّے لے کر بھائیوں کے لیے کھیتوں میں جائیں۔ مُٹیاروں کے ناک میں لونگ کے لشکارے پھر سے کسانوں کے ہل روکنے کا کارن بن جائیں۔ بھینسوں کے آجڑی پھر سے ڈھولے گائیں اور نوجوان ڈھول کی تھاپ پر کبڈی کھیلیں۔ دوست مل کر میلہ دیکھنے جائیں اور جُگنی گانے والوں کی سُر گونجے۔ باغوں میں کو کو کی آواز پھر سے بلند ہو، باغوں میں جھولے پڑیں۔ اُجڑے کنوؤں سے چُوں چُوں اور ٹِک ٹِک کے گیت کانوں میں پھر سے رس گھولیں۔ میرے خوبصورت شاعرو، فلمکارو، آؤ اپنے دیس پنجاب کو خوابِ غفلت سے بیدار کر دیں۔ اُٹھو دوستو ہوٹلوں کو چھوڑ کر ڈیروں میں چلیں کہ جہاں پیار بستا تھا۔ آؤ دریائے راوی، اٹک، چناب، بیاس اور جہلم کو ان کی شان لوٹا دیں۔ آؤ چناب کی خونی لہروں کو روک کر سوہنی کو اس کی منزل پر پہنچا دیں اور پنوں کو خونی ریگستان میں سے ڈھونڈ کر سسّی کے شہر لے جائیں۔ آؤ کھیڑوں کی بارات روک دیں اور رانجھے کا ہیر سے ملاپ کرا دیں۔ آؤ خان شمیر کو مرزے کے قتل سے روکیں اور سوتے ہوئے مرزے کو جگائیں۔ آؤ وقت کے چوچک اور کیدوؤں کے اونچے شملے غرور سمیت پاؤں تلے روند ڈالیں۔ دُلے بھٹی کے تذکرے سے اکبر بادشاہ کا تخت ہلا دیں۔ رائے احمد خاں کھرل کے ہاتھوں میں بندوق تھما کر اپنے دیس پنجاب کو فرنگی جیسے حملہ آوروں اور قابضین سے آزادی دلوائیں۔ آؤ فرعونوں کے قائم کردہ جیل خانے توڑ کر بھگت سنگھ کی رہائی کا سامان کریں۔ اُٹھو! یہ دھرتی تمہیں اپنی آبرو کی حفاظت کے لئے پکار رہی ہے۔ آؤ! اپنی مادری زبان پنجابی کو اُس کا اصل مقام دلوائیں۔ ہم پنجاب کے پانچ پانیوں کے وارث ہیں اور ہمیں ہر حال میں وارث شاہ کے خواب کو تعبیر بخشنی ہے۔ اُٹھو! میرے خوبصورت شاعرو، فلمکارو! اپنے دیس پنجاب کو خوابِ غفلت سے بیدار کریں۔)

ایہہ نہیں میرا دیس

(طفیل خلش)

وقت اگے مَیں پچھے جاواں
گئے سمے نوں موڑنا چاہواں
لوک ہسن میں ہاڑے پاواں
میرے ٹُٹ گئے سارے خواب

Marfat.com

ایہ میرا پنجاب نہیں لوکو
ایہ نہیں میرا دیس پنجاب

بندیاں دی پہچان اے کتھے
عزت کتھے آن اے کتھے
راٹھاں والی شان اے کتھے
کوئی نہیں احمد کھرل نواب
ایہ میرا پنجاب نہیں لوکو
ایہ نہیں میرا دیس پنجاب

اَنکھاں والے گبھرو کتھے
بھگت لوہار تے جبرو کتھے
اُدھم سنگھ جیہے گبھرو کتھے
آزادی دے جیہڑے باب
ایہ میرا پنجاب نہیں لوکو
ایہ نہیں میرا دیس پنجاب

بہادر کتھے گھوڑیاں کتھے
بھائیاں والیاں جوڑیاں کتھے
رساں ریتاں توڑیاں کتھے
کسراں ہویا دیس خراب
ایہ میرا پنجاب نہیں لوکو
ایہ نہیں میرا دیس پنجاب

Marfat.com

دُدھ نوں رڑکن والیاں کتھے
کورے بھانڈے پالیاں کتھے
لجاں شرماں والیاں کتھے
نہ چُنی نہ شرم حجاب
ایہ میرا پنجاب نہیں لوکو
ایہ نہیں میرا دیس پنجاب

جوڑیاں ہل پنجالیاں کتھے
لسی بھتے والیاں کتھے
ہل ڈکے نیں ہالیاں کتھے
کتھے گئی اوہ لونگ دی تاب
ایہ میرا پنجاب نہیں لوکو
ایہ نہیں میرا دیس پنجاب

چٹھیاں گھلن والیاں کتھے
دریا ٹھلن والیاں کتھے
راہواں ملن والیاں کتھے
کاں تے چُوری ہو گئے خواب
ایہ میرا پنجاب نہیں لوکو
ایہ نہیں میرا دیس پنجاب

لوری دیندیاں ماواں کتھے
بھیناں مان بھراواں کتھے
پیار نوں لبھن جاواں کتھے

Marfat.com

گل نہیں آؤندی وچ حساب
ایہ میرا پنجاب نہیں لوکو
ایہ نہیں میرا دیس پنجاب

اج دے وارث جیبھ نہ کھولی
اپنے گھر وچ بن گئی گولی
کتھے گئی پنجاب دی بولی
کوئی اکھر نہیں وچ کتاب
ایہ میرا پنجاب نہیں لوکو
ایہ نہیں میرا دیس پنجاب

ایہ رنڈی دا ویہڑا بنیا
ایس دا سائیں کیہڑا بنیا
اوہنے ای لٹیا جیہڑا بنیا
دیوے مینوں کون حساب
ایہ میرا پنجاب نہیں لوکو
ایہ نہیں میرا دیس پنجاب(63)

(وقت آگے آگے بھاگ رہا ہے اور میں اس کا پیچھا کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ میں بیتے زمانے کو واپس لانا چاہتا ہوں۔ مجھے روتا پیٹتا دیکھ کر لوگ ہنس رہے ہیں۔ میرے سب خواب چکنا چور ہو گئے۔ اولوگو! یہ میرا دیس پنجاب نہیں ہے۔ ہاں ہاں میرا دیس ایسا نہیں تھا۔ یہاں شہ سوار مردوں کی پہچان کہاں ہے؟ عزت اور آن کی تاریخ رقم کرنے والے کہاں ہیں؟ شاہوں جیسی شان والے کہاں ہیں؟ کہیں احمد خان کھرل نظر نہیں آتا۔ اولوگو! یہ میرا دیس پنجاب نہیں ہے۔ ہاں ہاں میرا دیس ایسا نہیں تھا۔ غیرت کے نام پر جانیں وار دینے والے کہاں ہیں؟ بھگت سنگھ، نظام لوہار اور جبرو کدھر گئے؟ اُدھم سنگھ جیسے کڑیل جوان نظر نہیں آتے۔ آزادی کے باب آنکھوں سے اوجھل ہیں۔ اولوگو! یہ میرا دیس پنجاب نہیں ہے۔ ہاں ہاں میرا دیس ایسا نہیں تھا۔

Marfat.com

گھوڑیوں والے شیر بہادر کہاں ہیں؟ بھائیوں کے لئے جانیں قربان کرنے والے بھائی دکھائی نہیں دیتے۔ رسمیں ریتیں گم ہو گئیں۔ دیکھو میرے دیس کی حالت کس درجہ خراب ہو چکی ہے۔ او لوگو! یہ میرا دیس پنجاب نہیں ہے۔ ہاں ہاں میرا دیس ایسا نہیں تھا۔ دودھ بلونے والیاں، نازوں سے پلی بڑھیں عزت اور شرم کی دیویاں کدھر چلی گئیں کہ چنریا جن کے لئے فخر کا باعث ہوا کرتی تھی۔ او لوگو! یہ میرا دیس پنجاب نہیں ہے۔ ہاں ہاں میرا دیس ایسا نہیں تھا۔ بیلوں کی جوڑیاں، ہل اور پنجالی کہاں ہے؟ چھاچھ، روٹیاں اُٹھا کر کھیتوں کی طرف رواں دواں مٹیاریں کدھر چلی گئیں کہ جن کے لونگ کی چمک سے ہل چلانے والوں کی رفتار ماند پڑ جاتی تھی۔ چوری چھپے چٹھیاں بھیجنے والیاں، قول قرار نبھانے کی خاطر خونی لہروں سے دوبدو ہونے والیاں، راستوں میں بیٹھ کر پردیسیوں کی یاد کی مالا جپنے والیاں کدھر ہیں؟ اب مہمانوں کی آمد کی خبر دینے والے کوے غائب ہو چکے۔ اپنے بچوں کو لوریاں سنا کر سلانے والی مائیں اور وہ بہنیں کہ جو بھائیوں کے لئے فخر ہوا کرتی تھیں، نظروں سے اوجھل ہو گئیں۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا، اب میں پیار کی نعمت کو کہاں ڈھونڈنے جاؤں۔ او لوگو! یہ میرا دیس پنجاب نہیں ہے۔ ہاں ہاں میرا دیس ایسا نہیں تھا۔ آج کے وارث کی زبان کو تالے پڑے ہوئے ہیں۔ میں اپنے ہی گھر میں غلاموں کی طرح دن کاٹ رہا ہوں۔ مجھے کہیں پنجاب کی مادری زبان پنجابی نظر نہیں آتی۔ سب کتابوں میں غیر زبانیں ہیں۔ او لوگو! یہ میرا دیس پنجاب نہیں ہے۔ ہاں ہاں میرا دیس ایسا نہیں تھا۔ پنجاب کی دھرتی اب صحنِ بیوگان بن چکا ہے۔ کوئی اس کا والی وارث نہیں۔ جو بھی اس کا راہنما بنا اسی نے اسے دھوکہ دیا۔ میں اپنی دھرتی کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں کا حساب کس سے مانگوں؟ او لوگو! یہ میرا دیس پنجاب نہیں ہے۔ ہاں ہاں میرا دیس ایسا نہیں تھا۔)

گونگی قوم

(طفیل خلش)

نگری نگری لہو پیا وسے
پینگھاں دے لئی وٹ نہ رسے

Marfat.com

بار تے ساری کلر ہو گئی
پہاڑاں وچوں پانی نسے

کوئی وی ایتھے کجھ نہ جانے
کیہڑا رووے کیہڑا ہسے

نادر شاہ نے حملہ کیتا
اج وا وارث کھڑو کھڑ ہسے

تیرا پورن کھوہ وچ ڈگا
کیہڑا جا کے ماں نوں دسے

بالناتھ توں ویزا لے کے
رانجھا پار سمندروں دسے

مرزا وانگ جواناں لڑیا
ونجل سارے تیر چا کھسے

دُلا جا سُولی تے چڑھیا
لدھی پئی کماناں کسے

جہلم جدوں سکندر آیا
پورس اُٹھ میدانوں نسے

Marfat.com

کُنگیاں بُزدل قوماں اُتے
اکثر رب دی لعنت وسے (64)

(بستی بستی لہولہو ہے۔ ساری بار کی دھرتی بانجھ ہو چکی۔ اب پانی پہاڑوں میں جا بسا۔ یہاں کسی کو کچھ خبر نہیں کہ کون رو رہا ہے اور کون ہنس رہا ہے۔ نادر شاہ ایک بار پھر پنجاب کی دھرتی پر عذاب کی طرح ٹوٹ پڑا اور آج کے وارث شاہ کو کچھ خبر نہیں۔ آج کون ماں کو جا کر بتائے کہ تمہارا پورن کنوئیں میں گر چکا ہے۔ رانجھا، بالناتھ سے ویزا لے کر سمندر پار جا بسا۔ محبوب کی بے وفائی کے باوجود بھی مرزا اپنے دشمن سے مردوں کی طرح لڑا۔ دُلے بھٹی کو ظالموں نے سولی پر چڑھا دیا اور اس کی بے بس بوڑھی ماں بڑھاپے کی سیج پر بیٹھی کمائیں کستی رہ گئی۔ جب جہلم سکندر آیا تو پورس میدان سے بھاگ کھڑا ہوا۔ دیکھو بزدل اور بے زبان قومیں اکثر رب کی لعنت کی مستحق ٹھہرتی ہیں۔)

مٹی دی خشبو

(طفیل خلش)

مری دھرتی مری مائے
توں مینوں جان دی ہودیں گی صدیاں توں
بڑی مدت دے پچھوں میں
تری مٹی تے آیا واں
ترا داسی ہاں صدیاں توں
میں تیری ککھ دا جایا
بھلا کنج بھُل سکنی ایں
تُوں میرا نام نی مائے
الف توں لے کے یے تیکر
ایہ سارے حرف میرے نیں
ایہناں حرفاں توں میرے
وَن سونے نام بن دے نیں

Marfat.com

میرے ہر نام توں واقف نیں
تیری لکھ دے جائے
میں ایہناں نال جمیاواں
میں ایہناں نال پلیاواں
میں ایہناں نال ہسیاواں
میں ایہناں نال رویاواں
تے ہر دُکھ سُکھ دے وچ مائے
میں ایہناں نال رلیاواں
مرے سنگی مرے بیلی مرے چاچے مرے تائے
ایہ سارے جان دے مینوں
توں وی پہچان لے مینوں
تری مٹی دی خشبو
میریاں ساہواں چوں آوندی اے
مری رگ رگ دے وچ چلدا اے
لہو بن کے، ترا پانی
ایہ ندیاں، کھیت نہراں
ایہ جھلاراں کھیت تے بنّے
ایہ کندھاں کچیاں کوٹھے تے ڈھارے، بوہے تے چھنے
ایہ چھپر، ویہلیاں گلیاں تے نالے بوہڑ دے سائے
ایہ بوٹے وی دھریکاں دے
جیہڑے ہتھیں سی میں لائے
ایہ سارے جان دے مینوں
توں وی پہچان لے مینوں
بڑی مدت دے پچھوں میں تری مٹی تے آیاواں
میں دنیا وچ نی مائے

Marfat.com

یتیماں وانگ پھریا واں
ترے دُکھاں جہی لوری
نہیں لبھی ساری دنیا تے
نہ لبھے گیت مینوں تیریاں ٹھنڈیاں ہواواں دے
نہ لبھے آسرے مینوں، کتوں بھیناں بھراواں دے
ترے توں وکھ ہو کے پچھ نہ کیہ حال سی مائے
بگانے دیس رُلدے نیں ترے کئی بال نی مائے
ایہ لکھوں ساویں ٹلدے نیں ترے پئے لال نی مائے
پرائی ماں پرایا بال سینے کنج لاوندی اے؟
بھلا سولاں دے اُتے وی کسے نوں نیند آوندی اے؟
میں جیون جاگ کے کٹیا اے ایہناں نال نی مائے
کئی صدیاں دے جگراتے توں.
اکھاں پاٹ گیاں نین
ایہ جُثہ تھک گیا میرا
میری سدھراے ہُن مائے
ترے سینے تے سوں جاواں
میں تیری خاک توں جمیا
میں تیری خاک ہو جاواں(65)

(اے میرے دیس پنجاب کی دھرتی! تو مجھے صدیوں سے جانتی ہوگی۔ میں ایک عرصے کے بعد تیری طرف لوٹا ہوں۔ میں صدیوں سے تیرا داسی ہوں۔ میں نے تیری کوکھ سے جنم لیا ہے۔ اے ماں! تو بھلا میرا نام کیسے بھول سکتی ہے۔ 'الف' سے لے کر 'ے' تک تمام حروف میرے ہیں۔ ان حروف سے میرے طرح طرح کے نام بنتے ہیں۔ میرے ہر نام سے تیرے بیٹے واقف ہیں جو میرے بھائی ہیں۔ میں ان کے ساتھ پلا بڑھا ہوں۔ ہم دُکھ سُکھ کے ساتھی ہیں۔ میں ان کا ہر مشکل وقت کا ساتھی ہوں۔ میرے دوست، چچے، تائے سب مجھے جانتے ہیں۔ اے دھرتی ماں! تُو بھی مجھے پہچان لے۔ تیری مٹی کی خوشبو میری سانسوں میں رچی بسی ہوئی ہے۔ تیرا پانی لہو بن کر میری رگ رگ میں دوڑ رہا ہے۔ یہ ندیاں، نہریں، کھیت، پگڈنڈیاں،

Marfat.com

جھلاریں، کچی دیواریں، مکان، دروازے، دہلیزیں، سنسان گلیاں، نالے، بوہڑ کے سائے اور درخت جو میں نے ہاتھوں سے لگائے تھے سب مجھے جانتے ہیں۔ اے دھرتی ماں! تُو بھی مجھے پہچان لے۔ میں ایک لمبے عرصے کے بعد تیری طرف لوٹا ہوں۔ اے ماں! میں نے دنیا میں یتیموں کی طرح دردر دھکے کھائے۔ تیرے درختوں جیسی لوری سارے جہان میں کہیں نہیں ملی۔ تیری ٹھنڈی ہواؤں جیسے گیت کہیں سنائی نہیں دیے۔ میں بہن بھائیوں کے پیار کو ترس گیا۔ اے ماں! تیرے کئی بچے پردیس میں بھٹک رہے ہیں۔ تیرے بیٹے دردر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ بتا کیا پرائی ماں تیرے بیٹوں کو گلے لگائے گی؟ ماں! پردیس کانٹوں کی طرح ہے۔ بتا کانٹوں پر تیرے بچے کیسے سکھی رہ سکتے ہیں۔ اے ماں! میں نے پردیس میں سارا وقت جاگ کر کاٹا ہے۔ صدیوں کے رتجگوں سے میری آنکھیں پتھرا گئیں۔ اب میرا جسم تھک گیا۔ میں تیرے سینے پر لمبی نیند سونے کی خواہش لے کر آیا ہوں۔ میں نے تیری ہی خاک سے جنم لیا تھا اور اب تیری ہی خاک میں ملنا چاہتا ہوں۔)

دھرتی ماں

(ظہور حسین)

غیراں دا سر ننگا دیکھ کے اپنی لاہ نہ پگ
دھرتی ماں دے سوہنے پُترا ماں دے آکھے لگ

لکھاں ویکھے موہرے پھکدے
دلوں نشان نہ مٹدے شک دے
وچے وچ لاوے پکدے
ست سمندر ٹھار نہ سکدے
اک اندر دی اگ
دھرتی ماں دے سوہنے پُترا ماں دے آکھے لگ

Marfat.com

پڑھیا وچ جے موہڑا پاویں
پلے غیرت لے کے جاویں
حق دی سچ دی گل سناویں
ٹھگاں وچ نہ ٹھاہر بناویں
بن جاویں گا ٹھگ
دھرتی ماں دے سوہنے پُتر اماں دے آکھے لگ

میریاں جے پُنج جان دعاواں
پوٹے پوٹے لہور وساواں
شوک ادے شاوا شوک جھناواں
جیلیے تیرے صدقے جاواں
وگ نی راوییے وگ
دھرتی ماں دے سوہنے پُتر اماں دے آکھے لگ

آ جا اپنے اندر وڑیے
گھر دے چور دا چہرا پڑھیے
سنھ توں کوئی منافق پھڑیے
ویر کرودھ دی مندری جڑیے
آ جا پیار دا نگ
دھرتی ماں دے سوہنے پُتر اماں دے آکھے لگ

سجناں توں نہیں انکار ہوندا
پیار ہوندا تے فر پیار ہوندا
غیرت والا سردار ہوندا

Marfat.com

جی دار بندا جی دار ہوندا
بزدل بندہ جھگ
دھرتی ماں دے سوہنے پُترا ماں دے آکھے لگ

گل وچ پایئے ڈھول اوئے پُترا
مکھ دی باری کھول اوئے پُترا
کیہ نہیں تیرے کول اوئے پُترا
سورج بن کے جگ
دھرتی ماں دے سوہنے پُترا ماں دے آکھے لگ

سارا نشہ سرور ای ایہدا
دل دے اندر نور ای ایہدا
بیڑی ایہدی پور ای ایہدا
تیرے وچ ظہور ای ایہدا
ایہ تیری شہ رگ
دھرتی ماں دے سوہنے پُترا ماں دے آکھے لگ (66)

(غیروں کی طرف دیکھ کر شرم وحیا کا دامن مت چھوڑ۔ اے دھرتی ماں کے خوبصورت بیٹے! اپنی دھرتی ماں کا فرمانبردار بن جا۔ ہم نے لاکھوں لوگ زہر کھاتے دیکھے ہیں۔ شک کے نشان کبھی دلوں سے نہیں مٹتے۔ شک ایسا لاوا ہے جو بیچوں بیچ پکتا رہتا ہے اور اندر کی اس آگ کو سات سمندروں کا پانی بھی بجھا نہیں سکتا۔ اے دھرتی ماں کے خوبصورت بیٹے! اپنی دھرتی ماں کا فرمانبردار بن جا۔ اگر کبھی تمہیں منصف کا منصب ملے تو غیرت مند بن کر بیٹھنا اور حق سچ کی بات کرنا۔ دیکھنا کبھی چوروں ٹھگوں کو ساتھی نہ بنا لینا۔ ورنہ ایک دن تم بھی انہیں کا حصہ بن جاؤ گے۔ اے دھرتی ماں کے خوبصورت بیٹے! اپنی دھرتی ماں کا فرمانبردار بن جا۔ اگر میری دعائیں پوری ہو جائیں تو میں اپنے روم روم میں لاہور بساؤں۔ او دریائے چناب! زور وشور سے ایسے ہی بہتا رہ۔ او نیلی بار کی سرزمین! میں تجھ پر اپنی جان نچھاور کر دوں۔ او دریائے راوی! تیرے پانی کی تہ

Marfat.com

روانی کی خیر۔اے دھرتی ماں کے خوبصورت بیٹے! اپنی دھرتی ماں کا فرمانبردار بن جا۔ آؤ! اپنے اندر جھانکیں اور اندر بستے چور کا چہرا پڑھیں۔ آؤ! نقب زنی کرنے والوں کو بے نقاب کر ڈالیں اور نفرت کی انگوٹھی میں پیار کا نگینہ جڑیں۔ دوست کبھی دوست کو انکار نہیں کرتا، پیار تو پیار ہوتا ہے۔ جو غیرت مند ہو اُسے ہی سرداری کا حق حاصل ہے۔ دوستی ہمیشہ جی دار ہی سے کرنی چاہیے۔ بزدل بندے کا ساتھ جھاگ کی مانند ہوتا ہے۔ اے بیٹے! آؤ گلے میں ڈھول ڈالیں اور اپنی آواز بلند کریں۔ بتا تیرے پاس کس چیز کی کمی ہے۔ تُو سارے جہان میں سورج بن کر چمک۔ سارا نشہ، سرور اور تیرے دل کی روشنی دھرتی ماں کے دم قدم سے ہے۔ یہی بیڑی ہے اور یہی پُور۔ اے ظہورا! تجھ میں اسی کا ظہور ہے۔ یہ دھرتی ماں تیری شہ رگ ہے۔ اے دھرتی ماں کے خوبصورت بیٹے، اپنی دھرتی ماں کا فرمانبردار بن جا۔)

دھی پنجاب دی

(بی بی عابدہ)

میں دھی ہاں دیس پنجاب دی میرا سوہنا دیس پنجاب
ایتھے دریا ٹھاٹھاں مار دے کِتے راوی کِتے چناب
ایتھے ہیراں ڈھولے گاوندیاں ایتھے سوہنیاں کرن کلول
نالے کناں وچ رس گھولدے میرے پیار دے مٹھڑے بول
میں دھی آں اوس پنجاب دی جیہدا جگ تے اُچا ناں
ایہ دھرتی کرماں والڑی جیہڑی لگدی میری ماں
ایہدے موسم رنگ رنگیلڑے ایتھے پھلاں بھری بہار
میرا سوہنا روپ سلکھنا میں الھڑ جہی مٹیار
میں ہر دم موجاں مان دی میں درد غماں توں دور
مینوں دھرتی جنت جاپدی تے میں جنت دی حُور
جے لوڑ پوے تاں ایس توں میں جان وی دیواں وار

Marfat.com

میں حوصلیاں دی شیرنی، میں کدی نہ مناں ہار
میرا مرشد شاہ حسین ہے، میرا بلھا، وارث پیر
جیہڑا بیلے مجھیاں چاردا میں اوس رانجھے دی ہیر
میرا ناں اے بی بی عابدہ میرا سوہنا دیس پنجاب
ایہدے شیراں ورگے گھبرو تے مکھڑے وانگ گلاب(67)

(میں دیس پنجاب کی بیٹی ہوں۔ میرا دیس پنجاب بے حد خوبصورت ہے۔ یہاں راوی اور چناب جیسے دریا ٹھاٹھیں مار رہے ہیں۔ یہ ہیروں اور سوہنیوں کا دیس ہے۔ جن کے بول کانوں میں رس گھول رہے ہیں۔ میں اُس دیس پنجاب کی بیٹی ہوں جسے دنیا کے نقشے میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ یہ دھرتی جو میری ماں لگتی ہے نہایت خوش بخت ہے۔ اس کے موسم رنگوں بھرے اور اس کی بہار پھولوں سے لدی ہوئی ہے۔ مجھ الھڑ مٹیار کا انمول روپ اسی سے جُڑا ہوا ہے۔ میں غموں سے دور ہر پل خوشیوں میں گم رہتی ہوں۔ مجھے اپنی دھرتی جنت کی طرح دکھائی دیتی ہے اور میں اپنے آپ کو جنت کی حور سمجھتی ہوں۔ اگر ضرورت پڑی تو میں اس پر اپنی جان قربان کر ڈالوں گی۔ مجھ میں شیرنیوں جیسا حوصلہ ہے اور میں کسی میدان میں ہار نہیں مانتی۔ شاہ حسین میرا مرشد ہے بلھے شاہ اور وارث شاہ میرے پیر ہیں۔ میں رانجھے کی ہیر ہوں۔ میرا نام بی بی عابدہ ہے اور میں سوہنے دیس پنجاب کی رہنے والی ہوں۔ اس دھرتی پر جنم لینے والے جوان شیروں جیسے ہیں جن کے چہرے گلاب کے پھول کی مانند ہیں۔)

پنجابی

(عاشق علی فیصل)

اک سچی تصویر پنجابی
وارث شاہ دی ہیر پنجابی
اپنے پیریں آپے پائی
ویلے دی زنجیر پنجابی
تھاں تھاں دھکے دھوڑے کھانے

Marfat.com

نہیں تیری تقدیر پنجابی
اپنی بولی جیکر بولیں
تیری اے توقیر پنجابی
اپنا حق جے لینا ای تے
کر لے کجھ تدبیر پنجابی
حالے وی ویلا اے اُٹھیں
اِنج نہ ہو دلگیر پنجابی
دھرتی ماں دی پوجا کردے
فیصل جہے فقیر پنجابی (68)

(پنجابی ایک سچی تصویر کی طرح ہے۔ یہ حضرت وارث شاہ کی عشقیہ داستان کا کردار ہیر ہے۔ صد افسوس پنجابیوں نے اپنے ہاتھوں خود اپنے پاؤں میں وقت کی زنجیر ڈال لی ورنہ جگہ جگہ دھکے کھانا ان کی تقدیر کا حصہ نہیں ہے۔ اے پنجابی اگر تُو اپنی زبان بولے تو تیری توقیر تجھے واپس مل سکتی ہے۔ اگر تُو نے اپنا کھویا مقام حاصل کرنا ہے تو کچھ فکر کر، ایسے افسردہ نہ بیٹھ ابھی وقت ہے اُٹھ اور تُو اپنی آواز بلند کر، دیکھ یہاں فیصل جیسے پنجابی فقیر دھرتی ماں کی پوجا کر رہے ہیں۔)

دھرتی ماں لئی اک وین

(عباد نبیل شاد)

میری دھرتی
سونا کڈھے
چاندی جمے
فیر وی بھکھی
فیر وی ننگی (69)

(میری دھرتی ماں سونا اگلتی ہے، چاندی کو جنم دیتی ہے مگر پھر بھی بھوک اور افلاس کے پنجوں میں جکڑی ہوئی ہے۔)

Marfat.com

دیس پنجاب لئی اک دعا

(عبدالجبار غوری)

تیری شان نرالی ربا
میرے ہتھ سوالی ربا

بُوٹا آس اُمید دا لا دے
میرا سوہنا دیس سجا دے
جو کجھ منگاں جھولی پادے
موڑ نہ دیویں خالی ربا
میرے ہتھ سوالی ربا

دیس پنجاب اے ماداں ورگا
ڈونگھے دل دریاواں ورگا
ٹھنڈیاں ٹھنڈیاں چھاواں ورگا
وسّے ڈالی ڈالی ربا
میرے ہتھ سوالی ربا

بُلھے شاہ دا دیس نیارا
وارث شاہ دی اکھ دا تارا
رُڑھدا جاوے کرماں مارا
کون کرے رکھوالی ربا
میرے ہتھ سوالی ربا

Marfat.com

کیڈی سوہنی بولی ایہدی
میری جند اے گولی ایہدی
بھردا رہواں گھڑولی ایہدی
دھرتی کرماں والی ربا
میرے ہتھ سوالی ربا

کیہڑی ماں نال دُکھ سُکھ پھولن
پُتر غیر دی بولی بولن
اپنے پیراں ہیٹھ مدھولن
کون بنے ہُن مالی ربا
میرے ہتھ سوالی ربا

نہ رہی راتؔ نوں لگن میٹی
نہ مُیاراں دے ہتھ گیٹی
سُن دی نہیں ہُن پیار دی سیٹی
نفرت دے دکھالی ربا
میرے ہتھ سوالی ربا

نہ کوئی ہیر سناوے گج کے
ڈسکو گانے گاون رج کے
شرماں لکھن مُکھ نوں کج کے
جد دی ہوش سنبھالی ربا
میرے ہتھ سوالی ربا

Marfat.com

نہ اوہ سحر دوپہراں رہیاں
نہ ساون وچ پینگھاں پئیاں
نہ اوہ واؤلے نہ اوہ کہیاں
نہ اوہ کھیت نہ ہالی ربا
میرے ہتھ سوالی ربا

نہ مکھن نہ پیڑے رہ گئے
نہ بابل دے ویہڑے رہ گئے
گئے رانجھے تے کھیڑے رہ گئے
لوڑاں نے اگ بالی ربا
میرے ہتھ سوالی ربا

نہ اوہ گِدّھے نہ اوہ تاڑی
آ گئی ہُن تے گھر گھر ساڑھی
نہیں ڈولی وچ بہندی لاہڑی
نہ اوہ مُکھ تے لالی ربا
میرے ہتھ سوالی ربا

کھیڈیا جتھے اڈا کھڈا
پایا یار بیلی نال پھڈا
چیتے آوے اِک اِک اڈا
نالے وڈی ٹاہلی ربا
میرے ہتھ سوالی ربا

Marfat.com

نہ اوہ دُدھ ملائیاں رہیاں
نہ اوہ ڈھگے گائیاں رہیاں
نہ اوہ اگلیاں واہیاں رہیاں
نہ اوہ ہل پنجالی ربا
میرے ہتھ سوالی ربا

آئی ولایتوں بیگم چاہ
لسّی دتی ایس بھجا
سینے دتیاں اگاں لا
بُجے خالم خالی ربا
میرے ہتھ سوالی ربا

ولیمہ لوکیں جدوں کراون
روٹی کھُرلیاں وچ سجاون
ڈنگراں وانگر ٹُر پھر کھاون
کیہ کیہ موج بنا لئی ربا
میرے ہتھ سوالی ربا

نہ سناوے باتاں دادی
نہ ای رہی اولاد سوادی
ہوندی ماپیاں دی بربادی
بھاویں نیانے چالی ربا
میرے ہتھ سوالی ربا

Marfat.com

پہلاں جد وی ویکھیا وانڈھا
فجرے ملیا کھان نوں بھانڈا
ہُن تے گھر گھر چاہ تے آنڈا
ہر اِک رسم ونجا لئی ربا
میرے ہتھ سوالی ربا

دیس تُوں کئی رنگاں وچ رنگیا
غوری ایہدے پیار نے ڈنگیا
ہُن تے دے دے جو کجھ منگیا
صدقے کملی کالی ربا
میرے ہتھ سوالی ربا(70)

(اے خدا تیری شان نرالی ہے۔ ہمیں آس اُمید کی نعمت سے نواز دے میرے خوبصورت دیس کو سجا دے۔ میں جس چیز کا طلب گار ہوں وہ میری جھولی میں ڈال دے۔ میرا دیس پنجاب ماؤں کی طرح ہے۔ یہ گہرے دل دریا جیسا ہے۔ یہ ٹھنڈی چھاؤں کی مانند ہے۔ اے خدا اس دیس کی ڈالی ڈالی کی خیر۔ بلھے شاہ کا یہ دیس نیارا ہے۔ یہ دھرتی وارث شاہ کی آنکھ کا تارا ہے۔ افسوس اب یہ زوال پذیر ہے۔ اے خدا اب اس کی رکھوالی کون کرے! اس دیس کی زبان (پنجابی) کتنی خوبصورت ہے۔ میری زندگی اس دھرتی کی باندی ہے۔ میں اس خوش بخت دیس کی غلامی ہمیشہ کرتا رہوں گا۔ اپنی ماں کے ساتھ کون درد بانٹے۔ اس کے بیٹے تو پرائی زبان بول رہے ہیں۔ یہ خود اپنی ماں کو اپنے پاؤں تلے روند رہے ہیں۔ اب اس گلشن کا کون مالی بنے۔ اب رات کو چھپن چھپائی کھیلنے کی ریت ختم ہو گئی۔ نہ اب مٹیاریں گیٹے کھیلتی ہیں۔ اب کہیں پیار کا سُر سنائی نہیں دیتا۔ ہر جگہ نفرت نے پنجے گاڑ رکھے ہیں۔ مٹیاریں لوک گیتوں کی لے بھول گئیں۔ سب ڈسکو گانے گا رہی ہیں۔ گاؤں، گاؤں نہیں رہ گئے۔ اب زرعی رہتل اپنا وجود کھو چکی ہے۔ اے خدا! وہ ہرے بھرے خوشیوں کے پیامبر کھیت کہاں ہیں۔ مجھے اپنے بچپن کا ایک ایک پل یاد آ رہا ہے۔ وہ شیشم کا پیڑ بھی جو کٹ چکا ہے۔ اب کہیں کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ جب سے انگلستان سے بیگم چائے آئی کہیں چھاچھ نظر نہیں آتی۔ اس چائے نے سینے جلا ڈالے اور سب کے تن بدن خالی کر دیے۔ اب لوگ بیاہ کا کھانا کھر لیوں میں سجا دیتے

Marfat.com

ہیں اور پھر مویشیوں کی طرح چل پھر کر کھاتے ہیں۔ بیٹھ کر کھانے کی ریت کو بھول کر لوگوں نے کیا کیا موج بنا لی۔ نہ اب دادی اماں کہانیاں سناتی ہے اور نہ ہی اولاد پہلے جیسی نیک لائق ہے۔ ماضی میں جب بھی کسی کے ہاں مہمان جاتا تھا تو اُسے صبح سویرے کھانے کے لئے گھر کی بنی ہوئی پنجیری ملتی تھی۔ مگر اب گھر گھر چائے، انڈا دکھائی دیتا ہے۔ ہم نے اپنی ہر رسم اپنے ہاتھوں گنوالی۔ اے دیس تیری شان نرالی ہے۔ تُو بہت سے رنگوں میں رنگا ہوا ہے۔ اے خدا! کالی کملی والے کا صدقہ میں تجھ سے جو کچھ مانگ رہا ہوں مجھے عطا کر دے۔ اے خدا میرے ہاتھ سوالی ہیں اور تیری شان نرالی ہے۔)

راوی

(عبدالجبار منتظر)

راوی تیرا راج لِکھاں گے
تیرے سر دا تاج لِکھاں گے
ملہوروں لا بندبوسن تائیں
جنیں جنیں پالی لاج لِکھاں گے
تیرا کھا کے تینوں پھٹکن
گالے کیس اناج لِکھاں گے
غداراں دے سرناویں وچ
باہلک تے سرفراج لکھاں گے
متلی، جیوا، کھیم سنگھ نوں
تیری پت دے پاج لکھاں گے
چاوا، خوشیا تے رائے احمد
لشکاں بھرے سراج لکھاں گے
کیہ برکلی دے نال ہوئی

Marfat.com

فتیانے دی ڈاج لکھاں گے
تیری عظمت تیرے منہ نوں
تینوں سبھ مہاراج لکھاں گے
ہُن پنجابی چپ نہیں رہنی
ویلے دی ایہ واج لکھاں گے
ڈھولے، ماہیے، ٹپے، دوہڑے
تیرے سارے ساج لکھاں گے
منٹھار گواچے لعل نہیں لبھدے
دھرتی دے پکھراج لکھاں گے (71)

(اے دریائے راوی! ہم تیرے راج کے بارے میں لکھیں گے، ہم تیری حکومت کی تاریخ رقم کریں گے۔ لاہور سے لے کر بند بوسن (ملتان) تک عزت و غیرت کی تمام داستانیں لفظوں میں محفوظ کریں گے۔ جو تیرا کھا کر تجھے بُرا بھلا کہتے ہیں اُن کے چہرے بھی بے نقاب کریں گے۔ جب ہم نے غداروں کی تاریخ رقم کی تو سب سے پہلے بابلک اور سرفراز کا نام لکھیں گے۔ اور جب دھرتی ماں کے بیٹوں کی بات چلی تو متلی، جیوا اور کھیم سنگھ کی شہادتوں کو کبھی فراموش نہیں کریں گے۔ چادا، خوشیا اور رائے احمد خان کھرل کے نام دھرتی ماں کے رکھوالوں کے طور پر روشنی کے حروف سے لکھیں گے۔ ہم یہ بھی لکھیں گے کہ انگریز فوجی افسر برکلی کو مراد فتیانے نے کیسے موت کے گھاٹ اُتارا۔ اے دھرتی ماں! تیری عظمت کی بقا کے لئے ہم تجھے مہاراج لکھیں گے۔ اب ہم پنجابی زبان کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں کا بھی بہ بانگِ دہل تذکرہ کریں گے کیونکہ اب وقت کی یہی آواز ہے۔ ڈھولے، ماہیے، ٹپے، دوہڑے تیرے یہ سب ساز اب بلند ہوں گے۔ منٹھار! ہم دھرتی ماں کے بیٹوں کی بہادری کے تمام قصے تاریخ کا حصہ بنائیں گے۔)

دھرتی ماں دا پُتر

(عبدالعزیز چشتی)

پُتر ہاں میں پنجاب دا
حصہ سنہرے باب دا

Marfat.com

تاریخ ہاں میں پیار دی
جھانجر جویں مٹیار دی
میں بول بولاں پیار دے
میں گیت گاؤناں یار دے
بنسی دی مٹھی تان ہاں
میں پُن ہاں تے دان ہاں
ساون دا مٹھا گیت میں
غمگیں دلاں دا میت میں
آیا دوارے عشق دے
چڑھیاں چبارے عشق دے
ٹُردا واں سینہ تان کے
سوندا واں غلی تان کے
میرے تے سایا رب دا
جو رب سارے جگ دا
پھلاں دی اک مہکار میں
دھرتی دا پہریدار میں
فصلاں اُگاتا زرج کے
ہر کم کرنا بھج کے
دشمن نوں میں للکار دا
دشمن توں میں نہیں ہاردا
چشتی بڑا انبھول میں
اِک شے بڑی انمول میں (72)

(میں پنجاب کا بیٹا ہوں، میں سنہرے باب کا حصہ ہوں، میں پیار کی تاریخ ہوں بالکل اُسی طرح جیسے کسی

Marfat.com

دوشیزہ کی جھانجر ہو۔ میں پیار کے راگ الاپتا ہوں، میں اپنے میت کے سنگیت گاتا ہوں۔ میں بنسریا کی میٹھی تان ہوں۔ میں ساون کا میٹھا گیت ہوں، میں افسردہ اور ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والا ہوں، میں عشق کی دہلیز پر آ پہنچا ہوں، مجھے عشق نے اپنے حصار میں لے لیا ہے، میں اکڑ کر زمین پر چلتا ہوں اور گہری نیند سوتا ہوں۔ میں اپنے پروردگار کی رحمت کے سائے میں ہوں، وہ پروردگار جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ میں پھولوں کی مہکار ہوں، میں اپنی دھرتی کا پہریدار ہوں، میں ڈھیروں فصلیں اُگاتا ہوں اور ہر کام خوشی خوشی کرتا ہوں۔ میں اپنے دشمن کو للکارنے میں پہل کرتا ہوں اور دشمن سے جیتنا میرا نصب العین ہے۔ اے چشتی! افسوس صد افسوس کہ میں اتنی انمول شے ہوں مگر میں آج تک اپنے آپ کو پہچان نہ سکا۔)

سوہنا دیس پنجاب دا

(عبدالعزیز چشتی)

میں واسی آں اُس دیس دا جیہدا سوہنا ناں پنجاب
ایہدے موسم رنگ رنگیلڑے کِتے راوی کِتے چناب
ایتھے سونا اُگلن کھیتیاں ایتھے پیلاں پوندے مور
ایتھے بھتے ڈھونڈیاں ناریاں نہیں ایہناں جیہا کوئی ہور
ایہ دھرتی کرماں والڑی ایتھے وسدے پیر فقیر
ایتھے رانجھا جوگی ہو گیا اُتے لبھ گئی اوہنوں ہیر
ایہ سوہنا شہر لہور دا ایتھے داتا دا دربار
نالے اُچے بُرج لہور دے ایتھے رہندی سدا بہار
ایتھے ولیاں قدم جمائے سی اس شہر دی اُچی شان
اک شہر ایہدا گجرات ہے اوہدا سُندر سوہنا روپ
قربان ہوئی مہینوال توں اوہنوں گیا جھناں سی چُوپ
مرا سوہنا شہر قصور دا ایہ بلھے شاہ دا شہر
ایتھے چینا چھڑدے گبھرو ایتھے میلے اٹھے پہر

Marfat.com

اک ہے جنڈیالہ شیر خاں جتھے وارث لکھی ہیر
اساں پیارے وارث شاہ دے تے وارث ساڈا پیر
اک پاک پتن دا شہر وی ہے اپنی آپ مثال
ایہ ڈیرہ پاک فرید دا ایتھے عرس ہووے ہر سال
سلطان باہو دے شہر نوں لوکیں آکھن شور شریف
سدا وسے رحمت رب دی سدا رسے شور شریف[73]

(میں اس سوہنے دیس کا رہنے والا ہوں جس کا نام پنجاب ہے۔ اس کے موسم رنگ رنگیلے ہیں۔ اس کے سینے پر کہیں راوی بہہ رہا ہے اور کہیں چناب۔ اس دھرتی کے کھیت سونا اُگلتے ہیں اور مور پیلیں ڈالتے ہیں۔ کھیتوں میں کام کرنے والوں کے لیے کھانا لے جانے والیوں کا کوئی ہمسر نہیں۔ یہ دھرتی بہت خوش بخت ہے۔ یہ پیروں فقیروں کا گھر ہے۔ رانجھے جوگی نے یہیں جوگ کمایا۔ یہ جو قابلِ دید شہر لاہور ہے، یہ داتا علی ہجویری کا مسکن ہے۔ اونچے بُرجوں والے لاہور میں سدا بہار رہتی ہے۔ اس شہر میں اولیاء نے قدم جمائے، اس کی شان عظیم ہے۔ اس دیس کا شہر گجرات بھی کم نہیں۔ اسی مُندر سوہنے روپ والے شہر میں سوہنی اپنے محبوب مہینوال پر مرمٹی اور اُسے چناب کی لہروں نے اچک لیا۔ میرا سوہنا شہر قصور بلھے شاہ کی دھرتی ہے۔ یہاں ہمیشہ میلے کا سماں رہتا ہے۔ وارث شاہ کا جنڈیالہ شیر خان بھی یہیں ہے۔ ہم وارث شاہ کے پیارے ہیں اور وہ ہمارے مرشد ہیں۔ پاک پتن شہر کی مثال بھی کہیں نہیں ملتی۔ یہ حضرت بابا فرید کا ڈیرہ ہے جہاں ہر سال ان کے عرس کی تقریبات منعقد کی جاتی ہیں۔ اسی دھرتی کے ایک اور عارف حضرت سلطان باہو کے شہر کو شور شریف کہتے ہیں۔ خدا کرے کہ یہ شور شریف سدا ہنستا بستا رہے۔)

اسیں گبھرو پُت پنجاب دے

(چودھری علی اصغر گجر)

اسیں گبھرو پُت پنجاب دے
ساڈے شیراں ورگے ناں
جے بے غیرت ہو جاویئے
سانوں دُدھ نہ بخشے ماں[74]

Marfat.com

(ہم دھرتی ماں کے کڑیل جوان بیٹے ہیں۔ ہمارے نام شیروں جیسے ہیں۔ ہم نے اُس غیرت مند ماں کا دودھ پیا ہے جو ہمیں اپنا دودھ صرف دھرتی ماں سے وفا کے عوض ہی بخشے گی۔)

دھرتی ماں دے ویری

(علی بابر)

کیہڑے نیں جو
دھرتی ماں دے سینے اُتے
دھرتی ماں دے جایاں دا
خون وگائی جاندے نیں
دھرتی ماں نال سِدّھا سانہواں
وَیر کمائی جاندے نیں
جد اوہ ویری دھرتی دی
کُکھ دے اندر آون گے

سوچ رہیا واں
کیہڑے پاسے جاون گے (75)

(یہ کون لوگ ہیں؟ جو دھرتی ماں کے سینے پر دھرتی ماں کی اولاد کا خون بہائے جا رہے ہیں؟ یہ دھرتی ماں کے ساتھ کھُل کر بَیر کما رہے ہیں۔ سوچ رہا ہوں کہ جب یہ بدبخت دھرتی ماں کی کوکھ میں آئیں گے تو ان کے ساتھ کیا سلوک ہوگا، یہ کس طرف جائیں گے۔)

دھرتی پنجاب دی

(سید علی عباس)

ایہ دھرتی پنج دریاواں دی
ایہ ماواں ٹھنڈیاں چھاواں دی

Marfat.com

ایتھے بھیناں رب توں خیر منگن
ویراں دے ہر دم ساہواں دی
ایتھے سبھ دی غیرت سانجھی اے
ایتھے سبھ دی عزت سانجھی اے
ایس باغ بہار گلزار اندر
کوئی ونڈ نہیں سانجھے راہواں دی
جدوں ہتھ کسے دا پھڑ لیندے
اوہنوں چھڈدے نہیں ساہ مک جاندے
سدا دیوا گھر گھر بلدا اے
عمراں دی تانگھ ہے چاواں دی
ایتھے اَن پانی دی تھوڑ نہیں
کسے غیر دی سانوں لوڑ نہیں
سانوں ویریاں مڑ کے تکیا نہیں
ایہ دھرتی شیر جواناں دی
ایہ دھرتی پنج دریاواں دی (76)

(یہ پانچ دریاؤں کی سرزمین ہے۔ یہ دھرتی ماں جیسی ٹھنڈی چھاؤں والی ہے۔ یہاں بہنیں اپنے بھائیوں کے لئے پل پل دعا گو رہتی ہیں۔ یہاں کے بسنے والے ایک دوسرے کی غیرت اور عزت کی رکھوالی کرتے ہیں۔ اس گلشن میں راستے اور منزلیں سب کی ایک ہیں۔ یہ لوگ کبھی اپنی بات سے مکرتے نہیں۔ یہاں ہر پل روشن اور پُر اُمید دکھائی دیتا ہے۔ یہاں رزق کی فراوانی ہے۔ ہمیں اپنی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے کسی غیر کی ضرورت نہیں۔ یہ ایسے شیر جوانوں کی دھرتی ہے کہ جن کے آگے کوئی دشمن ٹھہرنے کی جرأت نہیں کرسکتا۔ یہ پانچ دریاؤں کی سرزمین ہے۔)

میری دھرتی

(عمر غنی)

اس دھرتی نے پُتر جمے بُلھا وارث تے اقبال
جگ اجیارا جیہناں کیتا فن اپنے دے دیوے بال

Marfat.com

میاں محمد حیدر جتھے گا گئے پیاراں والے گیت
جتھے شاہ حسین نماناں وسدا پھریا جگ دی ریت
جس دھرتی دا مان ودھایا باہو ہاشم اتے فرید
جس دی ہک تے کھیڈن غازی جس دی گودی پلن شہید
رانجھے چھیڑن وگ مہیں دے پریم دی ونجھلی پئے وجان
جھمر لڈی کِکلی گِدھا گاون نچن کدن ہان
پنج دریاواں دی ایہ دھرتی سوہنے جس دے شہر گراں
ایہ دھرتی اے جنت سجنو جگ وچ اُچا اِسدا ناں(77)

(دھرتی ماں پنجاب نے بلھے شاہ، وارث شاہ اور علامہ اقبال جیسے بیٹوں کو جنم دیا۔ جنہوں نے اپنے فن کے دیے جلا کر دنیا کو روشنی بخشی۔ یہ وہ دھرتی ہے جہاں میاں محمد بخش اور علی حیدر نے پیار کے راگ الاپے، جہاں شاہ حسین نے انسان کو جیون ڈھنگ سکھایا۔ سلطان باہو، ہاشم شاہ، بابا فرید اور خواجہ فرید جس کا سہاگ بنے۔ جس کے سینے پر غازی کھیلتے ہیں اور جس کی گود میں پل کر شہداء جوان ہوتے ہیں۔ یہ وہ دھرتی ماں ہے جہاں رانجھے پریم کی بانسریا بجاتے ہیں۔ جھمر، لڈی، ککلی اور گدھا جس دھرتی کا سنگھار ہیں۔ یہ پانچ دریاؤں کی سرزمین ہے جس کے سبھی شہر اور گاؤں خوبصورت ہیں۔ دوستو! یہ دھرتی جنت کا روپ ہے جس کا نام دنیا میں ہمیشہ اونچا رہے گا۔)

پنجابی سورما

(پروفیسر غلام رسول شوق)

ہُن اُٹھ پنجاب دے سورمے لگی کھُسن تیری چھاں
تیرے ڈھور پئے نیں تڑفدے پاوے ترلے تیری ماں
تینوں سونہہ ای اپنی دھرت دی ویکھیں کنڈ نہ مُڑے پچھاں
ہُن اُٹھ پنجاب دے سورمے لگی کھُسن تیری چھاں

Marfat.com

ایتھے دہشت گردی چرخ تے، تے وڈ ٹک گھرو گھری
اج داج دھیاں دا الٹ کے لے جادن بدو بدی
ہُن جاگ منیں تے سُتیا اِنج موڑ کے کنڈ پراں
ہُن اُٹھ پنجاب دے سورے لگی کھُسّن تیری چھاں
ایتھے بکری ہوئے شیر وی پھسے لکوں پے ممیان
ایتھے غیرت توریں چیکدی تیرا رہیا نہ مان تران
ایتھے موت دے ڈرتوں مرزیاں دتی صاحباں ٹور پچھاں
ہُن اُٹھ پنجاب دے سورے لگی کھُسّن تیری چھاں
تیری بھین اے ویر اُڈیکدی تے تڑفے تیری ماں
تیری دھرتی ماں پکاردی تیرے سُنجے دِن گراں
ہُن جاگ او مورکھا سُتیا، ہُن کڈھ سرہانیوں بانہہ
ہُن اُٹھ پنجاب دے سورے لگی کھُسّن تیری چھاں
کیوں بیٹھاں وگیں تُوں کیرئیاں وچ جوگھے دھون پھسا
کیوں اکھیں کھوپے چاہڑ کے پنڈے لاساں لئیاں پوا
تیری اَرلی اِنج نہیں ٹُٹنی، ٹُٹ جاسی تیری بانہہ
ہُن اُٹھ پنجاب دے سورے لگی کھُسّن تیری چھاں
ہُن ٹیپو نہیں کِتے جمدے، بس جمدے نیں سُر تال
اُٹھ ویریاں دے منہ موڑ دے تُوں بن کے دیس دی ڈھال
ہُن اُٹھ رنڈی دیا سرجنا کیوں وین کرے تیری ماں
ہُن اُٹھ پنجاب دے سورے لگی کھُسّن تیری چھاں(78)

(اے پنجاب کے سورے! اُٹھ تجھ سے تیری چھاؤں چھننے لگی ہے۔ تیرا مال مویشی بھوک پیاس سے تڑپ رہا ہے، اور تیری دھرتی ماں تجھے اپنا واسطہ دے رہی ہے۔ تجھے اپنی دھرتی ماں کی قسم کبھی اس سے منہ نہ پھیرنا۔ دیکھ! یہاں دہشت گردی آسمان کو چھو رہی ہے اور قتل و غارت کا بازار گرم ہے۔ آج بیٹیوں کا جہیز بھی لٹ رہا ہے۔ او! چھت پر کروٹ لے کر سونے والے اُٹھ۔ اب شیر بھی بکریوں کی طرح ممیا رہے ہیں۔ غیرت

Marfat.com

قبروں میں چیخ رہی ہے۔ سب مان تران گم ہو چکے۔ آج کے مرزوں نے موت کے خوف سے اپنی محبوباؤں کا ساتھ چھوڑ دیا۔ او پنجاب کے سورے! تیری بہن تیرے انتظار میں ہے اور تیری ماں تڑپ رہی ہے۔ دیکھ تیری دھرتی ماں اپنے اُجڑے گاؤں کو پھر سے آباد کرنے کے لئے تجھے پکار رہی ہے۔ او بے خبر پنجابی سورے! غفلت کی نیند سے بیدار ہو اور اپنے سرہانے سے اپنا بازو نکال۔ تُو نے کیوں کمزوروں کا رستہ اپنا لیا۔ تُو نے اپنی باگ خود ہی غیروں کے حوالے کر دی۔ افسوس! اب ٹیپو سلطان جنم لینا بند ہو گئے۔ اب ہر طرف سُر تال کی سرداری ہے۔ اُٹھ دشمنوں کو منہ توڑ جواب دے اور اپنی دھرتی ماں کے لیے ڈھال بن۔ تیری بیوہ ماں زار و قطار رو رہی ہے۔ اے پنجاب کے سورے! تجھ سے تیری چھاؤں چھننے لگی ہے۔)

اُٹھ جاگ پنجابی شیرا اوئے

(غلام مصطفےٰ راوی)

کر یاد سدا اُس خالق نوں
اُس کُل جہان دے مالک نوں
جا پُچھ کسے وی ثالث نوں
ہُن پاکستان دا مالک تُوں
کیوں چھپدا پھریں دلیرا اوئے
اُٹھ جاگ پنجابی شیرا اوئے

تُوں پُتر پنج دریاواں دا
دُدھ پیتا ای شیرنیاں ماواں دا
اَج زور وکھا فیر بانہواں دا
اُٹھ موڑ دے رُخ ہواواں دا
تینوں ڈکن والا کیہڑا اوئے
اُٹھ جاگ پنجابی شیرا اوئے

میری سُن لے تُوں اِک بات بھرا
تیرا دشمن اے چالاک بڑا

Marfat.com

لٹ لیندا دھوکے باز سدا
اِس جھوٹھے دے نزدیک نہ جا
اِس ککھ نہیں چھڈنا تیرا اوئے (79)

(ہمیشہ اپنے خالق کو یاد کر جو تمام جہانوں کا مالک ہے۔ جا کر کسی بھی ثالث سے پوچھ لو پاکستان کا مالک تُو ہے۔ او پنجابی شیر اُٹھ، جاگ۔ تم کیوں چھپتے پھرتے ہو۔ تُو پانچ دریاؤں کا بیٹا ہے۔ تُو نے شیرنیوں جیسی ماؤں کا دودھ پیا ہے۔ آج اپنے بازوں کا زور دکھا۔ اُٹھ اور ہواؤں کا رُخ موڑ دے۔ کوئی ایسا نہیں جو تیرا رستہ روکے۔ او پنجابی شیر اُٹھ، جاگ۔ اے بھائی میری ایک بات سُن لے۔ تیرا دشمن بہت چالباز ہے۔ جو ہمیشہ دھوکے سے تجھے لوٹتا چلا آیا ہے۔ تُو اس جھوٹے کے نزدیک مت جا، ورنہ یہ تجھے کہیں کا نہیں چھوڑے گا۔)

وزیر اعلیٰ دا خواب

(سید فراست بخاری)

پڑھیا لکھیا ہووے پنجاب
ہر پنجابی دا اے خواب
چھڈ کے کلاشنکوفاں بچے
پھڑ لین ہتھاں وچ کتاب
پڑھے لکھے بے کار نیں ایتھے
بے کاری اے اِک عذاب
اَت گردی تے مہنگائی نوں
جیہڑا روکے ملے ثواب
پنج دریاواں دی ایہ دھرتی
تھاں تھاں کھِلدے پھُل گلاب
راوی، ستلج، جہلم وگدے
ٹھاٹھاں مارن سندھ، چناب
فراست علم دا شہر محمدؐ

Marfat.com

دروازہ ایہدا ابوتُراب
پڑھیا لکھیا ہووے پنجاب
ہر پنجابی دا اے خواب (80)

(سارا پنجاب پڑھا لکھا ہو، یہ ہر پنجابی کا خواب ہے۔ بچے کلاشنکوفیں چھوڑ کر ہاتھوں میں کتابیں تھام لیں۔ یہاں پڑھے لکھے بے کار پھر رہے ہیں۔ یہ بے کاری عذاب سے کم نہیں۔ اس بڑھتی ہوئی دہشت گردی اور مہنگائی کا قلع قمع کرنا ثواب کا کام ہے۔ یہ دھرتی پانچ دریاؤں کی سرزمین ہے جہاں جگہ جگہ گلاب کے پھول کھلتے ہیں۔ یہاں دریائے راوی، ستلج، جہلم بہتے ہیں اور دریائے سندھ، چناب ٹھاٹھیں مارتے ہوئے رواں دواں ہیں۔ اے فراست! نبی پاک ﷺ علم کا شہر ہیں اور اس کا دروازہ ابوتراب ؓ ہیں۔ سارا پنجاب زیور تعلیم سے آراستہ ہو، یہ ہر پنجابی کا خواب ہے۔)

سانجھ

(کاجل کانپوری)

جیہڑے لوکیں
دھرتی ماں توں
ماں بولی توں
مکھ پرتا کے
مٹی دے سنگ
سانجھ مکا کے
ہور کسے در ٹُر جاندے نیں
اپنا سبھ کجھ ہر جاندے نیں
جیندی جانے مر جاندے نیں (81)

(جو لوگ دھرتی ماں اور مادری زبان کی طرف سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ اپنی مٹی سے اپنا ناطہ توڑ کر دیارِ غیر کو دیس سمجھ بیٹھتے ہیں، وہ اپنا سب کچھ ہار دیتے ہیں بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ وہ جیتے جی مر جاتے ہیں۔)

Marfat.com

سوہنی دھرتی پنجاب دی

(کلیم شہزاد)

ایہ دھرتی اے یاراں تے پیاراں دی دھرتی
ایہ دھرتی اے کھڑیاں بہاراں دی دھرتی
سہپن دے گیتاں، ملہاراں دی دھرتی
ایہ سُرے تے سنگاں، شنگھاراں دی دھرتی
ایہ دھرتی پریتاں تے پیاراں دی دھرتی
محبت دے قولاں، قراراں دی دھرتی
بہاراں نیں فصلاں تے، دریا نیں وگدے
کساناں، جواناں، جی داراں دی دھرتی
کھلارن جو ہاسے تے غم لیندے جھولی
ایہ ہمدرد تے غمگساراں دی دھرتی
وطن دا سدا مان رکھدے نیں انکھی
ایہ ہے دیس دے پہرے داراں دی دھرتی
جو لبھدے نیں دشمن نوں شہبازاں وانگر
ایہ غازی، شہیداں، سلاراں دی دھرتی
پلٹ دے، جھپٹ دے، جھپٹ جو پلٹ دے
ایہ اوہناں انی تیزاں طراراں دی دھرتی
جنہاں دشمناں دے سدا دند بھنے
ایہ خود دار تے جاں نثاراں دی دھرتی
سدا ہک اندر ایہ پاوندی اے ٹھنڈاں
دلاں دے ایہ چیناں، قراراں دی دھرتی
سدا موتی ونڈے کلیم ایہے دھرتی
ایہ قدرت دے نقشاں نگاراں دی دھرتی (82)

Marfat.com

(پانچ دریاؤں کی سرزمین پیار بھری دھرتی ہے۔ یہ کھلی ہوئی بہاروں کی سرزمین ہے۔ یہ خوبصورت گیتوں، ملہاروں اور سنگھاروں کی دھرتی ہے۔ یہ پیار پریت، محبت اور قول قرار نبھانے والوں کا دیس ہے۔ پانچ پانیوں کی اس دھرتی کی فصلیں پُر بہار کیوں نہ ہوں، یہ بہتے دریاؤں، کسانوں، جوانوں اور دلیروں کی دھرتی ہے۔ یہ ایسے ہمدرد اور غمگساروں کی دھرتی ہے جو غم سینے لگا کر خوشیاں بانٹتے ہیں۔ ان انا پرستوں نے ہمیشہ اپنے وطن کا مان رکھا۔ یہ دیس کے پہریداروں کی دھرتی ہے۔ یہ ان غازیوں کی دھرتی ہے جو اپنے دشمن پر شہبازوں کی طرح لپکتے ہیں۔ یہ شہیدوں کی سرزمین ہے۔ یہ اُن تیز رفتار جاں نثاروں کی دھرتی ہے، حرکت جن کے لہو کا اٹوٹ انگ ہے۔ یہ اپنے باسیوں کے دلوں کا چین، قرار ہے۔ کلیم! یہ دھرتی قدرت کی نعمتوں سے مالا مال ہے، یہاں کسی چیز کی کمی نہیں۔)

گیت

(گلزار خلیل)

آؤ رَل مِل دیس سنوار دیئے
آؤ رَل مِل دیس سنوار دیئے
ساڈے دیس نوں ساڈی لوڑ پوے
اسیں تن من اپنا وار دیئے

شالا دیس ایہ ساڈا وسدا رہوے
ایتھے وسّن والا سدا ہسدا رہوے
دُکھ اِک دوجے دے ونڈا لیئے
اِک دوجے نوں پیار دیئے

ساڈے دیس دا ناں اے پنجاب یارو
ایتھے وگدے راوی چناب یارو

Marfat.com

میلی اکھ نال ویکھے سانوں جیہڑا
سونہہ رب دی اوہنوں مار دیئے

جو کہنا کر کے وکھانا اے
اسیں دیس نوں ہور سجانا اے
سانوں اپنی جان توں پیارا اے
کیویں ایہنوں منوں وسار دیئے

سوہنے گبھرو نیں مٹیاراں دے
چُوڑے چھنکن بانکیاں ناراں دے
ایہ ہس کے ویکھن خلیل سانوں
اسیں ہور ایہناں نوں شنگھار دیئے (83)

(آؤ مل کر وطن سنوار دیں۔ اگر دیس کو ہماری ضرورت پڑے تو ہم اپنے لہو سے اس کی مانگ بھر دیں۔ اے خدا! ہمارا یہ دیس سدا ہنستا بستا رہے۔ آؤ ایک دوسرے کے دُکھ درد بانٹیں۔ دوستو! ہمارے دیس کا نام پنجاب ہے۔ یہاں دریائے راوی اور چناب بہہ رہے ہیں۔ جو ہماری طرف میلی آنکھ سے دیکھے گا، خدا کی قسم ہم اُسے مار ڈالیں گے۔ ہم جو کہیں گے وہ کر کے بھی دکھائیں گے۔ ہم نے اپنے دیس کو اور بھی سجانا ہے۔ یہ دھرتی ہمیں جان سے بھی پیاری ہے۔ ہم اسے کیسے بھلا سکتے ہیں۔ خلیل! آؤ چھنکتے چوڑے والیوں کے دیس کو اور سنواریں، سجائیں۔)

جاگ جاگ پنجابی جاگ

(لیاقت گڈگور)

لسی پی کے ساؤنا چھڈ دے، ہونا نمو جھاؤنا چھڈ دے
غیراں دے گُن گاؤنا چھڈ دے، چھیتی اُٹھ جگا لے بھاگ
جاگ جاگ پنجابی جاگ

Marfat.com

تیرے ہل تے کہی دی خیر، مُنجی سونے جہی دی خیر
کنک، کماد، مکئی دی خیر، ہووی وافر مکھن ساگ
جاگ جاگ پنجابی جاگ
اپنے تے احسان کری جا، ماں بولی تے مان کری جا
من لے میری جان کری جا، ہتھ کر لے ویلے دی واگ
جاگ جاگ پنجابی جاگ
اپنی پگ سنبھالی رکھ، ٹوری ہل پنجالی رکھ
پیار دے دیوے بالی رکھ، نفرت والا مار دے ناگ
جاگ جاگ پنجابی جاگ
وچ میداناں ڈھول وجا کے، سنگی بیلی کول بلا کے
ڈھولے ماہیے ٹپے گا کے، چھیڑ محبتاں والا راگ
جاگ جاگ پنجابی جاگ
جاگے نال بلوچستان، نالے سرحد تے مہران
جگ جگ جیوے پاکستان، ہر بھائی دے ونڈ وراگ
جاگ جاگ پنجابی جاگ (84)

(چھاچھ پی کر مایوسی کی گہری نیند سونا چھوڑ دے۔ غیروں کے گیت مت گا۔ اُٹھ اپنے سوئے بخت جگا لے۔ جاگ جاگ، او پنجابی جاگ۔ تمہارے ہل اور کَسّی کی خیر، سونے جیسی دھان کی فصل کی خیر۔ گندم، گنا، مکئی کی خیر۔ خدا کرے تیرے ساگ اور مکھن تیری ضرورت سے زیادہ رہیں۔ اگر تُو اپنی ذات پر احسان کرنا چاہتا ہے تو اپنی مادری زبان پنجابی پر فخر کیا کر۔ اگر تُو میرا کہا مان لے گا تو وقت خود بخود تیرے قدموں میں آ گرے گا۔ جاگ جاگ، او پنجابی جاگ۔ اپنی پگڑی کی حفاظت کرنا، ہمیشہ محنت پر یقین رکھنا۔ اپنی دھرتی پر پیار کے دیئے جلا اور نفرت کے اندھیروں کا خاتمہ کر ڈال۔ ہر میدان میں کامیابی کے علم بلند کر۔ ڈھولے، ماہیے، ٹپے گا کر محبت اور امن کے راگ ایک بار پھر چھیڑ دے۔ دیکھ تیرے ساتھ بلوچستان، سرحد اور مہران بھی جاگ رہے ہیں۔ اے خدا! پاکستان ہمیشہ جیے۔ جاگ جاگ او پنجابی جاگ اور ہر دھرتی زاد بھائی کے درد بانٹ۔)

Marfat.com

دھرتی دا سایا

(ماجد صدیقی)

میری رگ رگ وچ رسیا اے ایس دھرتی دا سایا
ایہ دھرتی اے امڑی میری میں آں ایس دا جایا

ہسدا وسدا چیتر میرا
ایہ دھرتی اے کھیتر میرا
ایس کھیتر تے رحمت والا تُوں ای مینہ ورہایا

ایس دیاں چھاواں میریاں چھاواں
ایس دا ناواں میرا ناواں
عمراں تیکن ایس دیاں چھاواں میں تے رکھ خدایا

ایس دیاں شاناں سج دھج میری
ایس دیاں عزتاں نیں لج میری
ایس دے مان تران نوں ویکھاں ہوندا ہور سوایا[85]

(اس دھرتی کا سایا میری رگ رگ میں رچا بسا ہوا ہے۔ یہ دھرتی میری ماں ہے اور مجھے اس نے جنم دیا ہے۔ میرا چیتر ہنس ہے۔ یہ دھرتی میری کھیتی ہے۔ اور اس پر رحمت کی بارش تُو نے ہی برسائی ہے۔ اس دھرتی کی چھاؤں میری چھاؤں ہے۔ اس کی نیک نامی میری نیک نامی ہے۔ اے خدا! تُو اس کی چھاؤں میرے سر پر ہمیشہ سلامت رکھنا۔ اس کی شان میری سج دھج ہے۔ اس کی عزت میری عزت ہے اور میں اسے سدا پھلتے پھولتے دیکھنے کا آرزومند ہوں۔)

Marfat.com

دھرتی

(مسعود عالم رانا)

امبر توں وی اُچی دھرتی
ماواں ورگی ماں
پُتراں لئی اے پیار دا چھتر
دھیاں لئی اے چھاں
ایہدیاں گلیاں دے لکھ سوہنے
سوہنے شہر گراں
رباوسے سدا ایہ دھرتی
دھرتی میری ماں (86)

(یہ دھرتی آسمان سے بھی بلند ہے، یہ ماؤں جیسی ماں ہے۔ یہ اپنے بیٹوں کے لئے پیار کا سایہ اور بیٹیوں کے لئے چھاؤں ہے۔ اس کی گلیوں کے تنکے بھی انمول ہیں، اس کے شہر اور قصبے خوبصورت ہیں۔ اے خدا! یہ دھرتی ہمیشہ ہنستی بستی رہے کیونکہ یہ دھرتی میری ماں ہے۔)

دیس پنجاب

(مشتاق حسین مشتاق چغتائی)

غیرت لُٹی پُٹی گئی اے دیس میرے پنجاب دی
نظر ایہنوں کھا گئی جے کسے بھیڑے خانہ خراب دی
کیہ دساں حال پنجاب دا ایہ گل ہے بڑے عذاب دی
ہُن تے دنیا طعنے دیندی اے نہیں ہمت کسے جواب دی
پنجاب سی میرا شرماں والا ایہنوں مَن دے سارے دیس
ایہ سبھ توں ای وکھرا رہندا سی نہ کدی وٹایا بھیس

Marfat.com

شرم حیا وچ ایہدی سی سبھ توں وکھری شان
جان نالوں ودھ کے سی ایہ رکھدا اپنی آن
لباس ایہدا سی جگ توں اُچا تے مٹھی ایہدی بولی
ساری دنیا نے تہذیب ایہدی سونے ساویں تولی
پردہ سی پنجاب دا اک اوہ دنیا وچ مثال
کس چڑیا دا سی۔ نام پردہ لوکی پچھن ہُن سوال
ہُن تے پردہ لوکاں دیاں اُکھاں اُتے ہے پیا
سبھ کجھ ویکھ کے فیر وی اُنھے ایسا ہنیر پے گیا
مِٹھی اپنی بولی چھڈ کے بھات بھات دی بولی بولن
جویں جنور چڑیا گھر دے چیوں چیوں کردے چُنجاں کھولن
ون سونیاں دیس میرے دیاں اک توں اک سوغاتاں
اوہو چیزاں ہُن وی نیں پر کتھے ہُن اوہ باتاں
حدوں ودھ کے پیار سی کردے اک دوجے دے گوانڈھی
اک دے گھر وچ پکے جو دُجے گھر دی کھاون ہانڈی
اک دی دھی سی سبھ دی دھی سبھ دی عزت سانجھی
جے کوئی بھیڑی اکھ نال ویکھے اوہدی گئی سی دھون مانجھی
اک دا دُکھ سی سبھ دا دُکھ سبھ سن اوہدے ساتھی
دُکھ ونڈاندے اک دُجے دا کردے سبھ دی راکھی
بھیڑ بن دی جے کسے نوں رل مل اُس دی کٹ دے
دُکھ سارے اوہ بھُل جاندا مرہم ایسی لگدی پھٹ تے
گھر دے اندر لُک کے کڑیاں ترنجن رل مل پاون
نکی واجے رل مل سکھیاں پیار دے گیت الاون
ایس طرح اوہ پردے اندر سبھ سکھیاں من پرچاون
گھروں باہر نہ کم اُنہاں نوں گھر دے کم وچ دل لگاون

Marfat.com

جدوں کدی کسے دُجی تھاویں گھر دیاں نال اوہ جادن
سِر توں لے کے پیراں تیکر اوہ اپنا آپ لکاون
لج شرم دا گہنا سی اُنہاں بیبیاں دا ہار شنگھار
ماں پیو تے بھین بھرا دا سچا سُچا سی اک پیار
بی بی پڑھدی سی قرآن بیٹھی تے ماجی بُکل ماری
روزے نمازاں اندر اوہنے ہے ایہ سوہنی عمر گزاری
ویاہ اپنے دی گل سُن کے اوہ لجوں مَر مَر جاوے
لُک لُک کے اوہ اندر بہندی مُنہ نہ کسے نوں وکھاوے
گُڑی سی دیس پنجاب دی اوہ ماپیاں دی شرم حیا
چُپ کر کے ڈولی پَے جاندی رکھے سبھ دا اوہ بھرم بھا
ہُن گُڑی دیس پنجاب دی نوں لگی ہے ایسی وا
نہ اپنا آپ اوہ لبھدی اے نہ کسے دی ہے پروا
ہُن کیہ ہویا اوس گُڑی نوں اوہ گھروں باہر نکلی
نہ اوہ شرم تے نہ اوہ پردہ چمکے جویں کوئی بجلی
ہن وال کٹا کے گُتاں پراندے سُٹے اوہنے دور
ہر راہی پیا ویکھے اوہنوں کیتا ویکھن تے مجبور
وڈیو دی ہُن اوہو بی بی ہے ایسی ہوئی دیوانی
دِن وچ تِن تِن فلماں ویکھے دین توں ہوئی بیگانی
بازاراں وچ اوہ ٹُن ٹنا کے ہرنیاں وانگر پھردی
شرم حیا توں ہوئی خلاصی جکڑی سی جو کِنے چڑدی
شادی بیاہ دے وچ ہُن ویکھو مل گئی اے آزادی
بازو بناں بلوز نیں پائے حیا دی ہو گئی اے بربادی
نہ ماپیاں وچ حیا ہُن باقی فلماں ویکھن رل کے سبھے
پیو بھرا دے نال ہُن سج کے گُڑیاں بیٹھن سجے کھبے

Marfat.com

پنجاب دے وچ سی دین اسلام دنیا نالوں ودھ کے
ہُن فیشن ایتھے اینا ودھیا رہ گیا دین ہُن گھٹ کے
ادھا پنجاب ہُن باغی ہویا دین توں ہٹ کے نعرے مارے
نچن گاون تے دُھم دھڑکا ہن ایہو ایہناں دے کارے
لوکی اک دُجے دے ویری ہو گئے ایویں وڈھ وڈھ کھان
ہُن نہ اوہ پیار محبت رہی تے نہ اوہ رہیا ایمان
کیہ مشتاق توں ہاڑے پاویں ایہ سبھ قیامت دے آثار
پنجاب نے اپنی آن ہے چھڈی ہویا جگ تے ہے خوار (87)

(افسوس! میرے دیس پنجاب کی غیرت لٹ گئی۔ اسے کسی خانہ خراب کی نظر بد کھا گئی۔ میں دیس پنجاب کا حال کیا سناؤں، یہ کسی بڑے عذاب جیسی بات ہے۔ اب دنیا اس طرح طعنہ زن ہے کہ مجھ میں جواب دینے کی بھی ہمت نہیں۔ میرے پنجاب کی شرم وحیا کو ساری دنیا مانتی تھی۔ اس کی شان نرالی تھی۔ اسے اپنی عزت آن اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہوا کرتی تھی۔ یہاں کے باسیوں کا لباس سب سے اعلیٰ تھا اور اس کی زبان تمام زبانوں سے میٹھی تھی۔ اس کی تہذیب کو ساری دنیا نے عظیم الشان مانا۔ کبھی یہاں پردے کی ریت ہوا کرتی تھی مگر اب تو صرف لوگوں کی عقل پر پڑا پردہ دکھائی دیتا ہے۔ انہیں کیا ہو گیا۔ اپنی میٹھی زبان چھوڑ کر بھانت بھانت کی بولیاں بول رہے ہیں۔ بالکل ایسے جیسے چڑیا گھر کے جانور اپنے اپنے پنجروں میں قید رنگ برنگی آوازیں نکال رہے ہوں۔ میرے دیس کی سوغاتیں ایک سے بڑھ کر ایک ہوا کرتی تھیں۔ گو وہ چیزیں اب بھی ہیں مگر پہلے سی بات کہاں۔ اب ہمسائے ایک دوسرے کے لئے غیر بن گئے۔ بیٹیوں کی عزت کے سانجھی کدھر گئے! وہ دُکھ درد بانٹنے والے دکھائی نہیں دیتے۔ ترنجن کدھر ہے، مل کر گیت گانے والی سکھیاں نظر نہیں آتیں۔ وہ بیبیاں کدھر ہیں شرم وحیا جن کا لباس ہوا کرتا تھا۔ سچے سُچے پیار بھرے رشتے ناطے، روزے اور نماز کی ادائیگی کرنے والے / والیاں، اپنے شادی کی بات سن کر شرم کے مارے پانی پانی ہونے والیاں، غیر مردوں سے اپنا آپ چھپانے والیاں، کدھر گم ہو گئیں۔ دیس پنجاب کی لڑکی ماں باپ کی عزت کی رکھوالی کیا کرتی تھی۔ اب دیس پنجاب کی لڑکی کو زمانے کی ہوا نے ایسا گھیرا کہ وہ اپنا جیون ساتھی خود ڈھونڈنے نکل پڑی۔ یہ کٹے ہوئے بال اور ننگے سر کیا ہیں؟ یہ سر بازار کیسا تماشا لگا ہوا ہے۔ تھیٹر، ویڈیو اور فلموں کی دیوانی ہوئی پھرتی ہے۔ دن میں تین تین فلمیں دیکھ کر بھی اس کا جی نہیں بھرتا۔ بازاروں میں ہرنیوں کی مانند پھر

Marfat.com

رہی ہے۔ وہ جس شرم وحیا میں صدیوں سے ملبوس چلی آ رہی تھی اُسے خیر باد کہہ چکی ہے۔ اب اسے شادی بیاہ کے موقعوں پر اتنی آزادی مل چکی ہے کہ بن بازو قمیض پہن کر اپنی عزت کو اپنے ہاتھوں پامال کر رہی ہے۔ اب نوجوان نسل کو ماں باپ اور بڑوں کی ذرا پرواہ نہیں، سب کے سامنے مل کر فلمیں دیکھتے ہیں۔ اب بڑوں کے سامنے سب کچھ دیدہ دلیری کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔ کبھی پنجاب میں دین اسلام کے ضابطے تمام عالم اسلام سے بڑھ کر نظر آتے تھے مگر اب ہر طرف فیشن ہی فیشن نظر آ رہا ہے۔ آدھا پنجاب اب دین سے بغاوت پر تُلا ہوا ہے۔ ناچ گانا ہر طرف پھیل چکا۔ اب بھائی بھائی کا دشمن ہے۔ پیار، محبت اور ایمان ماضی کا قصہ بن گیا۔ مشتاق! تُو نے کیا کہانی چھیڑ لی۔ یہ سب قیامت کے آثار ہیں۔ پنجاب نے اپنی اصل کو چھوڑ کر دنیا میں اپنا مقام اور مرتبہ بھی گنوا دیا۔)

جٹ پنجاب دے

(مکھن جٹ)

اُچے شملے ایہناں دی لوکو پگ دے، پنجاب وچ جٹ وسدے
پانی کھیتاں وچ ہر ویلے لگدے، پنجاب وچ جٹ وسدے
دُدھ تے ملائیاں ایہ تے کھا کھا نہیں رجدے
ڈھولے ماہیے جگنی ایہ گا گا نہیں رجدے
جا کے جھنگ وچ ہیراں نوں ایہ ٹھگدے، پنجاب وچ جٹ وسدے
بھرے رہندے بیلے ایتھے مجھیاں تے گاواں نال
وسدے نیں جٹ ایتھے سوہنیاں اداواں نال
کھوہ نیں پیار والے سدا ایتھے وگدے، پنجاب وچ جٹ وسدے
گھول تے کبڈی ایتھے میلے لگے رہندے نیں
کھاڑیاں چ جا کے اکدوجے نال کھیہندے نیں
وڈے چن وانگوں دیکھ لوو جگدے، پنجاب وچ جٹ وسدے

Marfat.com

اکھاں چ حیا نالے دل وچ غیرتاں
ایہناں دی جوانی ویکھ ہوندیاں نیں حیرتاں
بڑے مزے لیندے لسی والے لگ دے، پنجاب وچ جٹ وسدے
بیلی ایتھے بیلیاں نال محفلاں سجاؤندے نیں
لا لا کے یارنیاں ایہ توڑ وی نبھاؤندے نیں
ایہ تے واقف نیں ہر ہر رگ دے، پنجاب وچ جٹ وسدے
لکھدا اے جٹ ایتھے جٹاں دیاں کہانیاں
تیر جہیاں اکھاں پھُل وانگوں نیں جوانیاں
پت ماواں دے شیر لوکو لگدے، پنجاب وچ جٹ وسدے (88)

(لوگو! پنجاب میں بسنے والے جاٹوں [کسانوں] کی شان نرالی ہے۔ یہاں کے دریاؤں کا پانی کھیتوں کو ہر وقت سہاگن بنائے رکھتا ہے۔ یہ دودھ اور بالائی کھاتے ہیں۔ لوگ ڈھولے، ماہیے، جگنی گا گا کر نہیں تھکتے۔ ہیروں کو ٹھگ لیتے ہیں۔ یہاں چراگاہیں گائے اور بھینسوں سے بھری رہتی ہیں۔ یہاں کڑیل جوان اداؤں کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں۔ پیار کے کنوئیں اس دھرتی کو سیراب کرتے ہیں۔ یہاں ہر دم میلے کا سا سماں رہتا ہے۔ کبڈی اور کشتی کے ماہر اکھاڑوں کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ جو چودھویں کے چاند کی طرح چمکتے ہیں۔ ان کی حیا اور شرم سے آراستہ جوانی دیکھ کر لوگ حیرت زدہ ہو جاتے ہیں، چھاچھ ان کا پسندیدہ مشروب ہے۔ یہ دوستیاں نبھانے والوں کا دیس ہے۔ یہ جٹ، جاٹوں کی کہانیاں لکھ رہا ہے جن کی تیر جیسی آنکھیں اور پھول کی مانند جوانی ہے۔ یہ ماؤں کے بیٹے شیروں جیسے ہیں۔ لوگو! پنجاب میں بسنے والے جاٹوں [کسانوں] کی شان نرالی ہے۔)

جُگ جُگ جیوے پنجابی

(ممتاز آصف)

پنجاب پنجابی جیوے شالا جیئن ایہدے رکھوالے
جُگ جُگ جیوے دھرتی سوہنی جیون وسن والے

Marfat.com

ہالی جیون سُورمے، جیون شاعر لکھاری
سیوک جیون رہبر جیون، جیہڑے کرن اُجالے
ماں دی عزت لہندی تک کے کیوں ہو گئے اوگنگے
غیرت مندو ویری مارو کھولو چُپ سوے تالے
اِکو ماں دی کُکھ چوں جمیا سارا ادب پنجابی
مار مکاؤ جعفر صادق ونڈاں کرنے والے
بھلکے دا کم اج ای کر لو ویلا لنگھیا جاندا
ممتاز کدی اوہ جت نہیں سکدا جیہڑا ہمت ڈھالے
پنجاب پنجابی جیوے شالا جیین ایہدے رکھوالے
جُگ جُگ جیوے دھرتی سوہنی جیون وسن والے(89)

(اے خدا! پنجاب، پنجابی اور اس کے رکھوالے سدا جئیں۔ میری سوہنی دھرتی اور اس پر بسنے والوں کو حیات ابدی سے نواز۔ کھیتوں میں ہل چلانے والے سورمے، شاعر، لکھاری، خدمتگار اور اس کے رہبر جو اس دھرتی پر اُجالے پھیلا رہے ہیں، سبھی جُگ جُگ جئیں۔ او غیرت مند پنجابیو! اپنی دھرتی ماں کی عزت تار تار ہوتے دیکھ کر چپ کیوں ہو۔ اُٹھو اور اپنے دشمنوں کو مار ڈالو۔ سارے پنجاب کے پنجابی ادب نے ایک ماں کی کوکھ سے جنم لیا ہے۔ تقسیم کی بات کرنے والے جعفر، صادق مار ڈالو۔ جو کام کل کرنا ہے آج ہی کر لو۔ وقت گزرتا جا رہا ہے۔ ممتاز اُٹھو اور جیت اپنے نام لکھ لو۔)

میرا دیس پنجاب

(ممتاز آصف)

دیس پنجاب دی دھرتی اُتے مینوں ڈھیر گھمنڈ
پانی پنج دریاواں دا شہد اے، مٹی نسری کھنڈ

Marfat.com

سینہ ڈاہ کے کم پئے کردن گبھرو شیر جوان
ایس دی مٹی وچوں سونا پیدا کرن کسان
واسی کہیں نوں وِتھ نہ دیندے جوڑی رکھدن کنڈ
دیس پنجاب دی دھرتی اُتے مینوں ڈھیر گھمنڈ

شاعر لکھاری منگدے پئے نیں اکھراں نال دعائیں
یارب بُریاں نظراں کولوں دیس نوں آپ بچائیں
سُکھی وسن رل مل سارے، مگروں لاہ چا بھنڈ
دیس پنجاب دی دھرتی اُتے مینوں ڈھیر گھمنڈ

ایہہ دھرتی اولیاواں دی اے پاکپتن، ملتان
شہر لاہور اِچ داتا صاحب اس دی خاص پچھان
ہیر رانجھا تے مرزا صاحباں بیلے تے ایہہ جنڈ
دیس پنجاب دی دھرتی اُتے مینوں ڈھیر گھمنڈ

اس دے راکھے دے چھڈدے نیں جاناں دے نذرانے
میلی اکھ جے ویکھے دشمن ، کڈھن اُس دے آنے
ممتاز کدی اوہ منہ نہیں کردا اُنج مریندن چنڈ
دیس پنجاب دی دھرتی اُتے مینوں ڈھیر گھمنڈ (90)

(مجھے اپنے دیس پنجاب کی دھرتی پر فخر ہے۔ پانچ دریاؤں کا پانی شہد کی طرح میٹھا اور اس سرزمین کی مٹی چینی جیسی ہے۔ یہاں شیر جوان سینہ تان کر محنت کرتے ہیں۔ اس مٹی میں کسان سونا اُگاتے ہیں۔ اس کے باسی آپس میں اِس طرح اتحاد و اتفاق کے ساتھ رہتے ہیں کہ دشمن کی ہر چال ناکام ہو جاتی ہے۔ یہاں شاعر، لکھاری لفظوں کے ذریعے اس کے لیے دعائیں مانگتے ہیں۔ اے خدا! میرے دیس پنجاب کو بدنظری سے محفوظ فرما۔ اس کے تمام باسی خوشی یوں ہی بستے رہیں تُو بدخواہوں سے اسے بچانا۔ یہ اولیاء کرام کی دھرتی ہے۔ پاکپتن، ملتان اور پھر شہر لاہور میں حضرت داتا علی ہجویری اس کی خاص پہچان ہیں۔ ہیر رانجھا، مرزا

Marfat.com

صاحباں اور بیلے، درخت ان سب کو قائم دائم رکھنا۔ اس دیس کے رکھوالے اپنی دھرتی پر جان نچھاور کرنے کے لئے ہر پل تیار رہتے ہیں۔ جو اس کی طرف میلی آنکھ سے دیکھے اُس کی آنکھیں نکال لیتے ہیں۔ ممتاز! دشمن اس کی جانب دوسری بار آنکھ اُٹھا کر دیکھنے کی جرأت نہیں کرتا۔ مجھے اپنے دیس پنجاب کی دھرتی پر فخر ہے۔)

آؤ رَل کے سوچیے سارے

(منظور وزیر آبادی)

ہر پنجابی نوں اج میرا ایہ ترلا اے
آؤ سارے، نام نمود دا کھہڑا چھڈ کے
رل کے سوچیے
خالی نعرے بازی چھڈیے
ایس اختر پختون دے وانگوں
دلوں بجانوں پنجابی دی
خدمت کرن دا اُدھم کریے
نالے ایہ وی چیتے رکھیے
جے نہ رل کے اُدھم کیتا
روز قیامت رب دی خاص عدالت دیوچ
ناانصافی دے نال اپنے
جے ساڈے تے ایس مقدمہ دائر کیتا
سوچ کے دسو، اوس عدالت دیوچ سارے
فیر کیہ اسیں جواب دیاں گے (91)

(آج میری ہر پنجابی سے التجا ہے کہ آؤ اپنے اپنے ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر وسیع تر مفاد میں سوچیں، خالی نعرے بازی چھوڑیں اور اس اختر پختون [ڈاکٹر سید اختر حسین اختر] کی طرح خلوص کے ساتھ پنجابی زبان کی خدمت کا بیڑا اُٹھائیں۔ اور مت بھولیں کہ اگر ہم نے مل کر مادری زبان کی خدمت نہ کی تو روزِ حشر اللہ کی

Marfat.com

عدالت میں ہم پر ناانصافی کا مقدمہ دائر ہو جائے گا۔ اور اگر ایسا ہوا تو سوچیں کہ ہم وہاں کیا جواب دیں گے؟)

دھرتی

(نادر جاجوی)

کیہ اسیں جتھے جمے جائے
سانوں اُس دھرتی دی
عزت نہ ہووے گی؟
اسیں تے اُس دے سکے آں
کوئی مترئے ناہیں
ساڈے خون دی لوڑ ہووی تے
سانوں دسنا،
نھیرے وچ نہ رکھنا
اسیں تے ذرہ ذرہ لہو نال پوچ دیاں گے
اسیں مخالف ودھن والا
بُوٹا وڈھ دیاں گے
دلاں دے سبھ بھلیکھے
کڈھ دیاں گے!(92)

(ہم نے جس دھرتی پر جنم لیا اور پلے بڑھے، کیا ہمیں اُس کی عزت پیاری نہ ہوگی؟۔ ہم اس کے اپنے ہیں کوئی غیر نہیں۔ اگر ہمارے لہو کی ضرورت ہوئی تو ہمیں بتانا۔ ہمیں بے خبر مت رکھنا۔ ہم اپنی دھرتی ماں کا ذرہ ذرہ اپنے لہو سے رنگ دیں گے۔ ہم اس کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھنے والوں کا نام ونشان مٹا دیں گے۔ ہم دشمن کے دل میں پلنے والے تمام شکوک وشبہات دور کر دیں گے۔)

Marfat.com

پنجاب دا ہاڑا

(ناصر نظامی)

حالے تے ذاتاں پاتاں دے چکراں دیوچ میں پھسیا واں
حالے تے جھوٹیاں چودھریاں دیاں دلالاں وچ میں پھسیا واں
حالے تے اردو، انگلشاں سکھن توں ای مینوں ویہل نہیں
حالے تے انگریزی دی میرے نک چوں لہی نکیل نہیں
تنگ ظرفی توں وڈی دنیا دیوچ کوئی وی جیل نہیں
انگریزاں توں ودھ میں اپنے وسنیکاں دا ڈسیا واں

پڑھدیاں سار معراج نہ ہو جائے اوہ وی بھلا نماز اے کیہ
سُن دیاں سار نہ روح نوں کھچ لئے اوہ وی بھلا اواز اے کیہ
اِک پتھر نوں پچھیا تیرے گول ہون دا راز اے کیہ
پتھر بولیا میں لوکاں دے ٹھیڈے کھا کھا گھسیا واں

ہیرا کان دی تہہ وچ رہ رہ کے انمول ہو جاندا اے
پتھر لوکاں دے ٹھیڈے کھا کھا کے گول ہو جاندا اے
پیار دے نال جو بولے بندہ ہر کوئی کول ہو جاندا اے
میں پنج پانیاں دے اک ایکے دے نال ایتھے وسیا واں

جد تک بلے نہ پنجواں دیوا چار وی دیوے بلدے نہیں
ایہ دیوا نہ بلے تے سپیاں دیوچ موتی پلدے نہیں
اس دیوے دیاں چمکاں دے بن چن سورج وی چلدے نہیں
میں تے اس دیوے دیاں کھیڈاں ویکھ ویکھ کے ہسیا واں(93)

Marfat.com

(ابھی میں ذات پات کے چکروں میں پھنسا ہوا ہوں۔ ابھی میں جھوٹے چوہدریوں کے نرغے میں ہوں۔ ابھی مجھے غیر مادری زبانیں سیکھنے سے فرصت نہیں۔ ابھی میرے ناک سے انگریزی کی نکیل نہیں اُتری۔ کون سمجھائے کہ تنگ ظرفی سے بڑا اس جہان میں کوئی قید خانہ نہیں۔ مجھے حملہ آور/ قابض انگریز سے زیادہ میرے اپنوں نے نقصان پہنچایا ہے۔ وہ نماز، نماز نہیں جو پڑھتے ہوئے معراج نصیب نہ ہو۔ وہ آواز، آواز نہیں جو کانوں میں گونجنے کے ساتھ ہی روح کے تار نہ چھیڑے۔ میں نے ایک پتھر سے اُس کے گول مٹول ہونے کا راز پوچھا تو وہ بولا کہ میں لوگوں کی ٹھوکریں کھا کھا کر ایسا ہوا ہوں۔ ہیرا پہاڑ کا بوجھ سہہ کر ہیرا بنتا ہے۔ پتھر لوگوں کی ٹھوکریں سہہ کر گول ہو جاتا ہے۔ جو بندہ میٹھے بول بولے ہر کوئی اس کے قریب ہو جاتا ہے۔ میں پنجاب کی سرزمین پر پانچ پانیوں کی وحدت کے ساتھ بس رہا ہوں۔ جب تک پانچواں دیا نہ جلے تب تک چار دیے بھی نہیں جلیں گے۔ اس دیے کی روشنی کے بغیر سیپ میں موتی نہیں پل سکتے۔ اس کی چمک کے بغیر چاند سورج کی روشنی بھی ماند پڑ جاتی ہے۔ میں اس دیے کے کھیل دیکھ کر ہنستا رہتا ہوں۔)

دھرتی ماں

(نجمہ پروین نجمی)

ایہہ دھرتی سوہنیاں ماواں دی
ایہہ دھرتی ویر بھراواں دی
ایہہ دھرتی دھپاں چھاواں دی
ایہہ دھرتی شہر گراواں دی
ایہہ دھرتی پیار ہواواں دی
ایس دھرتی تے پھل کھڑدے نیں
ایس دھرتی تے دل ملدے نیں
ایس دھرتی نوں میں ماں آکھاں
ماں آکھاں سبھ دی ماں آکھاں
ایہہ ماں وے رجیاں بھکھیاں دی

Marfat.com

ایہ ماں وے چنگیاں مندیاں دی
ایہ ماں وے گلاں والیاں دی
ایہ ماں وے ہیر سیالاں دی
ایہ ماں وے ونجلی والیاں دی
ایہ ماں وے سچیاں رنگاں دی
تے ماں اے سبھ فنکاراں دی
اسیں سارے جاتک بال ایہدے
اسیں سارے ہیرے لعل ایہدے
اساں ساریاں ایس توں پیار لیا
اساں ساریاں ایس نوں اُسار لیا
ہُن ساڈی واری آئی اے
ہن اسیں وی پیار نبھانا اے
ایہنوں تاریاں نال سجانا اے
ایہنوں ہیریاں نال مڑھانا اے
ایہنوں شعلیاں توں بچانا اے
تے پیار دا گیت سنانا اے (94)

(یہ دھرتی خوبصورت ماؤں کی دھرتی ہے۔ یہ میرے بھائیوں کی دھرتی ہے۔ یہ دھوپ، چھاؤں کا مسکن ہے۔ شہر اور گاؤں اس دھرتی کا سہاگ ہیں۔ اس پر پیار بھری ہوائیں چلتی ہیں۔ اس دھرتی پر پھول مسکرانا سیکھتے ہیں۔ یہاں پیار پریت کی کہانیاں جنم لیتی ہیں۔ میں اس دھرتی کو ماں کہوں۔ کیوں نہ میں اس دھرتی کو سب کی ماں کہوں۔ یہ بھوکوں اور بھرے پیٹ والوں کی ماں ہے۔ یہ اچھوں، بُروں سبھی کی ماں ہے۔ جو اسے اچھا نہیں سمجھتے یہ اُن کی بھی ماں ہے۔ یہ ہیر سیال کی ماں ہے۔ یہ بنسریا بجانے والے رانجھے کی ماں ہے۔ یہ سچ کے رنگوں میں رنگی ہوئی ہے۔ یہ سبھی فنکاروں کی ماں ہے۔ ہم اس دھرتی ماں کے بچے ہیں۔ ہم سب اس کے ہیرے لعل ہیں۔ ہم نے اس کی پیار بھری چھاؤں کو اوڑھا۔ اب ہماری باری ہے کہ ہم اس سے تعلق نبھائیں۔ اس کی مانگ ستاروں سے سجائیں۔ اسے ہیروں، موتیوں کے ساتھ مزین کردیں۔ ہم نے اس

Marfat.com

دیس کو ہر دُکھ درد سے دور رکھنا ہے۔)

پنجاب دیا وارثا

(ندیم آذر باجوہ)

دیس پنجاب دیا وارثا اج دُکھاں ڈیرے لائے
دیس پنجاب دیا وارثا تینوں کیہڑا جا سنائے
دیس پنجاب دیا وارثا اَساں بھانبڑ بالے سینے
دیس پنجاب دیا وارثا اَساں روئیے سال مہینے
دیس پنجاب دیا وارثا اسیں اج وی رکھیے آس
دیس پنجاب دیا وارثا اسیں پھریے اداس اُداس
دیس پنجاب دیا وارثا اسیں بیٹھے وچ اڈیک
دیس پنجاب دیا وارثا ٹاڈے اندروں نکلے چیک
دیس پنجاب دیا وارثا آذر اج وی ٹاہراں دیندا
دیس پنجاب دیا وارثا ایہ کملا اج وی راہواں ویہندا
دیس پنجاب دیا وارثا اج روئے راوی تے چناب
دیس پنجاب دیا وارثا ویکھ تیرا ونڈیا گیا پنجاب[95]

(اے دیس پنجاب کے وارث [سید وارث شاہ]! آج یہاں دُکھوں نے ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔ تجھے کون جا کر بتائے۔ ہمارے سینے جل رہے ہیں۔ ہم پل پل رو رہے ہیں۔ ہم مسیحا کا راہ تک رہے ہیں۔ اداسیوں کے حصار نے ہمیں قیدی بنا لیا۔ انتظار کی کیفیت نے ہمارے موسم بے رنگ کر ڈالے۔ اے دیس پنجاب کے وارث! آذر تمہیں آوازے دے رہا ہے۔ یہ بے چارہ آج بھی تیری راہ تک رہا ہے۔ دیکھ آج تیرے راوی، چناب اپنا وجود کھو چکے اور تیرا پنجاب ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔)

Marfat.com

وے پنجابا

(ڈاکٹر نوید شہزاد)

ٹوں پنجابا ایویں مینوں جیویں پیکے میرے
میں صدقے واری تیرے
تیرے نال اے چانن مینوں تیرے باجھ ہنیرے
میں صدقے واری تیرے

تیری نس نس دیوچ بگھا خون اساڈا وگے
وے تتی واء نہ لگے
چڑھتل بن کے تیرا دیوا جگ دی ہک تے جگے
وے تتی واء نہ لگے

ہسن وسن رسن ابداں تیکر بھوریاں راہواں
وے تیریاں دور بلاواں
تیری جوہ چوں گلشن، نسرن ہر دم ٹھنڈیاں چھاواں
وے تیریاں دور بلاواں

جیون کولوں ہارے ہویاں نوں جیون گر دسیں
ٹوں شالا خیریں وسیں
وریاں نوں وی ناگ پریتاں والا بن کے ڈسیں
ٹوں شالا خیریں وسیں

Marfat.com

ساڈا جیٹھا ویری اے جو تئیں سنگ ویر کماوے
اوہو تھاں مر جاوے
تیرے دھیاں پتراں چوں جو تیتھوں مکھ پرتاوے
اوہو تھاں مر جاوے

جیئن ہمیشہ جگ جگ جیون جیہڑے تیرے سکے
جان مدینے ، مکے
ایتھے، اوتھے کوئی اوہناں دی واء ول وی نہ تکے
جان مدینے ، مکے

تُوں پنجابا ایویں مینوں جیویں ویرے میرے
میں سہرے گاواں تیرے
تیرے سنگ نین خوشیاں ہاسے، تُئیں سنگ جیون ڈیرے
میں سہرے گاواں تیرے (96)

(اے پنجاب! تُو مجھے ایسے عزیز ہے جیسے میکے۔ میری روشنی اور اندھیرے تیرے وصال اور فراق سے جُڑے ہوئے ہیں۔ میں تجھ پر نثار۔ تیری رگ رگ میں ہمارا خون دوڑ رہا ہے۔ خدا تمہیں ہر آفت سے بچائے اور تمہارا عظمت کا دیا دنیا کے سینے پر یونہی جگ مگ جگ مگ کرتا رہے۔ تیرے رستے ابد تک سلامت رہیں۔ تُو ہمیشہ ٹھنڈی میٹھی چھاؤں کا مسکن بنا رہے۔ اے دیس! تُو زندگی سے ہارے ہوؤں کو جینے کا فن سکھاتا ہے۔ اپنے تو اپنے تُو تو غیروں سے بھی وفا کرتا ہے۔ اے خدا یہ دھرتی ایسے ہی ہنستی مسکراتی رہے۔ اے پنجاب! تیرا دشمن ہمارا دشمن ہے۔ تیرے بیٹے بیٹیوں میں سے جو تجھ سے منہ پھیرے، خدا کرے اُسے دوسرا سانس نصیب نہ ہو۔ تیرے اپنے جگ جگ جئیں اور رب رسول کے گھر کی حاضری انہیں نصیب ہو۔ دونوں جہانوں میں سکھ اُن کا مقدر ٹھہرے۔ اے پنجاب! تُو مجھے ایسے ہے جیسے سگے بھائی۔ میری خوشیاں سکھ سب تیرے دم قدم سے ہیں۔ میری سانسیں تجھ سے جُڑی ہوئی ہیں اور میں تیرے گیت گانے کے لئے زندہ ہوں۔)

Marfat.com

دیس پنجاب لئی

(یاسر گجر)

میرا جینا مرنا دیس پنجاب لئی
ناویں سبھ کجھ کرنا دیس پنجاب لئی
اکھ جے چک کے تکے گا کوئی ایہنوں
حد کرنوں نہیں سرنا دیس پنجاب لئی
پنجابی ماں بولی سینے لائی اے
کسے گلوں نہیں ہرنا دیس پنجاب لئی
رب دی سونہہ جے بھیڑا ویلا آئے کدی
سر دینوں نہیں ڈرنا دیس پنجاب لئی
ماں بولی نوں جیہڑے چھڈی جاندے نیں
اوہناں نے کیہ کرنا دیس پنجاب لئی
اج کل دے پنجابی ویکھ لو کہندے نیں
چھڈ دے شاعری کرنا دیس پنجاب لئی
یاسر دل نہ نِکا کریں کسے گلوں
رل کے مکھ سوارنا، دیس پنجاب لئی (97)

(میرا جینا مرنا دیس پنجاب کے لئے ہے۔ میں اپنا سب کچھ اس پر نچھاور کر دوں گا۔ اگر کوئی اس کی جانب میلی آنکھ سے دیکھے گا تو میں اس کی حفاظت میں حد سے گزر جاؤں گا۔ میں نے اپنی مادری زبان پنجابی کو سینے سے لگاتا ہے۔ دیس پنجاب کے لئے مجھے کسی چیز کی پرواہ نہیں۔ وقت آنے پر میں جان کا نذرانہ بھی پیش کر دوں گا۔ جو دھرتی زاد اپنی مادری زبان کو بھول چکے ہیں اُن سے اپنے دیس کی خیر خواہی کی کیا اُمید! آج کے پنجابی مجھے یہ ترغیب دے رہے ہیں کہ میں اپنے پنجاب کے لئے شاعری کرنا چھوڑ دوں۔ یاسر! مایوس نہ ہو۔ ہم نے مل کر دیس پنجاب کو سنوارنا، سجانا ہے۔)

Marfat.com

پنجاب

(ڈاکٹر یونس احقر)

دل پنجاب دا شہر لاہور اے پاکستان دا دل پنجاب
پنجاں پانیاں دی ایہ دھرتی ، پھُلاں وچوں پھُل گلاب
ایہدیاں حداں ویلے پاروں وددھیاں گھٹدیاں رہیاں نیں
سوجھ سیاں شکھاں دے سنگ سختیاں وی ایس سہیاں نیں
دنیا دیوچ ورلیاں ورلیاں جوہاں ایہدے جہیاں نیں
ایتھے آکے چنگے کر لئے کنیاں اپنے بخت خراب

کسے وی پکھوں تھوڑ نہیں آئی کدی وی ایس خزینے وچ
کنیاں پاندھیاں منزل پا لئی بہہ کے ایس سفینے وچ
کئی قدیمی تہذیباں دے بھیت نیں ایہدے سینے وچ
اُلجھے کئی سوالاں دے نیں ایہدی بُکل وچ جواب

رشتہ رہیا اے قائم ایہدا چر توں راجیاں رانیاں نال
انصاراں دے وانگوں مخلص رہیا اے ازلوں ہانیاں نال
اپنیاں نہراں،ندیاں، جھیلاں، دریاواں دے پانیاں نال
ایہدیاں روہیاں ایہدے تھے ایہدے صحرا نیں سیراب

ون سونے رنگ تے روپ نیں گہنے ایس سوانی دے
انکھی مخلص تے لجپال نیں پاتر ایس کہانی دے
تسیاں نوں نت ونڈے ایس کٹورے ٹھنڈے پانی دے
ایہدیاں ریتاں، ریتاں نوں وی بنن نہ دیتا کدی سراب

Marfat.com

ایہدے وسنیکاں لئی گھمن گھیر دی جویں کنارے نیں
سیاں سیتی ایہدے منظر رہندے رُت بہارے نیں
ایہ مرکز دے وانگوں ایہدے آل دوالے سارے نیں
تاریاں دیوچ چانن ونڈے ایہدے متھے دا مہتاب

ایہدی رونق ایہدے ہسدے وسدے شہر گراواں نال
سوجھ سلامت بدلاں گھٹاں ہواواں ٹھنڈیاں چھاواں نال
ایہدی شہرت من موہنے قصیاں کرداراں تھاواں نال
ایہدا مان نیں ستلج راوی جہلم اُتے بیاس چناب

دردی بن کے ویلے سورے ایہ بجا دیاں تنگیاں دے
سچا ہو کے وی سُن لیندائے جھوٹھے شکوے سنگیاں دے
پھٹ فٹ بُھل جاندے نیں ایہنوں لگے گھڑیاں لنگھیاں دے
ایہدی فطرت سبھناں دے لئی تکنا سوہنے سوہنے خواب

پر اِک دُکھ، کجھ واسی ایہدے مخلص نہیں پنجابی نال
اپنیاں دی تھاں تُر پیندے نیں غیراں سنگ شتابی نال
کاش کدی اوہ اپنے جندرے کھولن اپنی چابی نال
اپنے آپ نوں پائے گھاٹیاں دا وی احقر کرن حساب
دل پنجاب دا شہر لاہور اے، پاکستان دا دل پنجاب
پنجاں پانیاں دی ایہ دھرتی پھُلاں وچوں پھُل گلاب (98)

(شہر لاہور صوبہ پنجاب کا دل ہے اور پاکستان کا دل پنجاب ہے۔ یہ پانچ پانیوں کی سرزمین ایسے ہے جیسے تمام پھولوں میں گلاب کا پھول۔ اس دیس کی حدیں مختلف زمانوں میں گھٹتی بڑھتی رہی ہیں۔ اس دھرتی نے سکھ کے ساتھ ظالموں کے بے شمار ظلم بھی سہے ہیں۔ دنیا میں اس جیسی دھرتی کم دکھائی دیتی ہے۔ یہاں آ کر

Marfat.com

بہت سے لوگوں نے اپنے مقدر سنوار لیے۔ یہاں کسی چیز کی کمی نہیں۔ یہ وہ سفینہ ہے جس میں بیٹھنے والوں نے اپنی اپنی منزل پالی۔ اس کے سینے میں کئی قدیم تہذیبوں کے بھید چھپے ہوئے ہیں۔ اس کی آغوش میں کئی اُلجھے سوالوں کے جواب موجود ہیں۔ اس کا رشتہ راجوں اور رانیوں کے ساتھ بھی رہا ہے۔ یہ انصار کی طرح اپنے دوستوں کے ساتھ ہمیشہ مخلص رہا ہے۔ اس کی اپنی نہروں، ندیوں، جھیلوں اور دریاؤں کے پانی سے اس کے صحرا اور تھل سیراب ہیں۔ یہ وہ سہاگن ہے طرح طرح کے رنگ روپ جس کا زیور ہیں۔ اس کی ہر کہانی کے کردار مخلص اور انا پرست ہیں۔ اس نے پیاسوں کو ہمیشہ ٹھنڈے پانی کے پیالے پیش کیے۔ اس کے باسی ہنستے ہوئے مشکلات کا مقابلہ کرتے ہیں۔ کوئی عہد اس کے رنگوں کو پھیکا نہ کر سکا۔ یہ وہ مرکز ہے سارا ملک جس کے گرد طواف کرتا ہے۔ اس کے ماتھے کا مہتاب تاروں میں روشنی تقسیم کرتا ہے۔ اس دھرتی کی رونق اس کے ہنستے بستے شہر اور گاؤں ہیں۔ پیار اور انا کے قصے اس کی وراثت ہیں۔ دریائے ستلج، راوی، جہلم، بیاس اور چناب اس دھرتی کی ہریالی قائم رکھے ہوئے ہیں۔ اس نے ہر پل اپنے دوستوں کی مسیحائی کی۔ یہ دیس سچا ہونے کے باوجود بھی دوستوں کے جھوٹے گلے شکوے سن کر برداشت کر لیتا ہے۔ یہ اپنے وجود پر لگے زخم ایک پل میں بھول جاتا ہے۔ ہم وطنوں کے لئے خوبصورت خواب دیکھنا اس کی فطرت کا حصہ ہے۔ اس سب کچھ کے باوجود یہ دُکھ ناقابلِ برداشت ہے کہ اس کے کچھ باسی پنجاب اور پنجابی زبان کے ساتھ مخلص نہیں۔ وہ اپنی تہذیب کو گلے لگانے کی بجائے غیروں کا کلچر اور زبانیں اپنا رہے ہیں۔ کاش کبھی وہ اپنے تالے اپنی چابی کے ساتھ کھولنے کا سوچیں اور جو انہوں نے اپنے ہاتھوں گھاٹے کے سودے کیے ہیں، ان کا حساب بھی کریں۔)

وارث دا وسدا پنجاب

(شاعر: نامعلوم)

کِتے ولگناں ویہڑے سہاوندے سن
کِتے چھپڑاں کنڈھے کھرلانیاں سن
بال کھاوندے سن پیڑے مکھناں دے
گھر چاٹیاں وچ مدھانیاں سن

سوہنے ترنجناں دے گھم کار پیندے
چرخے کتدیاں رُت سوانیاں سن
ساون آؤن تے کالیاں بدلاں وچ
پینگھاں پاندیاں سگھڑ سیانیاں سن
ایہناں کھوہاں تے بانہواں الار کے تے
پانی بھردیاں دیس دیاں رانیاں سن
ایہناں دائریاں سروآں جیڈ منڈے
بہندے لا کے سوہنیاں ڈھانیاں سن
بیسن لکھ ایتھے وارث شاہ جیہے
لکھاں بھاگ بھریاں مستانیاں سن

وارث دا اُجڑیا پنجاب

ویہڑے ولگناں اج اُجاڑ ہوئیاں
نہ کوئی چھپڑاں کنڈھے کھرلانیاں نیں
نہ کوئی چاٹیاں دیوچ دُدھ چھلکن
نہ اوہ دُدھ دیوچ مدھانیاں نیں
نہ اوہ پپلاں نوں پینگھاں پیندیاں نیں
نہ اوہ سدھراں نہ اوہ جوانیاں نیں
نہ کوئی کھوہ اُتے پانی بھرن گڑیاں
لجاں ٹُٹ کے ہوئیاں پرانیاں نیں
نہ کوئی جوگیاں دی رہی پرکھ والی
نہ کوئی ہیر جہیاں مستانیاں نیں
میاں وارثا! پھیر توں ویکھ آ کے
تیرے دیس وچ پئیاں ویرانیاں نیں

Marfat.com

جھیڑیاں بھاگ بھریاں ویکھ جھومدا سیں
اج ہو گئیاں رام کہانیاں نیں (99)

(پنجاب کی تہذیب کا چہرہ بدل گیا۔ کبھی بچے مکھن کے پیڑے کھایا کرتے تھے اور گھر گھر دودھ بلوئے جاتے تھے۔ ترنجن سے اُٹھنے والی مسحور کن آوازیں اب سنائی نہیں دیتیں۔ کبھی عورتیں چرخہ کاتتی تھیں۔ ساون کی رم جھم میں جھولے ڈالنے والیاں کدھر گئیں! دیس پنجاب کے کنوؤں پر پانی بھرنے والی رانیاں ہوا کرتی تھیں۔ سرو قامت جوانوں کے گروہ ہر طرف نظر آتے تھے۔ اس دھرتی پر وارث شاہ جیسے اپنی دھرتی سے پیار کرنے والے لاکھوں تھے اور بے شمار بھاگ بھری [وارث شاہ کی محبوبہ] جیسی مستانیاں تھیں۔ مگر تب وارث شاہ کا پنجاب ہنستا بستا تھا۔ اور اب وارث شاہ کا پنجاب اُجڑ چکا۔ آج صحن اُجڑ گئے۔ اب بچے مکھن کے پیڑے کھانا بھول گئے۔ اب دودھ بلونے کی ریت اپنا وجود کھو چکی۔ نہ وہ پیپل کے درخت دکھائی دیتے ہیں اور نہ جھولے۔ اب کنوؤں پر پانی بھرنے والیاں نظر نہیں آتیں۔ کنوئیں بانجھ ہو گئے۔ نہ جوگی رہا اور نہ ہیر جیسی مستانیاں۔ میاں وارث شاہ! آ کر دیکھ تیرا دیس ویران ہو گیا۔ تُو جن بھاگ بھریوں کو دیکھ کر جھوما کرتا تھا، وہ سب رام کہانی بن گئی۔)

Marfat.com

حوالے

1. (اپریل 2006ء) لاہور: مہینہ وار "سویرا انٹرنیشنل"۔ ص61
2. (جنوری 1996ء) لاہور: ماہنامہ "لہراں"۔ ص24
3. اختر سندھو (یکم مئی 1995ء)۔ دل دا چانن۔ لاہور: عمیر پبلشرز۔ ص81
4. (2007ء) اختر شاہ جالندھری۔ سکنہ مکان نمبر 49 نیازی کالونی رحیم یار خاں (غیر مطبوعہ)
5. ایضاً
6. (ستمبر 2005ء)۔ لاہور: مہینہ وار: "پکھیرو"۔ ص59
7. استاد دامن (س-ن)۔ دامن دے موتی، مرتبین: سائیں اختر حسین، وحید مرزا، محمد اقبال۔ لاہور: فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ۔ ص52
8. اسلم شوق (نومبر 2000ء)۔ دُکھ اولے۔ لاہور: ادارہ پنجابی لکھاریاں۔ ص88,89
9. (22 نومبر 2005ء)۔ لاہور: روزانہ "خبراں"۔ ص2
10. مملوکہ: (2006ء) اسماعیل قلندر سکنہ لاہور شہر (غیر مطبوعہ)
11. (اگست 1996ء)۔ لاہور: ماہنامہ "لہراں"۔ ص41
12. (4 مارچ 2004ء)۔ لاہور: روزانہ "خبراں"۔ ص2
13. مملوکہ: (فروری 2006ء)۔ افضل ساحر سکنہ لاہور شہر۔
14. (اپریل 2006ء)۔ لاہور: مہینہ وار "سویرا انٹرنیشنل"۔ ص33
15. (نومبر 1996ء)۔ لاہور: ماہنامہ "لہراں"۔ ص18
16. استاد اللہ دتہ صابر (جنوری 1981ء)۔ تکھیاں سولاں۔ لاہور: پاکستان پنجابی ادبی بورڈ۔ ص83,84
17. مملوکہ: (جون 2004ء) اکرم باجوہ، مدینہ کالونی بورے والا (غیر مطبوعہ)۔
18. (جنوری 2007ء) لاہور: مہینہ وار "پکھیرو"۔ ص53

Marfat.com

.19 APNA ORG. COM. Page:15

.20 (28 اکتوبر 2005ء)۔ لاہور: روزانہ ''خبراں''۔ ص2

.21 مملوکہ: (2007ء) امین بابر سکنہ رحیم یار خاں شہر (غیر مطبوعہ)۔

.22 (مارچ 2000ء)۔ گوجرانوالہ: مہینہ وار ''پنچھی انٹرنیشنل'' کڑیال کلاں۔ ص13

.23 (جولائی، ستمبر 2005ء)۔ لاہور: تماہی ''پنجابی ادب''۔ ص109,110

.24 اے ایچ عاطف (اپریل 2009ء)۔ ہجر نہ چھیا جاوے۔ لاہور: پنجابی مرکز۔ ص49,50

.25 ایضاً۔ ص115 تا 117

.26 (اگست 1986ء)۔ لاہور: ماہنامہ ''لہراں''۔ ص32

.27 بابا نجمی (دوجی وار فروری 1990ء)۔ اکھراں وچ سمندر۔ کراچی: ادارہ پنج رنگ۔ ص106

.28 بابا نجمی (پہلی وار مارچ 2002ء)۔ میرا ناں انسان۔ کراچی: پنجابی ادبی سوسائٹی۔ ص49,50

.29 بُشریٰ اعجاز (جولائی 1999ء)۔ بھلیکھا۔ لاہور: الحمد پبلی کیشنز۔ ص135,136

.30 (نومبر 1995ء)۔ لاہور: ماہنامہ ''لہراں''۔ ص38

.31 مملوکہ: (نومبر 2005ء)۔ بیرا جی سکنہ لاہور (غیر مطبوعہ)

.32 (اپریل 2006ء)۔ لاہور: مہینہ وار ''سویر انٹرنیشنل''۔ ص62

.33 (یکم اگست 2005ء)۔ لاہور: روزانہ ''خبراں''۔ ص2

.34 ڈاکٹر جگتار (مارچ 2001ء)۔ سورج وچ سمندر۔ لاہور: پکھیرو پبلشرز۔ ص25 تا 27

.35 (دسمبر 1998ء)۔ لاہور: مہینہ وار ''رویل''۔ ص11

.36 (ستمبر 1996ء)۔ لاہور: ماہنامہ ''لہراں''۔ ص27

.37 (17 اگست 2005ء)۔ لاہور: روزانہ ''خبراں''۔ ص2

.38 مملوکہ: (4 اپریل 2007ء)۔ حنیف زاہد سکنہ مغل پورہ لاہور (غیر مطبوعہ)

Marfat.com

39. خادم چشتی (مئی 1996ء)۔ رب راکھا۔ لاہور: عمیر پبلشرز۔ ص72 تا75
40. ایضاً۔ ص106 تا 108
41. خادم حسین بھٹی (جنوری 2001ء)۔ دُکھاں دا ساگر۔ لاہور: مقصود پبلشرز۔ ص44
42. ایم اشرف سہیل، مرتب (ستمبر 1994ء)۔ منی نظماں۔ لاہور: رویل پبلی کیشنز۔ ص38
43. خالد جاوید (جنوری 2006ء)۔ دُکھ دا سورج۔ لاہور: مقصود پبلشرز۔ ص88
44. (جون 2004ء)۔ لاہور: مہینہ وار ''رویل''۔ ص9
45. مملوکہ: (2005ء)۔ خالد علی طالب علم ایم-اے پنجابی فائنل ایئر، شعبہ پنجابی پنجاب یونیورسٹی لاہور (غیر مطبوعہ)
46. (جنوری 1990ء)۔ لاہور: ماہنامہ ''لہراں''۔ ص18
47. (اپریل 1990ء)۔ لاہور: ماہنامہ ''لہراں''۔ ص37
48. رفاقت حسین ممتاز (مئی 2001ء)۔ جند برفاں دا آہلنا۔ لاہور: ادارہ پنجابی زبان تے ثقافت۔ ص55
49. (16 نومبر 2005ء)۔ لاہور: روزانہ ''خبراں''۔ ص2
50. (اپریل 2006ء)۔ لاہور: مہینہ وار ''سویرا انٹرنیشنل''۔ ص59
51. (2010ء) مملوکہ ڈاکٹر سعادت علی ثاقب۔ استاد شعبہ پنجابی پنجاب یونیورسٹی لاہور۔
52. ڈاکٹر سعید الفت (جولائی 2005ء)۔ چار چفیرے۔ لاہور: اکبر اکیڈمی۔ ص101 تا 103
53. (جنوری، مارچ 1996ء)۔ لاہور: تماہی ''پنجابی ادب''۔ ص195,196
54. شریف کنجاہی، مرتب (1983ء)۔ پنجابی شاعری سے انتخاب۔ اسلام آباد: اکادمی ادبیات۔ ص374
55. (اپریل 2006ء)۔ لاہور: مہینہ وار ''پنجابی انٹرنیشنل''۔ ص37
56. (2006ء) مملوکہ: محمد شریف انجم سکنہ قصور شہر (غیر مطبوعہ)
57. (جنوری 2007ء)۔ لاہور: مہینہ وار ''پکھیرو''۔ ص34
58. (7 مئی 2004ء)۔ لاہور: روزانہ ''خبراں''۔ ص2

Marfat.com

59. (جون 1998ء)۔ لاہور: مہینہ وار ''رویل''۔ ص3
60. (ستمبر، دسمبر 2002ء)۔ لاہور: کتاب لڑی ''ادب سمندر''۔ ص33
61. (26 فروری 2004ء)۔ لاہور: روزانہ ''خبراں''۔ ص2
62. طفیل خلش (مارچ 1996ء)۔ مٹی دی خشبو۔ لاہور: پنجند اکیڈمی۔ ص104 تا 108
63. طفیل خلش (ستمبر 2004ء)۔ چیتے دی دیوار۔ لاہور: ادارہ پنجابی لکھاریاں۔ ص107 تا 174
64. ایضاً۔ ص162,163
65. طفیل خلش۔ مٹی دی خشبو۔ ص90 تا 93
66. (1996ء)۔ لاہور: سال وار ''ساہت''۔ ص578
67. (جون 2004ء)۔ شیخوپورہ، مہینہ وار ''جنت'' ماناں والا۔ ص19
68. (21 اگست 2004ء)۔ لاہور: روزانہ ''خبراں''۔ ص2
69. عباد نبیل شاد (1992ء)۔ سُولی ٹنگیا سورج۔ لاہور: ابراہیم اینڈ سنز۔ ص78
70. (1997ء)۔ لاہور: سال وار ''ساہت''۔ ص576
71. (اگست 1999ء)۔ لاہور: ماہنامہ ''لکھاری''۔ ص28
72. (نومبر 1985ء)۔ لاہور: ماہنامہ ''لہراں''۔ ص33
73. (اگست 2010ء)۔ لاہور: مہینہ وار ''ترنجن''۔ ص14
74. (اپریل 2006ء)۔ لاہور: ماہنامہ ''لہراں''۔ ص19
75. (29 جولائی 2004ء)۔ لاہور: روزانہ ''خبراں''۔ ص2
76. سید علی عباس (2009ء)۔ جزیرے۔ لاہور: فاطمہ پبلشرز۔ ص120 تا 122
77. عمر غنی (1991ء)۔ پندھ تھلاں دے۔ لاہور: نگارشات۔ ص10
78. (28 اپریل 2004ء)۔ لاہور: روزانہ ''خبراں''۔ ص2
79. (اپریل 2006ء)۔ لاہور: ماہنامہ ''لہراں''۔ ص19
80. (9 اکتوبر 2004ء)۔ لاہور: روزانہ ''خبراں''۔ ص2
81. کاجل کانپوری (1997ء)۔ وارتا۔ لاہور: عمیر پبلشرز۔ ص55

Marfat.com

.82 (2004ء) کلیم شہزاد۔ بیاض نمبر 3۔ بورے والا: 54-ایم۔ ص130

.83 گلزار خلیل (جون 2005ء)۔ سچ گئیاں روروا کھیاں۔ لاہور: مکتبہ شافی۔ ص43

.84 (26 ستمبر 2004ء)۔ لاہور: روزانہ ''خبراں''۔ ص2

.85 ماجد صدیقی (1983ء)۔ ادھ اسمان۔ راولپنڈی: اپنا ادارہ۔ ص147

.86 (17 مئی 2004ء)۔ لاہور: روزانہ ''خبراں''۔ ص2

.87 مشتاق حسین مشتاق چغتائی (1992ء)۔ میں شاعر آں۔ لاہور: چغتائی پبلشرز۔ ص167 توں 172

.88 (10 ستمبر 2005ء)۔ لاہور: روزانہ ''خبراں''۔ ص2

.89 (18 اپریل 2004ء)۔ لاہور: روزانہ ''خبراں''۔ ص2

.90 (مئی 2004ء)۔ لاہور: مہینہ وار ''رویل''۔ ص9

.91 (نومبر 1994ء)۔ لاہور: ماہنامہ ''لہراں''۔ ص11

.92 نادر جاجوی (مئی 2009ء)۔ سورج دی سیدھ۔ لاہور: لہراں ادبی بورڈ۔ ص166

.93 (دسمبر 1996ء)۔ لاہور: ماہنامہ ''لہراں''۔ ص25,26

.94 (اگست 2010ء)۔ لاہور: مہینہ وار ''ترنجن''۔ ص17

.95 (3 اگست 2005ء)۔ لاہور: روزانہ ''خبراں''۔ ص2

.96 (14 اگست 1995ء)۔ ڈاکٹر نوید شہزاد۔ بیاض نمبر 4۔ لاہور: شعبہ پنجابی پنجاب یونیورسٹی۔ ص23

.97 (8 اکتوبر 2004ء)۔ لاہور: روزانہ ''خبراں''۔ ص2

.98 (10 اپریل 2006ء)۔ لاہور: روزانہ ''خبراں''۔ ص2

.99 (جون 2007ء)۔ شیخوپورہ: ماہنامہ ''کسان دھرتی''۔ ص بیک ٹائیٹل

Marfat.com

کتابیات

پنجابی، اردو:

☆ آئین ٹالبوٹ (1999ء)۔ پنجاب غلامی سے آزادی تک، مترجم: طاہر کامران۔ لاہور: تخلیقات۔

☆ ابنِ بطوطہ (دسمبر 1961ء) سفر نامہ ابن بطوطہ، مترجم: رئیس احمد جعفری۔ کراچی: نفیس اکیڈمی۔

☆ ابنِ حنیف (1997ء)۔ سات دریاؤں کی سرزمین۔ لاہور: فکشن ہاؤس۔

☆ احمد سلیم (ستمبر 1990ء)۔ آزادی اور عوام۔ لاہور: نگارشات۔

☆ اختر سندھو (یکم مئی 1995ء)۔ دل دا جانن۔ لاہور: عمیر پبلشرز۔

☆ اردو جامع انسائیکلو پیڈیا، جلد اول (س-ن)۔ لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز لمیٹڈ، پبلشرز۔

☆ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد 5 (1971ء)۔ لاہور: پنجاب یونیورسٹی۔

☆ ارشاد احمد پنجابی (نومبر 1974ء)۔ اردو پنجابی لغت۔ لاہور: مرکزی اردو بورڈ۔

☆ استاد اللہ دتہ صابر (جنوری 1981ء)۔ تکھیاں سولاں۔ لاہور: پاکستان پنجابی ادبی بورڈ۔

☆ استاد دامن (س-ن)۔ دامن دے موتی، مرتبین: سائیں اختر حسین، وحید مرزا، محمد اقبال۔ لاہور: فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ۔

☆ اسد سلیم شیخ (1999ء)۔ انسائیکلو پیڈیا تحریک پاکستان۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز۔

☆ اسلم شوق (نومبر 2000ء)۔ دُکھ ادئے۔ لاہور: ادارہ پنجابی لکھاریاں۔

☆ اقبال صلاح الدین (دوم 1988ء)۔ تاریخ پنجاب۔ لاہور: عزیز پبلشرز۔

☆ اقبال صلاح الدین (2002ء)۔ وڈی پنجابی لغت (پہلی جلد)۔ لاہور: عزیز پبلشرز۔

☆ اکرام علی ملک (جون 1990ء)۔ تاریخ پنجاب، جلد اول۔ لاہور: سلمان مطبوعات۔

☆ انجم رحمانی، ڈاکٹر (نومبر 1998ء)۔ پنجاب تمدنی و معاشرتی جائزہ۔ لاہور: الفیصل ناشران و تاجران کتب۔

☆ ایڈورڈ تھامسن (اگست 1993ء)۔ انقلاب 1857ء، مترجم: شیخ حسام الدین امرتسری۔ لاہور: گوتم پبلشرز۔

☆ ایم اشرف سہیل، مرتب (ستمبر 1994ء)۔ منی نظماں۔ لاہور: رویل پبلی کیشنز۔

☆ اے ایچ عاطف (اپریل 2009ء)۔ ہجر نہ چھپیا جاوے۔ لاہور: پنجابی مرکز۔

☆ بابا نجمی (پہلی وار مارچ 2002ء)۔ میرا ناں انسان۔ کراچی: پنجابی ادبی سوسائٹی۔

☆ بابا نجمی (دوجی وار فروری 1990ء)۔ اکھراں وچ سمندر۔ کراچی: ادارہ پنج رنگ۔

☆ بدھا پرکاش (2000ء)۔ مہاراجا پورس، مترجم: ایم وسیم۔ لاہور: جمہوری پبلی کیشنز۔

☆ بُشریٰ اعجاز (جولائی 1999ء)۔ بھلیکھا۔ لاہور: الحمد پبلی کیشنز۔

☆ بھگت سنگھ بلگہ (2003ء)۔ پنجاب کی سیاسی جدوجہد، ترجمہ: یاسر جواد۔ لاہور: فکشن ہاؤس۔

Marfat.com

☆ پروفیسر عزیز الدین احمد (جون 1990ء)۔ پنجاب اور بیرونی حملہ آور۔ لاہور: مکتبہ فکر و دانش۔
☆ پشینگوئیاں شاہ ولی نعمت اللہ (س۔ن)، مترجم: کرنل ریٹائرڈ مطلوب حسین۔ پ ن۔
☆ تاریخ ادبیات مسلمانانِ پاکستان و ہند، جلد 13 (1971ء)۔ لاہور: پنجاب یونیورسٹی۔
☆ تزکِ بابری، مترجم: رشید اختر ندوی (س ن)۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز۔
☆ تزکِ تیموری، مترجم: سید ابوالہاشم ندوی (2001ء)۔ لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز۔
☆ تزکِ ہٹلری، مترجم: محمد ابراہیم علی چشتی (1998ء)۔ لاہور: فکشن ہاؤس۔
☆ تقسیم پنجاب کی خفیہ کہانی، ترجمہ و تالیف: اظہر ندیم (دوم 2003ء)۔ لاہور: تخلیقات۔
☆ توزکِ جہانگیری، جلد اول (جون 2004ء)، مترجم: اقبال حسن۔ نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان۔
☆ جگتار، ڈاکٹر (مارچ 2001ء)۔ سورج وچ سمندر۔ لاہور: پکھیرو پبلشرز۔
☆ جوگندر شمشیر (2005ء) لہولہو پنجاب، مترجم: ڈاکٹر نبیلہ عمر۔ لاہور: سنگت پبلشرز۔
☆ خادم چشتی (مئی 1996ء)۔ رب راکھا۔ لاہور: عمیر پبلشرز۔
☆ خادم حسین بھٹی (جنوری 2001ء)۔ دُکھاں دا ساگر۔ لاہور: مقصود پبلشرز۔
☆ خالد پرویز ملک (مئی 2002ء)۔ پنجاب اور اہلِ پنجاب۔ لاہور: علم و عرفان پبلشرز۔
☆ خالد جاوید (جنوری 2006ء)۔ دُکھ دا سورج۔ لاہور: مقصود پبلشرز۔
☆ ڈبلیو جی آسبرن (جون 2009ء)۔ رنجیت سنگھ کا دربار، مترجم: نواب ذوالفقار علی خاں۔ لاہور: آتش فشاں۔
☆ ڈی ڈی کوسمبی (اکتوبر 1999ء)۔ قدیم ہندوستان، مترجم: بالمکند عرش ملسیانی۔ لاہور: پرنٹ لائن پبلشرز۔
☆ رسول حمزہ توف (2009ء)۔ میرا داغستان، مترجم: اجمل اجملی۔ لاہور: فکشن ہاؤس۔
☆ رشید جمال (اپریل 2005ء)۔ سندھ پنجاب تضاد۔ کراچی: لوح ادب پبلی کیشنز۔
☆ رفاقت حسین ممتاز (مئی 2001ء)۔ جند برفاں دا آہلنا۔ لاہور: ادارہ پنجابی زبان تے ثقافت۔
☆ رما شنکر ترپاٹھی (1998ء)۔ قدیم ہندوستان کی تاریخ، مترجم: سید یحییٰ حسن نقوی۔ نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان حکومت ہند۔
☆ رما شنکر ترپاٹھی (2003ء)۔ تاریخ قدیم ہندوستان، مترجم: سید یحییٰ حسن نقوی۔ کراچی: سٹی بک پوائنٹ۔
☆ سرلیپل ہنری گرفن (2006ء)۔ رنجیت سنگھ، مترجم: مولوی نظیر حسین فاروقی۔ لاہور: بک ہوم۔
☆ سعید الفت، ڈاکٹر (جولائی 2005ء)۔ چار چفیرے۔ لاہور: اکبر اکیڈمی۔
☆ سید علی عباس (2009ء)۔ جزیرے۔ لاہور: فاطمہ پبلشرز۔
☆ سید محمد لطیف (نومبر 1994ء)۔ تاریخ پنجاب، مترجم۔ افتخار محبوب۔ لاہور: تخلیقات۔
☆ شریف کنجاہی، مرتب (1983ء)۔ پنجابی شاعری سے انتخاب۔ اسلام آباد: اکادمی ادبیات۔
☆ ضیاء الدین برنی (جولائی 1983ء)۔ تاریخ فیروز شاہی، مترجم: ڈاکٹر سید معین الحق۔ لاہور: اُردو سائنس بورڈ۔

Marfat.com

☆ طفیل خلش (ستمبر 2004ء)۔ چیتے دی دیوار۔ لاہور: ادارہ پنجابی لکھاریاں۔

☆ طفیل خلش (مارچ 1996ء)۔ مٹی دی خوشبو۔ لاہور: پنجند اکیڈمی۔

☆ عباد نبیل شاد (1992ء)۔ سُولی ٹنگیا سورج۔ لاہور: ابراہیم اینڈ سنز۔

☆ عدل منہاس لاہوری (نومبر 2009ء)۔ راوی کنڈھے چاننی رات۔ لاہور: اکبر فاؤنڈیشن۔

☆ عمر غنی (1991ء)۔ پندھ تھلاں دے۔ لاہور: نگارشات۔

☆ فیروز سنز اردو انسائیکلوپیڈیا، چوتھا ایڈیشن (2005ء)۔ لاہور: فیروز سنز لمیٹڈ۔

☆ کاجل کانپوری (1997ء)۔ وارتا۔ لاہور: عمیر پبلشرز۔

☆ کنہیا لال (2006ء)۔ تاریخ لاہور۔ لاہور: بک ٹاک۔

☆ کنہیا لال (2009ء)۔ تاریخ پنجاب۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز۔

☆ گلزار خلیل (جون 2005ء)۔ سچ کہیاں رو رو اکھیاں۔ لاہور: مکتبہ شافی۔

☆ لالہ سوہن لال سور (1885ء)۔ عمدۃ التواریخ، دفتر سوم/جلد چہارم۔ لاہور۔

☆ ماجد صدیقی (1983ء)۔ ادھ اسمان۔ راولپنڈی: اپنا ادارہ۔

☆ محمد حنیف رامے (دوم جولائی 1986ء)۔ پنجاب کا مقدمہ۔ لاہور: جنگ پبلشرز۔

☆ محمد قاسم فرشتہ (2004ء)۔ تاریخ فرشتہ، جلد اول، مترجمین: عبدالحیٔ خواجہ، ڈاکٹر عبدالرحمٰن۔ لاہور: المیزان ناشران و تاجران کتب۔

☆ محمد آصف خان (اگست 2000ء)۔ ہور بک سُک۔ لاہور: پاکستان پنجابی ادبی بورڈ۔

☆ مشتاق حسین مشتاق چغتائی (1992ء)۔ میں شاعر آں۔ لاہور: چغتائی پبلشرز۔

☆ منہاج سراج (دوم مئی 1985ء) طبقات ناصری، جلد اول۔ مترجم: غلام رسول مہر۔ لاہور: مرکزی اردو بورڈ۔

☆ مہذب لکھنوی (س-ن)۔ مہذب اللغات (جلد سوم)۔ لکھنؤ: محافظ اردو بکڈپو منصور نگر۔

☆ نادر جاجوی (مئی 2009ء)۔ سورج دی سیدھ۔ لاہور: لہراں ادبی بورڈ۔

☆ نگار سجاد (جون 1993ء)۔ مطالعہ تہذیب، حصہ اول۔ کراچی: شعبہ تاریخ اسلام جامعہ کراچی۔

☆ نور احمد چشتی (1964ء)۔ تحقیقاتِ چشتی۔ لاہور: پنجابی ادبی اکیڈمی۔

☆ نور الحسن نیر کاکوروی، مولوی (س-ن)۔ نور اللغات (جلد دوم)۔ کراچی: جنرل پبلشنگ ہاؤس۔

☆ وارث سرہندی ایم-اے (س-ن)۔ علمی اردو لغت۔ لاہور: علمی کتاب خانہ۔

☆ وقار حسین غوری (اکتوبر 1996ء)۔ برصغیر پاک و ہند کی قدیم تاریخ۔ لاہور: اماف پبلی کیشنز۔

انگریزی:

☆ Baba Prem Singh (1939). Character of Maharaja Ranjit Singh as an Individual as a Ruler (Ranjit Singh first death centeuary memorial).

☆ Bashir A.Qureshi. Dictionary. Lahore: Kitabistan Publishing Co.

Marfat.com

☆ Encyclopaedia Britannica, Vol.15 (1974). USA

☆ F.Steingass (2000). Persian English Dictionary. Lahore: Sang-E-Meel Publications

☆ Garrett, Chopra (1935). Event at the court of Ranjit Singh, 1810---1817. Lahore.

☆ Griffin,L (1898). Ranjit Singh, Rulers of India Series. Oxford.

☆ H.T.Prinsep (1834). The Origin of the Sikh Power in the Punjab. Calcutta.

☆ Khushwant Sing (1963). A History of the Sikhs (Vol:1). London.

☆ Khushwant Singh (1966). A History of the Sikhs (2 Vols). Princeton.

☆ L.Lock Hart. Nadir Shah. Lahore: Al-Irfan.

☆ Moorcraft, Trebech (1837). Travels in the Himalayan Provinces of Hindustan and the Punjab.

☆ Syed Waheeduddin (1965). The Real Ranjit Singh. Karachi.

☆ W.L.M.Gregor (1846). History of the Sikhs (2 Vols). London.

ویب سائیٹ:

☆ Punjab region-Wikipedia, the free encyclopaedia- 27/07/ 2009.

مقالہ جات:

☆ محمد بشیر ڈار (1954ء)۔ سکھوں کے عہد میں مسلمانوں کی ثقافتی حالت، مقالہ: ایم-اے اسلامیات۔ لاہور: پنجاب یونیورسٹی

قلمی نسخے:

☆ اختر شاہ جالندھری۔ سکنہ مکان نمبر 49 نیازی کالونی رحیم یار خاں

☆ مملوکہ: حنیف زاہد سکنہ لاہور۔

☆ ڈاکٹر نوید شہزاد۔ بیاض نمبر 4۔ لاہور: شعبہ پنجابی پنجاب یونیورسٹی۔

☆ کلیم شہزاد۔ بیاض نمبر 3۔ بورے والا: 54-ایم۔

☆ محمد شریف انجم (سکنہ قصور کی طرف سے بھیجی گئی نظم)

☆ مملوکہ ڈاکٹر سعادت علی ثاقب۔ استاد شعبہ پنجابی پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

☆ مملوکہ: اسماعیل قلندر سکنہ لاہور شہر۔ 2000ء

☆ مملوکہ: افضل ساحر سکنہ لاہور شہر۔

Marfat.com

☆ مملوکہ: اکرم باجوہ، مدینہ کالونی بورے والا۔

☆ مملوکہ: امین بابر سکنہ رحیم یار خاں شہر۔

☆ مملوکہ: ہیراجی سکنہ لاہور۔

☆ مملوکہ: خالد علی طالب علم ایم-اے پنجابی فائنل ایئر، شعبہ پنجابی پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

روزنامے:

لاہور: ''خبراں''

ماہنامے:

شیخوپورہ: ''جنت''

شیخوپورہ: ''کسان دھرتی''

گوجرانوالہ: ''پنچھی انٹرنیشنل''

لاہور: ''پکھیرو''

لاہور: ''پنجابی انٹرنیشنل''

لاہور: ''ترنجن''

لاہور: ''رویل''

لاہور: ''سویرا انٹرنیشنل''

لاہور: ''لکھاری''

لاہور: ''لہراں''

لاہور: ''نقوش''

سہ ماہی:

لاہور: ''پنجابی ادب''

لاہور: ''تاریخ''

کتاب لڑی:

لاہور: ''ادب سمندر''

سالنامے:

لاہور: ''ساہت''

Marfat.com

☆ مملوکہ: اکرم باجوہ، مدینہ کالونی بورے والا۔

☆ مملوکہ: امین بابر سکنہ رحیم یار خاں شہر۔

☆ مملوکہ: ہیرا جی سکنہ لاہور۔

☆ مملوکہ: خالد علی طالب علم ایم-اے پنجابی فائنل ایئر، شعبہ پنجابی پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

روزنامے:

لاہور: ''خبراں''

ماہنامے:

شیخوپورہ: ''جنت''

شیخوپورہ: ''کسان دھرتی''

گوجرانوالہ: ''پنچھی انٹرنیشنل''

لاہور: ''پکھیرو''

لاہور: ''پنجابی انٹرنیشنل''

لاہور: ''ترنجن''

لاہور: ''رویل''

لاہور: ''سویرا انٹرنیشنل''

لاہور: ''لکھاری''

لاہور: ''لہراں''

لاہور: ''نقوش''

سہ ماہی:

لاہور: ''پنجابی ادب''

لاہور: ''تاریخ''

کتاب لڑی:

لاہور: ''ادب سمندر''

سالنامے:

لاہور: ''ساہت''

Marfat.com

اشاریہ

ادارے/ جماعتیں:

اقوام:

دریا:

شخصیات/ خاندان:

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

کتب:

مقامات:

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

مصنف کی کتب

- گلاں کردے ہنجو (غزل، نظم)۔ 1994ء
- درد پوشاکاں (غزل، نظم)۔ 1995ء
- چھنکار (گیت)۔ 1996ء
- جس دن چپ دا سورج چڑھیا (غزل)۔ 1997ء
- پورن ماشی (تحقیق)۔ 1998ء
- تارے مینوں تکدے نیں (نظم)۔ 1999ء
- پربھات (تحقیق)۔ 2000ء
- ضلع ملتان ۔ تاریخ، ثقافت، ادب (تحقیق)۔ 2001ء
- ترلوک (نظم)۔ 2004ء
- پنجابی شاعری وچ اسم مکبر تے مصغر (تحقیق)۔ 2005ء
- فہرست پاکستانی پنجابی فلمی گیت (تحقیق)۔ 2005ء
- ظہیر احمد شفیق لئی نظماں (نظم)۔ 2007ء
- پنجابی لوک گیتاں دا موضوعاتی مطالعہ (تحقیق، تنقید)۔ 2007ء
- سلجھانتا (تحقیق، تنقید)۔ 2007ء
- جنگ آزادی اور پنجاب (تحقیق)۔ 2008ء
- پنج آبی کتھا (تحقیق، تنقید)۔ 2008ء
- کنک دنیاں دی کوتا (نظم)۔ 2010ء
- نظم اسانوں لکھنا چاہوے (نظم)۔ 2011ء

پنجاب یونیورسٹی پریس

Marfat.com